Vol. II
No. 26.



Thursday,
23rd September, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

Note.—* at the commencement of the speech denotes confirmation not received.

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD, DN
1955

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Thursday, the 23rd September, 1954.

The House met at Half Past Two of the Clock.

[*Mr. Speaker in the Chair*]

Questions & Answers

(See Part I)

Petition Re : Grant of Pattas for Government Lands.

Shri K. Ramachandra Reddy (Ramannapet) : Sir I beg to present a petition signed by nearly 5000 persons containing request not to levy penalties on them but to confer the rights for patta on the Government lands they have been cultivating since some years. The petition is as follows :

"We, the Harijans, backward classes and poor peasants of Nalgonda District are cultivating the Government lands since some years.......

Mr. Speaker : The purport of the petition may be given. The whole petition need not be read out.

* شری کے۔ رامچندراریڈی :— میں نے نلگنڈہ کے حالات سے متعلق جو درخواست پیش کی ہے اس کے چھ اہم پوائنٹس (Points) ہیں۔ - وہاں ہریجن زراعتی مزدور وغیرہ کئی سال سے بعض زمینات پر کاشت کرتے آرہے ہیں انکی کاشت ضبط کی جارہی ہے - درخواست میں استدعا کی گئی ہے کہ اس کو روکا جائے - اور ان لوگوں کی فصلوں کو برباد نہ کیا جائے - اسکے علاوہ حکومت سے یہ بھی خواھش کی گئی ہے کہ خارج کھاتہ پرمپوک زمینات پٹہ پر دئے جائیں - کہیں گائران کی اراضی ۱۰ فیصد سے زیادہ ہو تو وہ بھی پٹہ پر دی جائے - بعض جگہ دس فیصد سے کم زمین ہونے پر بھی کچھ لوگ حالات اور مجبوری کے مدنظر کاشت کرتے آئے ہیں انہیں بھی گورنمنٹ پٹہ کرنا چاہئے - گاؤں کے وطندار وغیرہ ان غریب لوگوں کی فصلوں کو جانوروں سے چروا رہے ہیں - حکومت کو چاہئے کہ وہ انکی مدد کرے - میں آنریبل اسپیکر صاحب سے خواهش کرتا ہوں کہ وہ گورنمنٹ کو متوجہ کریں اور اونکی مانگوں کو پورا کریں -

Mr. Speaker : That is not my duty. It shall be referred to....

شری کے - راجندرا ریڈی :— میں یہ بھی واضح کرنا چاھتا ھوں کہ اس درخواست پر . . . ٥ لوگوں کے دستخط ھیں -

Mr. Speaker : The petition is referred to the Committee on Petitions.

Papers Laid on the Table of the House.

The Minister for Finance, Statistics, Customs, Commerce and Industries : (Shri V. K. Koratkar :) Sir, I beg to lay a copy of the Finance Accounts of the Government of Hyderabad for the year 1950-51 and the Audit Report 1951 on the Table of the House under Article 151 (2) of the Constitution of India.

Mr. Speaker : Copy of the Finance Accounts of the Government of Hyderabad for the year 1950-51 and the Audit Report, 1951, is laid on the Table of the House.

Shri V.K. Koratkar: Sir, I beg to lay a copy of the Appropriation Accounts of the Government of Hyderabad for the year 1951-52 and the Audit Report, 1952, on the Table of the House under Article 151 (2) of the Constitution of India.

Mr. Speaker : Copy of the Appropriation Accounts of the Government of Hyderabad for the year 1951-52 and the Audit Report, 1952, is laid on the table of the House.

Shri V. B. Raju (Secunderabad-General): Will the copies be made available to the hon. Members ?

Mr. Speaker : Yes.

Presentation of the Report of the Committee on Petitions

Shri Pampan Gowda (Manvi) *:* Sir, I, the Chairman of the Committee on Petitions beg to present to the House the report of the Committee on petitions on the following Petition that was scrutinised by the Committee on the 14th September, 1954.

Petition :

The subject-matter of the petition presented to the house by Shri A. Raj Reddy, M.L.A. is 'Payment of Bonus to R.T.D. Employees' and is signed by eight persons.

The petition is in conformity with the Rules and the Committee decided that it be circulated *in extenso* to the Members.

Mr. Speaker : The report is presented.

L. A. Bill No. XXXVIII of 1954, the Hyderabad General Sales Tax (Second Amendment) Bill, 1954.

Shri V. D. Deshpande (Uppaguda) *:* I think if the other Bills are taken up first and this Bill after 5-30 p.m. today, it would be more convenient for us.

Mr. Speaker : Does the hon. Leader of the opposition mean to say that this Bill should be taken up after 5-30 p.m. today ?

Shri V. D. Deshpande : Yes, Sir.

Shri V. K. Koratkar : I have no objection, Sir.

Mr. Speaker : It will be taken up accordingly. Let us proceed to the next item.

L. A. Bill No. XXX of 1954, The Hyderabad Cinema Shows Tax Bill, 1954.

Shri V. K. Koratkar : I beg leave of the house to withdraw L. A. Bill No. XXX of 1954, the Hyderabad Cinema Shows Tax Bill, 1954.

Mr. Speaker : The question is :

" That leave be granted to withdraw L. A. Bill No. XXX of 1954, the Hyderabad Cinema Shows Tax Bill 1954 ".

The motion was adopted.

Mr. Speaker : Let us proceed to the next item.

Shri K. Ananth Reddy (Balkonda)*:* On a point of order, Sir. Is it not necessary that before withdrawing the Bill the reasons for withdrawal are made known to the house ?

Mr. Speaker : Not necessary.

Shri A. Guruva Reddy (Siddipet) : On a point of order, Sir. The reasons can, even at this stage, be explained in a few minutes.

Mr. Speaker : Not necessary.

L. A. Bill No. XXXIV of 1954, the Hyderabad City Water Supply Bill, 1954.

The Minister for Local Govt. and Education (Shri Gopal Rao Ekbote) : Sir, I beg to move:

"That L. A. Bill No. XXXIV of 1954, the Hyderabad City Water Supply Bill, 1954, be read a first time".

Mr. Speaker : Motion moved.

شری گوپال‌راؤ اکبوٹے :- مسٹر اسپیکر سر- یہ بل جو معزز ایوان کے سامنے پہلی خواندگی کیلئے پیش ہوا ہے وہ حیدرآباد اور سکندرآباد کے شہروں میں پانی کی سربراہی سے متعلق ہے - ایوان کے معزز ارکان کو معلوم ہے کہ شہر حیدرآباد اور سکندر آباد میں سنہ ۱۸۹۷ع سے پانی کی سربراہی کا سسٹم چلا آرہا ہے- اور اسی بناٗ پر آج تک یہ کام چل رہا ہے - معزز ارکان کو یہ معلوم ہوگا کہ عثمان ساگر اور حمایت ساگر کے ریزروائرس (Reservoirs) تعمیر ہونے سے پہلے میر عالم کے تالاب اور حسین ساگر سے پانی سپلائی ہوتا تھا - اور ظاہر ہے کہ سنہ ۱۸۹۷ع کے حالات کے لحاظ سے اس وقت کی آبادی کیلئے یہ کافی سمجھا گیا - ۱۸ - بہمن سنہ ۱۳۰۶ فصلی میں پرائویٹ واٹر پائپ سپلائز (Private Water Pipe Supplies) کیلئے قواعد مرتب ہوئے اور پرائویٹ واٹر پائپ کنکشنس (Private Water Pipe Connections) کی شرح محصول مقرر ہوئی - چنانچہ سنہ ۱۳۰۶ فصلی میں آدھے پون اور ایک انچ کے کنکشن کیلئے ۱۲ - ۲۴ - اور ۴۸ روپئے سالانہ مقرر کئے گئے - سنہ ۱۳۰۸ فصلی میں اس میں کچھ تبدیلی کیگئی اور کچھ چیزیں جو پہلے چھوٹ گئی تھیں انہیں بھی شامل کیا گیا - تیسری مرتبہ ۵ - آبان سنہ ۱۳۱۲ فصلی کو شرح میں پھر تبدیلی ہوئی اور آدھے اور ایک انچ کے لئے ۲۵ اور ۲۷ روپئے شرح مقرر ہوئی - اسکے بعد سنہ ۱۳۳۸ فصلی میں رزیڈنسی ایریا (رزیڈنسی بازار) میں پانی سربراہ کیا گیا - ۲۰ مہر سنہ ۱۳۳۲ فصلی کی ترمیم کے ذریعہ جو شرحیں مقرر ہوئیں وہ موجودہ شرحیں ہیں - اور انہی شرحوں پر حیدرآباد اور سکندرآباد میں پانی سربراہ کیا جارہا ہے - بعد میں عثمان ساگر اور حمایت ساگر سے حیدرآباد اور سکندرآباد کو پانی سربراہ کیا جانے لگا - اس وقت آبادی ڈھائی لاکھ اور چار لاکھ کے قریب تھی اور یہی آبادی بڑھتے بڑھتے سنہ ۱۹۵۴ع میں ساڑھے ۱۰ لاکھ ہوچکی ہے - اسکے ساتھ ساتھ واٹر کنکشنس بھی بڑی حدتک بڑھ گئے ہیں - حکومت پر پانی کی سربراہی کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے - اور اس طرح پانی کی سربراہی کا مسئلہ بہت اہمیت اختیار کرتا جارہا ہے - انسان کی زندگی میں جان کے

مسئلہ کے بعد پانی کا مسئلہ آتا ہے۔ پانی نہ صرف پینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے بلکہ روزمرہ کی مختلف ضروریات کی تکمیل کے لئے ضروری ہے ۔ اور اس مسئلہ کو سہل انگیزی سے نہیں دیکھا جاسکتا ۔ اس سے غفلت مختلف امراض کا باعث ہوتی ہے۔ اور کئی مسائل سامنے آجاتے ہیں۔ پانی کا مسئلہ صرف حیدرآباد ہی میں نہیں بلکہ ہم دوسرے ممالک میں بھی پانی کی تاریخ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حال حال میں حکومتوں نے پانی کے مسئلہ کو نیشنل نیسیسیٹی (National necessity) کے لحاظ سے اہمیت دی ہے ۔ مثال کے طور پر میں ایوان کو بتلانا چاہتا ہوں کہ انگلستان کی حکومت نے سنہ ۱۹۴۴ع میں نیشنل واٹر سپلائی پر ایک وائٹ پیپر (White paper) تیار کیا ۔ ممکن ہے آنریبل ممبرس کی نظر سے وہ وائٹ پیپر گزرا ہو۔ اس میں دو تین چیزیں بہت اہم ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں کہا گیا ہے کہ پانی کے مسئلہ کو لیجسلیشن کے ذریعہ کنٹرول کرنا چاہئے ، کیونکہ اس سے خاص طور پر (Contaminated water or polluted water supply) کا خطرہ لاحق رہتا ہے ، چاہے وہ زیادہ بارش کی وجہ سے ہو یا فلٹر سسٹم (Filter system) میں ڈفکٹ (Defect) آنے کی وجہ سے ہو یا کسی وجہ سے ہو۔ لیکن جہاں (Polluted water supply) ہونے کا امکان ہوتا ہے وہاں لاکھوں لوگوں کی جانیں خطرہ میں آسکتی ہیں ۔ اسلئے واٹر سپلائی کو قانون کے ذریعہ ریگولیٹ کرنا ضروری سمجھا گیا ۔ آنریبل ممبرس کو معلوم ہوگا کہ خاص لندن گریٹر لندن میٹروپالیٹن (Greater London Metropolitan) میں جو پانی سربراہ کیا جاتا ہے اس کے لئے قانونی پاورس دیئے گئے ہیں۔ وہاں ایک واٹر ایکٹ سنہ ۱۹۴۵ میں بنایا گیا ۔ یہ حوالہ میں اس لئے دے رہا ہوں کہ سنہ ۱۹۳۸ ع اور سنہ ۱۹۴۴ع میں لندن اور کرائیڈن میں کالرا (Cholera) اور ٹائیفائیڈ کی وجہ سے کافی تعداد میں اموات ہوئے تھے ۔ نتیجتاً انہیں ایک اکسپرٹس کمیٹی (Experts Committee) بٹھانی پڑی اور رورل ایریاز (Rural areas) اور اربن ایریاز (Urban areas) کی واٹر سپلائی (Water supply) کے بارے میں غور کرنا پڑا اور ایک واٹر ایکٹ بنایا گیا ۔ انہوں نے پہلے ایک وھائٹ پیپر مرتب کیا اور سنہ ۱۹۴۵ کے واٹر ایکٹ، لندن (Water Act, London) کی بنیاد اس پر رکھی ۔ جہاں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں لوگ رہتے ہیں وہاں پانی کی سربراہی کا مسئلہ نہایت اہم ہوتا ہے ۔ اس سلسلہ میں حیدرآباد کی جو تاریخ میں نے آپ کے ملاحظہ میں رکھی ہے اوس سے معلوم ہوگا کہ کتنی مرتبہ قواعد بدلے ہیں ۔ اس کے بعد بھی سنہ ۱۳۳۲ف کے قواعد کافی نہیں سمجھے گئے اور اس میں تبدیلی کی ضرورت سمجھی گئی ۔ اس کے بعد میں اس طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ حیدرآباد و سکندرآباد کے واٹر سپلائی اور ڈسٹر کٹس کے واٹر سپلائی میں امتیازی سلوک برتا جاتا تھا ۔ ڈسٹر کٹس میں واٹر سپلائی کے لئے دو روپیہ سے ساڑھے چار روپیہ تک لئے جارہے تھے ۔

۲۱ مقامات پر واٹر سپلائی کے لئے پائیپ کنکشن دیا جارہا ہے اور ۱۷ مقامات کے لئے اسکیم تیار ہے - اس طرح ٹکس کے معاملہ میں ڈسٹرکٹس اور شہروں کا مقابلہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ یہاں کی شرح وہاں کے شرح سے کم ہے - یہاں کے اسٹیبلشمنٹ چارجس (Establishment Charges) بابتہ سنہ ۵۳ - ۵۴ (۱۱-۱۲) لاکھ کے قریب ہیں- سنہ ۱۹۲۵ (۹۰ء۶) لاکھ - سنہ ۱۹۳۰ (۱۰ء۷۳) لاکھ سنہ ۱۹۳۵ (۱۸ء۳۰۴) لاکھ - سنہ ۱۹۴۰ (۲۳ء۱۲۱) لاکھ - سنہ ۱۹۴۵ (۲۳ء۱۶۷) لاکھ - اور سنہ ۵۳ - ۵۴ کے فیگرس تو میں نے آپ کو بتائے ہیں- جو ڈسٹری بیوٹری سسٹم (Distributory system) ہمارے یہاں ہے اوس پر کئی وجوہ کی بناء مثلا فلٹر بیڈس (Filter beds) کلورین (Chlorine) الکٹریسیٹی (Electricity) کے چار جس (Charges) اور مزدوروں کی اجرتیں بڑھ جانے کی وجہ سے اس کے اخرا جات میں سنہ ۱۳۲۰ ف کے بعد سے مسلسل اضافہ ہوتا رہا ہے - اس لحاظ سے اگر اب بھی واٹر سپلائی کے وھی ریٹس (Rates) باقی رکھیں تو اخراجات اور آمدنی کی کوئی مناسبت باقی نہیں رہتی ہے - سنہ ۱۳۳۲ ف سے جو ریٹس مقرر ہیں اب تک وھی چلے آرہے ہیں- اس کے باوجود پائپ اکسٹنشنس (Pipe extensions) بہت کافی ہوگئے ہیں- پاپولیشن (Population) بہت بڑھ گیا ہے - مزدوروں کی اجرت بڑھ گئی ہے اور اسٹیبلشمنٹ چارجس بہت بڑھ گئے ہیں- لیکن ریٹس ویسے ہی رہے ہیں- اضلاع کے لوگوں کی واجبی شکایت یہ رہی ہے کہ گورنمنٹ کا یہ طریقہ کار مناسب نہیں ہے کہ اون سے تو ۲ روپیہ سے ساڑھے چار روپیہ تک لے اور شہروں پر ۱۱-۱۲ لاکھ روپیہ خرچ کردے - جیسا کہ میں نے بتایا کہ یہاں آمدنی کے مقابلہ میں خرچ زیادہ ہے اور کاروبار ڈیفیسٹ (Deficit) میں چل رہے ہیں - اس لئے اضلاع والوں کا خیال ہے کہ اضلاع سے ٹکس وصول کرکے شہروں پر خرچ کرنا مناسب نہیں ہے - ان حالات کے تحت اس ایکٹ کو اپٹوڈیٹ (Up-to-date) اور ماڈرن سسٹم (Modern system) پر لانے کے لئے یہ لیجسلیشن (Legislation) یہاں لانا ضروری تھا - سکندرآباد میں بلک واٹر سپلائیز (Bulk water supplies) کا طریقہ ہے اور حیدرآباد کو ڈائرکٹ سپلائز (Direct supplies) دی جاتی ہیں- کئی مکانات ایسے ہیں جہاں میٹر کے نل نہیں ہیں- بلکہ پرانے پائپ سے پانی سپلائی کیا جاتا ہے - پانی کی سپلائی کے جو چار مختلف طریقے ہیں اون پر کنٹرول کرنا پڑیگا - یعنی بلک واٹر سپلائی - ڈائرکٹ سپلائز - میٹر کے ذریعہ سپلائی - اور فلٹر بیڈس - فلٹر بیڈس پر کافی احتیاط کرنی پڑیگی تاکہ فل اینڈ پیور واٹر سپلائی (Full and pure water supply) ہو اور امراض کے جو خطرات ہیں وہ دور ہوں - پانی جو انسان کی پہلی ضرورت کی چیز ہے نہ صرف پینے کے لئے بلکہ دیگر انسانی ضروریات کے تعلق سے بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے - اور اسی پانی کے ذریعہ مختلف طریقوں سے کنٹامینیشن (Contamination) اور پولوشن (Pollution)

ہوسکتا ہے - ایڈیکوئیٹ واٹر سپلائی(Adequate water supply) فل واٹر
سپلائی اور پیور واٹر سپلائی (Pure water supply) کے لئے
ریزر وائیرس (Reservoirs)اور فلٹربیڈس (Filter beds)
کی طرف دھیان دینا ہوگا اور ڈسٹریبیوٹری سسٹم کی جانب توجہ بھی کرنی ہوگی - بیکٹیریا
لاجیکل اانالیسس (Bacterialogical analysis)کرنا ہوگا - جو اربن
ایریاز (Urban areas)تھکلی پاپولیٹڈ (Thickly populated)
اور کنجسٹڈ (Congested) ہیں وہاں اسکی ضرورت ہے کہ ہر
مکان میں پائپ کنکشن (Pipe Connection) دیں تاکہ کسی کو پانی کی
قلت محسوس نه ہو - اوس کے لئے جب ہم یه طریقه اختیار کرنا چاہتے ہیں که پانی میٹر
کے ذریعه دیں تو مجھے بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے که سنه ۱۳۳۲ ف سے جو لوگ
بلا میٹر کے نل سے پانی استعمال کرنیکے عادی ہوگئے ہیں وہ اس کے لئے آمادہ نہیں
ہوتے اور شہروں میں رہنے والے اضلاع کی واٹر سپلائی کے جو حالات ہیں اون پر نظر
ڈالنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے - اضلاع والوں کے لئے جو مشکلات ہیں چونکه وہ اس سے
بچے ہوے ہیں ، سمنٹ روڈس پر پاور فل لائٹ (Powerful light) میں
زندگی گزارتے ہیں اور پانی کی کوئی دشواری انہیں نہیں ہے اس لئے وہ نیشنل انٹرسٹ
(National interest) کو بالائے طاق رکھکر اپنے چند پیسوں کی خاطر میٹر
لگانے سے انکار کرتے ہیں - اس کا نتیجه یه ہوا که واٹر سپلائی کا جو پرسنٹیج ہونا چاہئیے
تھا وہ نه ہوسکا - اور اضلاع میں واٹر سپلائی کی اسکیمات جس حد تک روبعمل لائے جانے
چاہئیے تھے نه لائے جاسکے - اور وہاں کا پرسنٹیج آف واٹر سپلائی بہت گرا ہوا ہے - اوس وقت
چونکه ایچ - ای - ایچ - کو ابسلیوٹ پاورس (Absolute powers) تھے اس لئے
کچھ ایسا سسٹم رائج رہا که جسکی وجه سنه ۱۳۰۸ ف سے اب تک زیادہ تعداد میں میٹرس
نہیں لگائے گئے حالانکه ویسٹیج (Wastage) کو روکنے کی اس سے
بہتر کوئی اور چیز نہیں ہوسکتی تھی - کلورین وغیرہ کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں جس کی
وجه سے اکسپنسس (Expenses) زیادہ ہوگئے ہیں اور دوسری طرف پیور واٹر کا
ویسٹیج بہت ہوتا ہے - اوس کا پراپر یوز (Proper use) نہیں ہوتا -
آپ سب کا مشاهده ہوگا که یه پانی باغات وغیرہ کی سیرابی کے لئے بھی استعمال میں لایا
جاتا ہے اور انڈسٹریل پرپز (Industrial purpose) کے لئے بھی استعمال
کیا جاتا ہے - اس پانی کی کوئی قدر نہیں کی جاتی ہے - اس لئے اس کے پراپر یوز کے لئے
میٹرس لگانے کی سخت ضرورت ہے - کوئی مہذب ملک آپ کو ایسا نہیں ملیگا جہاں ایک
لاکھ کی آبادی بھی ہوتو میٹر کے ذریعه پانی نه سربراہ کیا جاتا ہو - ہرجگه میٹر سے پانی
سپلائی کیا جاتا ہے - پرسنل انٹرسٹ کی خاطر کسی کی پرواہ نه کرنے کے عادی ہوگئے
ہیں - اسکو روکنے کا صحیح طریقه یہی ہوسکتا ہے که پائپ کنکشن (Pipe connection) کی بجائے میٹر کنکشن (Meter connection)
کردیا جائے - اس طرح جو کنٹیمینیشن (Contamination)

کنجسٹیڈ ھاؤزس (Congested houses) میں پیدا ھوگیا ھے وہ دوسری جگہ پھیلنے نہیں پائیگا - اور پبلک ھلتھ پوائنٹ آف ویو (Public health point of view) سے بھی دیکھا جائے تو یہ بہتر ھوگا - ھلتھ منسٹری (Health Ministry) اور واٹر سپلائی منسٹری میں کوآرڈینیشن (Coordination) ھو تو زیادہ مناسب ھوگا اور واٹر سپلائی کی ایفکٹیو اینڈ افیشینٹ فنکشننگ (Effective and efficient functioning) میں سہولت ھوگی - ھم نے اس کو اچیوو (Achieve) کرنے کے لئے حیدرآباد و سکندرآباد کی حد تک ایک واٹر سپلائی بل بنایا ھے - اس میں اڈیکیویٹ (Adequate) فل (Full) اور پیور واٹر سپلائی (Pure water supply) کی غرض سے سیٹرس مہیا کرنے کے لئے کچھ دفعات رکھے گئے ھیں - بلک سپلائی (Bulk supply) اور انڈسٹریل پرپزس (Industrial purposes) کے لئے واٹر سپلائی کو ریگولیٹ (Regulate) کرنے کے لئے یہ بل لایا گیا ھے - یہ محسوس کیا گیا کہ موجودہ سپلائی ناکافی ھے - اس لئے ساڑھے دس لاکھ کی آبادی کے لئے ۴۰ لاکھ کی ایک اسکیم واٹر سپلائی کے اکسٹنشن (Extension) کے لئے تیار کی گئی ھے جب وہ منظوری کے پورے مراحل طے کرلیگی تو میں سمجھتا ھوں کہ ایک دن ایسا آسکتا ھے کہ پورے اسٹیٹ میں واٹر اسکیرسٹی (Water scarcity) کی شکایت باقی نہیں رھیگی - اسلئے دور اندیشی کے ساتھ ایسے کنڈیشنس (Conditions) کے پیدا نہ ھونے دینے کے لئے روک تھام ضروری ھے تاکہ اسکیر سٹی آف واٹر (Scarcity of water) نہ ھوسکے ....

شری جے - بی - متہال راؤ :— آنریبل منسٹر ساڑھے دس لاکھ آبادی کے لئے جس اسکیم کا ذکر کررھے ھیں کیا اس میں سکندرآباد کنٹونمنٹ بھی شامل ھے ؟

شری گوپال راؤ اکبوٹے :— سکندرآباد میں کنٹونمنٹ بھی شامل ھے - کئی جگہ جہاں واٹر کنکشن (Water connection) نہیں ھے وھاں سے رپریزنٹیشنس (Representations) کئے گئے ھیں - ھم خود محسوس کرتے ھیں کہ انہیں واٹر سپلائی کرنا چاھیئے - یہ انسانوں کی ایک بینادی ضرورت ھے - اس کی ھر گھر میں ضرورت ھوتی ھے - ۴۰ لاکھ کی اسکیم حیدرآباد کے لئے ھے اور (۲۰ - ۳۰) لاکھ کی اسکیم سکندرآباد کے لئے ھے - یہ اسکیمات گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیجی گئی ھیں - امید ھے کہ اس بارے میں گورنمنٹ آف انڈیا ھماری مدد کریگی - اس کے بعد میں سمجھتا ھوں کہ جو دقتیں ھیں وہ دور ھوجائینگی - واٹر سپلائی پر کنٹرول ھوجائیگا اور ڈرینج واٹر سپلائی سسٹم (Drainage water supply system) بھی ریگولیٹ ھوجائیگا - اور یہ جو ڈسپیاریٹی (Disparity) اضلاع اور شہروں میں نظر آرھی ھے وہ دور ھوجائیگی - لہذا ان وجوھات کے تحت جن کا میں نے ذکر کیا ھے مجھے امید ھے کہ اس بل کو ھاؤس شرف قبولیت بخشیگا -

شری سی ایچ ۔ وینکٹ رام راؤ:— مسٹر اسپیکر سر۔ میں واٹر سپلائی منسٹر کے واٹر سپلائی بل کا عام طور پر سواگت کرتا ہوں انہوں نے من مانے احکام کو جو ایک عرصہ سے چلے آرہے ہیں چھوڑ کر ایک قانون بنانیکی کوشش کی ہے چند چیزیں جن کا مجھے شبہ ہے اون کو دور کرنے کی خاطر میں منسٹر صاحب کی توجہ انکی طرف مبذول کراتا ہوں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ واٹر سپلائی اسکیم کو صرف حیدرآباد و سکندر آباد کے شہروں کی حدتک ہی کیوں محدود رکھا گیا ہے۔ پورے اضلاع میں ۲۱ جگہ واٹرسپلائی کا انتظام ہے ۔ اس کو کیوں لاگو نہیں کیا گیا ہے ایک زمانے سے من مانے طریقوں پر واٹر سپلائی کرنے کے بعد ایک عرصہ کے انتظار کے بعد یہ اسکیم ہاؤز میں پیش کی گئی ہے اوسی طرح سے اون (۲۱) جگہوں میں بھی جنکا ذکر آنریبل منسٹر نے کیا اس قسم کی اسکیمس کو اپلائی (Apply) کیا جاتا تو بہتر تھا ۔ میرے کہنے کا منشاء یہ ہے کہ پورے حیدرآباد اسٹیٹ کے اندر اس قسم کی ایک اسکیم رہتی اور اسی طرح ریٹس وصول کرنے کا ایک ہی طریقہ رہتا ۔ مگر یہ کیوں مناسب سمجھا گیا کہ صرف حیدرآباد اور سکندرآباد کے لئے ہی یہ بل لایا جائے ۔ دوسری جگہوں کے لئے بھی ضرورت محسوس کیوں نہیں کی گئی ۔ لیکن سکندرآباد اور حیدرآباد کی حد تک جو کچھ کیا جا رہا ہے ٹھیک ہے کہ لیجسلیشن لانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ ایک چیز یہ بھی عرض کرنا ہے کہ کنزیومرس کو میٹرس کا خرچہ برداشت کرنے کے لئے پراویژن رکھا گیا ہے ۔ منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ ویسٹرن ممالک کی طرح گھر گھر تک نل پہنچایا جائیگا ۔ اور اس طرح وبائی امراض پر قابو پالیا جائیگا ۔ میں یہ کہونگا کہ ہر گھر میں یعنی ھائر مڈل کلاس ۔ لوئر مڈل کلاس اور مزدور یہ سب ہی لوگ آتے ہیں ۔کیا ایک مزدور اپنے گھر میں آج پائپ کا سسٹم رکھ سکتا ہے ۔کیا ہر گھر تک پائپ جاسکتا ہے ۔ الکٹرک میٹرس جس طرح غیر معمولی قیمت کے ہوتے ہیں لیکن جس طرح اونکو الکٹریسٹی ڈپارٹمنٹ سپلائی کرتا ہے اوسی طرح یہاں بھی واٹر میٹرس سپلائی کئے جاتے تو اچھا تھا ۔ لیکن اس کے خرچہ کا بار کنزیومر پر رکھدیا گیا ہے ۔ اوسکی قیمت کے لحاظ سے لوئر مڈل کلاس بھی یہ میٹرس نہیں رکھ سکتا ۔ تو پھر مزدور کس طرح پائپ لگالے سکتا ہے ۔

کلاز (۷) میں یہ بتایا گیا ہے کہ واٹرسپلائی اتھاریٹی کو ادھیکار رہیگا کہ وہ ریٹس تبدیل کرسکے۔ یعنی ریٹس کم یا زیادہ کرسکینگے ۔ ممکن ہے کہ اس میں بعض مشکلات پیش آئیں کم ازکم یہ تو بتایا جا سکتا تھا کہ مینیمم (Minimum) یہ رہیگا اور میگزیمم (Maximum) یہ رہیگا ۔ اسلئے کلاز (۷) میں جواختیار واٹرسپلائی اتھاریٹی کودیا گیا ہے وہ کسی حدتک مناسب نہیں۔ کلاز (۹) میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اس اسکیم کے تحت اوس شخص کو بھی ٹیکس دینا پڑیگا جو پائپ یا میٹر نہ رکھتا ہو ۔ مثلاً لیبر کالونیز میں یا بعض مقامات پر پبلک پائپس ہوتے ہیں جہاں سے لوگ پانی لیتے ہیں ۔کیا اون لوگوں کو بھی ٹیکس دینا پڑیگا ۔ ممکن ہے کہ مجھ ہی کو غلط فہمی ہورہی ہو ۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ پبلک مقامات پر جو پائپس ہوتے ہیں وہاں سے جو لوگ پانی بھرتے

ھیں اونکو بھی کلاز (۹) کے تحت ٹیکس دینا پڑیگا - ایک دوسری کلاز میں یہ بتایا گیا
ھے کہ جب حکومت کو معلوم ھو کہ کسی جگہ ناجائز طریقہ پر پانی یا میٹر خراب کیا
جا رھا ھے تو لائن کٹ کرنے کا اختیار حکومت کو رھیگا - لیکن اس طرح کٹ کرنے کے
بعد یا ریپیر کرنے کے لئے جو نوٹس دیجاتی ھے اوسکے تحت ریپیر کرنے کے بعد اوسکی
ٹسٹنگ فیس لینے کابھی حکومت کو اختیار رھیگا - گویا ٹسٹنگ بھی کرتےھیں تو اوسکی فیس
لیجائیگی - اور اسکا بار کنزیومر پر ڈالا جائیگا - ری اوپننگ کے لئے الگ فیس - ٹسٹنگ
کی الگ فیس اور کٹ کرنے کی الگ فیس - یہ تینوں فیس لیجائینگی - اگر کنزیومر کی
غلطی سے کچھ خرابی واقع ھو جائے تو اوس وقت فیس لینے میں کوئی عذر نہیں ھے -
لیکن ریپیر کرنے کی نوٹس دینے کے بعد اگر ریپیر کیا جائے تو اوسکی ٹسٹنگ فیس کیوں
لیجائیگی - یہ فیس لینا مناسب نہیں ھے - ایک اور کلاز کے تحت جرمانہ کی مقدار مقرر
کی گئی ھے - جسکے تحت سو روپیہ جرمانہ بھی کیا جا سکتا ھے - ھوسکتا ھے کہ اس میں
کوئی پراویژن ھو کہ انجن خراب کیا جائے توسو روپیہ یا اس سےبھی زیادہ جرمانہ ھوسکے -
لیکن سوائے انجن کے باقی جو چیزیں ھوتی ھیں اون کے لئے سو روپیہ تو کیا پچاس روپیہ
بھی نہیں لگتے - اس لئے یہ سو روپیہ زیادہ ھیں (۵۰) روپیہ رکھنا مناسب تھا - میں نے
جو کچھ کہا ھے اوس پر مجھے امید ھے کہ دھیان دیا جائیگا اور خصوصاً الگ الگ طور پر
جو تین تین فیسیں لیجاتی ھیں اوس پر غور کیا جائیگا - میں جب امنڈمنٹ پیش کرونگا
تو ان کے بارے میں ڈیٹیل عرض کرونگا -

V. B. Raju : The hon. Minister has said that there are 21 Water Supply Schemes in the State.

Mr. Speaker : The hon. Member can express himself very well in Hindi.

**Shri V. B. Raju :* I shall try from today, Sir.

مسٹر اسپیکر سر - آنریبل منسٹر صاحب نے کہا کہ حیدرآباد اسٹیٹ میں (۲۱)
واٹر سپلائی اسکیمس (Water Supply Schemes) ھیں - یہ جو بل
لایا گیا ھے وہ صرف حیدرآباد میں واٹر سپلائی سسٹم (Water Supply System)
کو ریگولرائز (Regularise) کرنے کے لئے پسہ وصول کرنے کے لئے
اور میٹرس لگانے کے اور دوسرے اغراض کے لئے لایا گیا ھے - میں چاھتا ھوں کہ
اس بل کے ساتھ حیدرآباد سٹی واٹر سپلائی اسکیم کے سلسلہ میں کوئی ایک نوٹ پہلے سے
ھی آنریبل ممبرس کے پاس بھیجا جاتا تو اوس سے موقع ملتا کہ ایک پراسپکٹیو
(Prospective) لیکر اس کے متعلق سوچا جائے - اس کی گنجائش ھوسکتی
تھی - مگر صرف حیدرآباد سٹی کے واسطے بل لانے سے تمام آنریبل ممبرس کو یہ معلوم
نہیں ھوسکتا کہ باقی تمام چیزوں کے متعلق گورنمنٹ کی پالیسی کیا ھے - میں چاھتا ھوں کہ
واٹر سپلائی کی جو اسکیم ھے وہ نو پرافٹ - نو لاس (No profit no loss)
کی بیسس (Basis) پر ھونی چاھئے - میں حکومت سے یہ معلومات

بھی حاصل کرنا چاھتا ھوں کہ حکومت کے ڈپارٹمنٹس میں کونسا کمرشیل ڈپارٹمنٹ (Commercial Department) ھے اور کونسا سرویس ڈپارٹمنٹ (Service Department) ھے - واٹر ورکس کمرشیل ڈپارٹمنٹ ھے یا نہیں تو سرویس ڈپارٹمنٹ ھے - ڈرینج ورکس تو سرویس ڈپارٹمنٹ ھے - حیدرآباد میں جو پانی سپلائی کیا جاتا ھے وہ سیویج پربزس (Sewage purposes) کے لئے بھی استعمال ھوتا ھے - یہاں یہ دقت ھے کہ پانی فلٹرڈ (Filtered) اور ان فلٹرڈ (Un-Filtered) بھی رھتا ھے - حسین ساگر سے جو تھوڑا سا پانی دیاجاتا ھے وہ ان فلٹرڈ پانی ھے جو فیکٹریز کے لئے سپلائی ھوتا ھے - اور عام طور پر گنڈی پیٹھ یا حمایت ساگر کا جو پانی ھوتا ھے وہ فلٹرڈ ھوتا ھے - اور وہ پینے کے لئے سپلائی ھوتا ھے ان فلٹرڈ واٹر سیویج پرپزس کے لئے استعمال ھونے کی وجہ سے حیدرآباد کے شہریوں پر زیادہ بار پڑرھا ھے - اس وقت میں نہیں سمجھتا کہ حکومت کے پاس اتنا مالیہ ھے کہ ریزروائر بنانے کے لئے اکسپنڈیچر (Expenditure) برداشت کرے - مگر ڈپارٹمنٹ کو یہ سوچنا پڑیگا کہ کبھی نہ کبھی یہ چیز ھونا چاھئے - میں نے سنا ھے کہ حیدرآباد سٹی واٹر سپلائی اسکیم کے سلسلہ میں ریزروائر (Reservoir) بنانے اور ڈسٹریبیوشن آف واٹر (Distribution of water) کے لئے دو کروڑ (۱۸) لاکھ روپیہ خرچ ھوئے اس میں سے ایک کروڑ (۱۸) لاکھ روپیہ ریزروائر بنانے کے لئے اور ایک کروڑ روپیہ ڈسٹریبیوشن آف مینس (Distribution of mains) کے لئے خرچ ھوئے - مگر یہ معلوم نہیں ھوسکا کہ جو کیپیٹل اکسپنڈیچر (Capital Expenditure) کیا گیا اوس کا انٹرسٹ (Interest) ادا ھو رھا ھے یا نہیں - اور کوئی سنکنگ فنڈ (Sinking Fund) بھی اس میں سے نکالا جا رھا ھے یا نہیں - سنہ ۵۳ - ۱۹۵۲ع کا حساب دیکھیں تو معلوم ھوتا ھے کہ رننگ اکسپنسس (Running expenses) اور مینٹیننس (Maintenance) کے سلسلہ میں گیارہ لاکھ ۶۶ ھزار روپیہ خرچ ھوئے اور آمدنی صرف (۸) لاکھ پندرہ ھزار روپیہ ھوئی - اس سے صاف ظاھر ھے کہ (۳) لاکھ (۵۰) ھزار روپیہ کی کمی ھوئی اور یہ خرچہ پبلک اکسچکر (Public exchequer) سے ھوا - یہ بات بتلائی گئی ھے کہ پبلک میں واٹر سپلائی کی ضروریات بڑھ رھی ھیں - جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے کہا لوئر مڈل کلاس اور ورکنگ کلاس کے لئے چھوٹے چھوٹے مکانات بن رھے ھیں وھاں کنکشن دینے کے لئے اور اگر وھاں گنڈی پیٹھ سے پانی نہیں دیا جاسکتا تو کونسا سپلیمنٹ ھونے والا ھے یہ ساری چیزوں کو سوچنا ضروری ھے - میں سمجھتا ھوں کہ جب تک ایک انٹگریٹیڈ اسکیم (Integrated Scheme) تیار نہ ھو پیس میل (Piecemeal) طریقہ سے ایسا انیکٹمنٹ (Enactment) پیش کرنے سے کنفیوژن (Confusion) ھوگا - یہ بات نہیں کہ بل پر اس وقت غور نہ کیا جائے - بلکہ آئندہ بجٹ سشن سے پہلے ایک اسٹیٹمنٹ واٹر سپلائی سسٹم کے متعلق تمام ممبرس کے پاس بھیج دیتے تو اچھا تھا - یہ اسکیم اس سٹی میں پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ (Public Works Department) یا واٹر ورکس ڈپارٹمنٹ کے تحت ھے - اور ڈسٹرکس

میں جہاں جہاں میونسپالٹیز ہیں اور جہاں وہ اس کو ہینڈل (Handle)
نہیں کرتی ہیں لوکل گورنمنٹ اس اسکیم کو دیکھ رہی ہے - ولیجس میں باؤلیاں کھدانے
کے لئے ول سنکنگ ڈپارٹمنٹ (Well Sinking Department) ہے - پہلے ریوینیو ڈپارٹمنٹ
کے تحت تھا اب حکومت مقامی کے تحت آگیا ہے - مختلف اداروں اور مختلف ایجنسیوں کے
کے تحت واٹر سپلائی ہورہا ہے - لوکل گورنمنٹ نے کتنا کیپیٹل اکسپنڈیچر کیااور وہاں کے
ریٹس کیا ہیں نہیں معلوم -میں سنا ہوں ہاف انچ پائپ کے لئے چند جگہوں پر سوا پانچ روپیے
حالی تک مہینہ ٹیکس لیاجارہا ہے - حیدرآباد سٹی میں توہاف انچ پائپ کے لئے ماہانہ صرف
ایک روپیہ لیتے ہیں - سٹی کے فیگرس دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سٹی میں
قریب قریب ۲۳ ہزار کنکشنس ہیں - جن میں سے ۱۵۸۰۰ بغیر میٹر کے ہیں اور
صرف ۹ ہزار میٹر کے ہیں - یہ بغیر میٹر کے جو پائپس ہیں وہ باغ بغیچوں کے لئے
زیادہ پانی استعمال کرتے ہیں اسلئے جو پروپوزل (Proposal) آیا ہے اور
حکومت اسکو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتی ہے تو میں اسکو ولکم (Welcome)
کرتا ہوں - کیونکہ جب ہم آمدنی کے لحاظ سے دیکھتے ہیں تو میٹر کے کنکشنس سے
صرف ۶ لاکھ کی آمدنی ہوتی ہے اور بغیر میٹر کے کنکشنس سے صرف ۲ لاکھ کی آمدنی
ہوتی ہے جنکی تعداد زیادہ ہے لیکن آمدنی کم ہے - اسکو یونیفارم بیسس (Uniform
Basis) پر لانے کے لئے کچھ ٹیکس لگایا جا رہا ہے اور یہ اسلئے بھی کیا
جارہا ہے کہ ڈسٹرکٹ کے ٹیکس میں کمی کی جائے اور یہاں کچھ زیادتی کی جائے
کیونکہ ڈسٹرکٹ کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جملہ آمدنی لیجاکر حیدرآباد شہر میں
خرچ کرتے ہیں - لیکن یہ تو اس وقت کی بات ہے جبکہ یہاں بڑے لوگ یعنی جاگیردار
اور ہائیر آفیسرس (Higher Officers) رہتے تھے آنریبل ممبرس کو
شائد یہ بات یاد ہوگی کہ اورنگ آباد کے سپرنٹنڈنگ انجینیر حیدرآباد میں رہتے تھے -
بیدک سشن حیدرآباد میں تھا - صرف آفیسرس کی سہولت کے لئے انکے آفیسس کو یہاں
منتقل کیا گیا تھا - گذشتہ زمانہ میں یہ ہوتا تھا کہ اگر کوئی انگلینڈ جاکر واپس
آجائے تو ان کے لئے پوسٹ دیا جاتا تھا - اسطرح پوسٹ کے لئے آدمی نہیں ہوتے تھے
بلکہ آدمی کے لئے پوسٹ کرئیٹ (Create) کیا جاتا تھا اب وہ زمانہ گیا -
اسلئے اب اضلاع کے لوگوں کی کنوینینس (Convenience) اور کمفرٹ
(Comfort) کے لئے وہاں پیسہ خرچ ہونا چاہئے اسلئے میں یہ ضروری
سمجھتا ہوں کہ اس ٹیکزیشن بل کو پاس کیا جائے - اور تین چار لاکھ روپیے جو
اکسچکر سے جا رہے ہیں کم از کم اسکو روکا جائے -

گورنمنٹ جو کیپیٹل اکسپنڈیچر ہے اسکو کم کرے - میونسپل کارپوریشن اگر
حیدرآباد واٹر ورکس ڈپارٹمنٹ کو لینا چاہتی ہے تو خوشی سے لے لیکن ساتھ ہی اسکو
لائبلیٹی (Liability) بھی لینا پڑیگا - ایسا نہونا چاہئے نگرانی
میونسپل کارپوریشن کرے اور اخراجات گورنمنٹ برداشت کرے -

ابھی ایک آنریبل ممبر نے فرمایا کہ میٹرس کے سلسلہ میں مشکلات بھی پیش آنے والے ھیں ۔ موٹر گاڑیوں کو میٹر لگانے کی جب گورنمنٹ نے کوشش کی تھی اسوقت بھی بہت پروٹسٹ (Protest) کیا گیاتھا ۔ مگر جب ھم ایک چیز کو سسٹمٹائز (Systematize) کرنا چاھتے ھیں اسکو یونیفارم کرنا چاھتے ھیں تو اس کا کچھ نہ کچھ طریقہ رھنا چاھئے ۔ لیکن اسبارے میں میرا اتنا ھی سجیشن (Suggestion) ھے کہ جب میٹر کنزیومر (Consumer) کی کسٹ پر لگاتے ھیں تو انسٹالمنٹ (Instalment) کی بیسس رکھی جائے اور انہیں سہولت دیجائے ۔ لیکن بہرحال انہیں قیمت دینا پڑیگا ۔

اسکے بعد غریبوں کو پانی دینے کے لئے جو سہولتیں ھیں اسبارے میں میں یہ کہونگا اور جہاں تک میری معلومات ھیں ساٹھ فیصد پانی اسٹانڈ پوسٹ پر ھی خرچ ھوتا ھے ۔ جب خرچ کرنے والوں میں سے ھر ایک پر ٹیکس نہیں لگا سکتے توکم ازکم اوس لوکالیٹی پر ٹیکس لگانا چاھئے ھم ان پر کلکٹیو ٹیکس لگا سکتے ھیں کیونکہ وھی بہت سا پانی خرچ کرتے ھیں ۔ جب یہ اصول طے کیا گیا ھے کہ نو پرافٹ نو لاس بیسس پراس اسکیم کو چلانا چاھئے تو کچھ نہ کچھ کنٹریبیوشن (Contribution) انہیں بھی دینا چاھئے اور یہ انکی حیثیت سے بڑھکر بھی نہیں رھے گا ۔

آخر میں میں یہ عرض کرنا چاھتا ھونکہ آپ واٹر سپلائی کو کمرشیل بیسس پر نہیں چلاسکتے ۔ اگر آپ اسکو ایک بزنس سمجھکر چلائینگے تو یہ اسکیم کامیاب نہیں ھوگی چند روز کے لئے کچھ سب ونشن (Subvention) یا گرانٹ دینا ھی پڑیگا ۔ اگر میونسپالیٹی اس کام کو انجام دے تو اسے بھی ایسا ھی کرنا پڑیگا اور اگر گورنمنٹ اپنے اختیار میں رکھے تو بھی بجٹ سے اور اکسپنڈیچر (Over expenditure) میٹ (Meet) کرنا پڑیگا ۔

گورنمنٹ آف انڈیا سے ھم کچھ لون (Loan) کیاپیٹل اسکیمس یعنی ریزروائر وغیرہ بنانے کے لئے حاصل کرسکتے ھیں ۔ اس میں اور بھی بہت سی باتیں آسکتی ھیں یعنی جو رقم ھو اسکو سٹی اور ڈسٹرکٹس کے لئے ڈسٹریبیوٹ کرنا ، کارپوریشنس کو دینا ۔ ڈسٹرکٹ میونسپالٹیز کو دینا اور ول سنکنگ کے لئے پرائررٹی فکس اپ (Priority fix up) کرنا ۔ ان ساری باتوں کے لئے میں چاھتا ھوں کہ ایک ھائیر پاور واٹر سپلائی بورڈ (Higher Power Water Supply Board) قائم کرنا چاھئے ۔ کل ھی ھم نے یہ ڈسکس کیا ھے کہ منسٹرس کو پالیسی بنانا چاھئے اور آفیسرس اسکو اکزیکیوٹ (Execute) کریں ۔ اسلئے یہ معمولی کام منسٹیریل لیول (Ministerial level) پر ھوں تو زیادہ فائدہ مند نہیں ھوگا اسلئے صلاحیت سے کام انجام دینے کے لئے ایک واٹر سپلائی بورڈ قائم ھو جائے تو وہ ولیجس اور ڈسٹرکٹ ٹاؤنس (District towns) کی اسکیمس کو چلانے میں مدد دیگا ۔ اس بورڈ کی سخت ضرورت ھے اور اگر آج اس بات کو نہیں مانینگے تو آئندہ اسکو ماننا پڑیگا ۔ اتنا کہتے ھوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ھوں ۔

* شری عبدالرحمن (ملک پیٹھ) :- مسٹر اسپیکر سر - پانی کی سر براھی کا مسئلہ نہایت ھی اھم ھے کیونکہ یہ روزمرہ کی ضروریات میں سب سے پہلی چیز ھے - اور اسی اعتبار سے ھمیں اس مسئلہ کو دیکھنا ھے - آج اگرچیکہ پانی کی سر براھی سے حکومت کو نقصان ھو رھا ھے - تقریباً تین ساڑھے تین لاکھ کا نقصان ھو رھا ھے لیکن میں سمجھتا ھوں کہ گورنمنٹ کو اسے نقصان نہ سمجھنا چاھئے کیوں کہ ھر مہذب حکومت کا یہ فرض ھوتا ھے کہ اپنے عوام کی اپنی رعایا کی بعض ضروریات کی تکمیل کرے - ان ضروریات کی تکمیل میں پانی کی سربراھی بھی ھے - اس اعتبار سے ھم اس یر آمدنی کا اور خرچ کا حساب جس طرح اور مدات کے بارے میں کرتے ھیں ویسا نہیں کرسکتے - پھر بھی ھم اس ساڑھے تین لاکھ کے نقصان کو کسی نہ کسی طرح سے پورا کرسکتے ھیں - لیکن اس کا وہ طریقہ نہ ھونا چاھئے جو اس بل میں بتلایا گیا ھے - اس نوبت پر میں آج کے حالات میں اس کی مخالفت کرتا ھوں - معزز ممبر فرام سکندرآباد نے اس پر روشنی ڈالی ھے اورکچھ سفارشات یا تجاویز حکومت کے سامنے رکھے ھیں میں ان کی پوری پوری تائید کرتا ھوں اور حکومت سے مطالبہ کرتا ھوں کہ آئندہ بجٹ سشن تک غور کرنے کے لئے اس کو ملتوی کیا جائے یا نہیں توکم ازکم ایک سلکٹ کمیٹی کے حوالہ کیا جائے تاکہ اس بل کے نتائج و عواقب پر غور کیا جاسکے ابھی ابھی میرے ایک ساتھی ممبر نے اس بل کے تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ بل ایسی حالت میں پیش ھوا ھے جب کہ ھم بہت مصروف ھیں ھمیں اس بل پر کافی توجہ دینے کے لئے وقت ھی نہیں ملا - لیکن اب چونکہ یہ بل آچکا ھے اور سرکاری بنچس کے ایک معزز ممبر نے ایک تجویز پیش کی ھے اس لئے میں توقع کرتا ھوں کہ آئندہ بجٹ سشن تک اس بل کو ملتوی کیا جائیگا -

* شری جے - بی - متیال راؤ :- مسٹر اسپیکر سر - اس بل پر بحث کے وقت میں دو چار سجسشنس (Suggestions) آنریبل منسٹر فار لوکل گورنمنٹ کو دینا چاھتا ھوں - ساتھ ساتھ جیسا کہ آنریبل ممبر آف دی اپوزیشن نے کہا کہ اس بل کو ملتوی کیا جائے یا اس کو سلکٹ کمیٹی کے حوالہ کیا جائے میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا - میں نے آنریبل منسٹر صاحب سے ان کی اسپیچ کے دوران میں یہ کوئسچن کیا تھا کہ آیا اس بل کے تحت کنٹونمنٹ ایریا کو بھی شامل کیا گیا ھے یا نہیں - مجھے اس لئے پوچھنا پڑا کیوں کہ میں کنٹونمنٹ کا رھنے والا ھوں اور وھاں کا ریپریزنٹیٹیو (Representative) بھی ھوں جس میں کنٹونمنٹ شامل ھے - کنٹونمنٹ کے لوگوں کو خاص کر دھوپ کالے میں پانی کے لئے بہت تکلیف اٹھانا پڑتا ھے - میں منسٹر صاحب سے بیان کرنا چاھتا ھوں کہ جب وھاں ملٹری تھی تو (برٹش گورنمنٹ کے زمانہ میں بھی اور حیدرآباد گورنمنٹ کے زمانہ میں بھی) کچھ ٹرمس اینڈ کنڈیشنس (Terms & Conditions) تھے اور ان کے تحت ھی واٹر سپلائی ھوتا تھا - وھی سسٹم آج بھی چل رھا ھے - لیکن اب نہ برٹش گورنمنٹ رھی اور نہ گورنمنٹ آف حیدرآباد آج ھندوستانی حکومت ھے جس میں حیدرآباد شامل ھے تو اس سلسلہ میں بھی

کنٹونمنٹ کے لئے کوئی ڈفرنس (Difference) نہ ہونا چاہئے - آپ کے ٹرمس اینڈ کنڈیشنس چاہے کچھ بھی ہوں لیکن ایک رپریزنٹیٹیو کی حیثیت سے مجھے یہ کہنا ہے کہ حیدرآباد اور سکندرآباد کے لوگوں کو جس طرح پانی کی سہولتیں دی جاتی ہیں ویسی ہی سہولتیں کنٹونمنٹ کے لوگوں کو دیں - یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہ پانی نہ لیتے ہوئے بھی ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ آپ کہیں گے کہ یہ کیسی عجیب بات ہے پانی نہ لیتے ہوئے بھی انہیں ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ چونکہ میں تفصیلات اپنے ساتھ نہیں لایا ہوں اس لئے پوری تفصیلات هاؤز کے سامنے نہیں رکھ سکتا - لیکن مجھے اب یہ کہنا ہے کہ کنٹونمنٹ کے لوگ رپریزنٹ کرنے کے باوجود انہیں واٹر سپلائی برابر نہیں کی گئی - میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حیدرآباد اور سکندرآباد میں جیسے الکٹڈ باڈیز (Elected Bodies) ہیں ویسے وہاں نہیں ہیں - سکندرآباد کنٹونمنٹ میں آج بھی نامینیٹڈ رپریزنٹیٹیوز ہیں اور وہ جنتا کا کام ٹھیک ڈھنگ سے نہیں کر رہے ہیں - چنانچہ نوبت آئی کہ ڈسٹرکٹ کانگریس پارٹی اور ساتھ ساتھ وارڈ کانگریس والوں نے پنڈت جی اور ڈیفنس منسٹری کے پاس رپریزنٹیشن کیا تو اب کنٹونمنٹ میں بھی الکشن ہونے والا ہے - میں جانتا ہوں کہ کنٹونمنٹ میں الکشنس ہونے سے پانی کا مسئلہ حل نہیں ہوجائیگا - بلکہ جب وہاں بھی الکٹڈ باڈیز بن جائیں گے تو گورنمنٹ کے پاس موثر طریقہ سے رپریزنٹیشن ہو سکے گا - لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے ہی گورنمنٹ اسٹپس (Steps) لے اور سکندرآباد اور حیدرآباد کے لوگوں کو جیسی واٹر سپلائی کی سہولتیں ملتی ہیں وہی کنٹونمنٹ کے لوگوں کو بھی دی جائیں ہمارے پاس کی سڑکوں کو بھی وسعت دینی چاہئے - برٹش گورنمنٹ کے زمانہ میں حیدرآباد گورنمنٹ سے کنڈیشنل اگریمنٹ (Conditional agreement) ہوا تھا - ہم دیکھتے ہیں کہ بلارم میں اسکول بلڈنگس پر کوئی توجہ نہیں ہوئی اور نہ سڑکوں پر کوئی توجہ دی جاتی ہے - ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ کنٹونمنٹ میں رہنے کی وجہ سے کسی ولیج میں رہتے ہیں جہاں هندوستانی سرکار نہیں ہے - اس لئے میں ٹھنڈے دل سے اس جانب غور کرنے کے لئے آنریبل منسٹر صاحب کا دھیان آکرشت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہماری طرف بھی کچھ دھیان رکھیں۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

* شری انا راؤ گن مکھی (افضل پور) :- مسٹر اسپیکر سر - اس بل میں جو اصول بیان کئے گئے ہیں ان سے کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا - ہمارے لوکل باڈیز کارپوریشن میونسپالٹیز کے ذمہ کچھ خاص فنکشنس (Functions) ہیں - جیسے سیانیٹیشن (Sanitation) ہائیجن (Hygiene) هلتھ وغیرہ - اس بل کے پیش کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کانسٹی ٹیوشن کے لحاظ سے واٹر سپلائی کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتی ہے - اس بل کے مختلف دفعات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کے ایریا کو وقتاً فوقتاً اکسٹنڈ (Extend) کیا جاسکتا ہے - میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس بل کو ڈسٹرکٹس کے لئے بھی اکسٹنڈ کیا جائیگا - اور کیا یہ اسٹاپ گیپ ارینجمنٹ (Stop Gap arrangement)

ہے - اگر میونسپل کارپوریشن ایسا انتظام نہیں کرسکتی اسلئے حیدرآباد گورنمنٹ کچھ دنوں کے لئے اسکو اپنے تحت لے رہی ہے تو واقعی طور پر یہ بل خیرمقدم کے قابل ہے - اور اگر اس کا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ اٹانمس باڈیز (Autonomous bodies) کے اختیارات چھین کر اپنے قبضہ میں لے تو یہ درست نہیں ہوگا - اورنگ‌آباد کے سوا سارے میونسپالٹیز واٹر سپلائی کا کام چلا رہے ہیں - پیور واٹر (Pure Water) ملنا انتہائی ضروری ہے - اس کے لئے حیدرآباد کو جس قدر اہمیت دیجاتی ہے اتنی ہی اہمیت ڈسٹرکٹس کو بھی دیجانی چاہئے - اگر گورنمنٹ اٹانمس باڈی کے اختیارات اپنے قبضہ میں لینے کی نیت سے یہ بل پاس کروانا چاہتی ہے تو اسکو ٹھیک نظر سے نہیں دیکھا جاسکتا - آنریبل ممبر فار سکندرآباد نے کہا چاہے کمرشیل کنسرن (Commercial concern) ہو یا سمی کمرشیل ہو اس کو نو پرافٹ نو لاس بیسس پر چلانا چاہئے - لیکن یہ ایک اٹانمس باڈی کا فرض ہے - اس کو گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ میں لیکر میونسپالٹی کے اختیارات کو چھینا ہے - اس میں سکندرآباد کو خاص طور پر شامل نہیں کیا گیا - سکندرآباد میں بلک سپلائی (Bulk Supply) کی جاتی ہے اس کو گورنمنٹ حاصل کرتی ہے - خود کنزیومرس (Consumers) سے سکندرآباد میونسپالٹی اپنا ٹیکس وصول کرتی ہے - شہر حیدرآباد میں پی - ڈبلیو - ڈی کے تحت واٹرورکس ہے - حیدرآباد میونسپل کارپوریشن نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ واٹر سپلائی اور ڈرینج ہمارے حوالہ کئے جائیں - لیکن ڈرینج چونکہ خرچ کا محکمہ ہے - اس‌لئے اسکو اپنے پاس ہی رکھکر واٹر سپلائی حوالہ کرنے ایگری (Agree) کیا - ممکن ہے وہ اپنی اس اسکیم سے دستبردار ہوئے ہوں ایسی صورت میں گورنمنٹ کو مدد کرنی چاہئے - سٹی کی ضروریات بھی گورنمنٹ کو پورے کرنا چاہئے - اس ایکٹ کو ہمیشہ کے لئے اسٹیاٹیوٹ بک (Statute book) میں نہ رکھنا چاہئے کارپوریشن ایکٹ میں واٹر ورکس کے لئے پراویژن موجود ہے - اور اسطرح جب دو تین سال کے بعد کارپوریشن کی فینانشیل پوزیشن اچھی ہو جائے گی تو یہ ان کو دینا ہی پڑیگا - کیونکہ یہ اس کی کانسٹی ٹیوشنل ذمہ داری ہے - آنریبل ممبر فار سکندرآباد نے جو تجویز رکھی ہے کہ اٹانمس باڈیز کے اختیارات ان ہی کو رہنے چاہئیں گورنمنٹ اس قسم کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لیکر ساری ذمہ‌داری اپنے پر نہ لینا چاہئے - سارے میونسپالٹیز کا جو کوآرڈینیشن (Co-ordination) ہونے والا ہے اسکے لحاظ سے واٹر بورڈ ترتیب دینا چاہئے جو سارے میونسپالٹیز کو ایسے قواعد کو گیارنٹڈ کرے - حیدرآباد گورنمنٹ سے کارپوریشن کو امداد دلانے کا اختیار ایک بورڈ کو دینا چاہئے - اس کی بجائے اگر یہ اختیار واٹرسپلائی اتھارٹی (Water Supply authority) کو دیں تو وہ اپنے انگیجمنٹس (Engagements) کی وجہ اسطرف دھیان نہیں دے گی - واٹر ورکس اسنشیل سرویس (Water works essential service) میں میونسپالٹیز (Municipalities) ہی افیکٹیولی (Effectively) سیانیٹیشن کام کرسکتے ہیں

کام کرسکتے ھیں ۔ صاف پانی کی فراھمی کا مسئلہ صرف حیدرآباد کی حد تک ھی نہیں بلکہ ھر جگہ کے لئے اھمیت رکھتا ھے ۔ اسلئے اس پر وسعت کے ساتھ غور کرنا چاھئے ۔

بل میں ریٹس (Rates) کے بارے میں جو پروپوز کیا گیا ھے اس کو میں ولکم (Welcome) کرتا ھوں ۔ ڈسٹرکٹ میں جہاں ساڑھے چار روپئے وصول کئے جاتے ھیں وھاں حیدرآباد میں ایک روپیہ ھے ۔ حیدرآباد کو اسطرح کا ٹریٹمنٹ (Treatment) دینے کی وجہ سے ڈسٹرکٹس کے ریٹس بڑھے ھوئے ھیں ۔ اس کو پر کرنے کے لئے جو واٹر ریٹس فکس (Water rates fix) کئے جائینگے ان سے حیدرآباد واٹر سپلائی میں سلف سفیشنسی (Self-sufficiency) آسکیگی ۔ ورنہ حیدرآباد کے لئے سبسیڈی (Subsidy) بھی دیتے جائیں اکسٹنشن (Extension) بھی کریں اور اپنے خزانے کو ڈفیسٹ (Deficit) رکھیں تو ٹھیک نہوگا ۔ ھم دیکھتے ھیں کہ ڈسٹرکٹس میں نہ تو ڈرینج کا انتظام ھے اور نہ پانی کا ھی ٹھیک انتظام ھے ۔ گورنمنٹ کافی پیسہ فراھم نہیں کرسکتی ۔ اور اسکے نتیجے کے طور پر ملیریا کالرا وغیرہ جیسے امراض پھیل جاتے ھیں ۔ واٹر سپلائی ٹھیک ھوتو ڈرینج کا انتظام بھی ٹھیک رہ سکتا ھے ۔ ھرڈسٹرکٹ میں پانی کی کمی کی وجہ سے ھی ڈرینج سسٹم ٹھیک نہیں رھتا ۔ میں کہونگا کہ گورنمنٹ جو واٹر بورڈ تشکیل دے اس کے ساتھ ساتھ میونسپالٹیز اور اٹانمس باڈیز کے اختیارات کو نہ چھینے ۔ میں امید کرتا ھوں کہ یہ بل اسٹاپ گیپ ارینجمنٹ ھے اور ھر وقت گورنمنٹ کے اسٹیاٹیوٹ بک میں نہ رھیگا ۔

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- مسٹر اسپیکر سر ۔ میں ان آنریبل ممبرس کا جنھوں نے اس بل کا سواگت کیا اور ساتھھی تمام آنریبل ممبرس کا شکریہ ادا کرتا ھوں ۔ اس سلسلہ میں تین چار نکات پیش کئے گئے ۔ بعض سجیشنس دیئے گئے ۔ بعض آنریبل ممبرس نے کہا کہ واٹر بورڈ بنانا چاھئے ۔ آنریبل ممبرقوام کریم نگر نے چار پانچ چیزیں پیش کیں ۔ میں ترمیمات کے موقع پر ان کا تفصیلی جواب دونگا ۔ اس وقت میں یہ کہونگا کہ انہوں نے جو اعتراض کیا ھے وہ غلط فہمی پر مبنی ھے ۔ ایک اعتراض کا جواب فسٹ ریڈنگ کے موقع پر ھی دینا چاھتا ھوں ، کیونکہ کچھ آنریبل ممبرس غلط فہمی میں مبتلا نظر آتے ھیں ۔ یہ کہا گیا کہ تمام اضلاع کے لئے ایک ھی قانون کیوں نہیں بنایا گیا ۔ حیدرآباد اور سکندرآباد کے لئے ایک قانون بنا ھے ۔ اس کا جواب آخر میں تقریر کرنے والے آنریبل ممبر کی تقریر میں آچکا ھے ۔ واٹر سپلائی کرنے کا انتظام لوکل باڈیز کے ذمہ ھوتا ھے اور ھمیں یہ کام انہیں کے سپرد کرنا چاھئے ۔ ایسی صورت میں تمام اضلاع کے لئے ایک ھی قانون کی ضرورت نہیں ھوتی ۔ ھمارے پاس میونسپالٹیز بل ھے ۔ کارپوریشن بل بھی ھے ۔ ان میں واٹر سپلائی کے لئے الگ الگ چیپٹر (Chapter) ھے ۔ اس میں اس کا مکمل

ڈھانچہ ، فینانس اور اڈمنسٹریشن سب موجود ہے اور وہاں واٹر سپلائی کا کام لوکل باڈیز سے متعلق ہو جائیگا ۔ خود ۱۹۵۰ء کے قانون میں بھی اس کا چیپٹر ہے ۔ گو اس میں ڈفکٹ ہے ۔ کارپوریشنس کا نیا بل جو ایوان میں انٹروڈیوس کیا گیا ہے اس میں ان مشکلات کو رفع کیا گیا ہے ۔ اور اس لحاظ سے تمام چیزیں ریگولرائز (Regularise) ہو جائینگی ۔

یہ صحیح ہے کہ جیسا ابھی ایک آنریبل ممبر نے اپنی تقریر میں فرمایا ، کارپوریشن اور حکومت میں اس بارے میں تبادلہ خیال ہوا تھا اور ڈرینج و واٹر سپلائی کو لینے کے بارے میں کارپوریشن نے رضامندی کا اظہار کردیا تھا ۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ ایسا ڈرینیج چونکہ زیادہ خرچے کا محکمہ ہے اسلئے کارپوریشن لینے کے لئے رضامند نہیں ہے ۔ ایسا نہیں ہے ۔ مشکل جوھو رھی ہے وہ یہ ہے کہ ایک نیشنل اسپارٹنس (National importance) کا مسئلہ ہے ۔ اس لئے نہایت احتیاط کے ساتھ ان مسائل کا حل دریافت کرنا پڑتا ہے ۔ ریزروائرس کے تعلق سے ٹکنیکل اڈوائزرس (Technical Advisers) کا خیال یہ ہے کہ ریزروائرس پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی ۔ کے تحت رھنا چاھئے ۔ اور فلٹر بیڈس (Filter beds) اور ڈسٹربیوٹری سسٹم (Distributary system) کو کارپوریشن کے تفویض کردیں ۔ بلک واٹر سپلائی (Bulk water supply) جس طرح سکندرآباد میں دو هزار دیئے جاتے ھیں نارمل کنزمپشن (Normal Consumption) .....

شری اناراؤ گن مکھی :— ڈسٹرکٹ میں یہ انتظام پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی ۔ کے ذمہ ہے یا کسی اور کے ذمہ ہے ؟

شری گوپال راؤ اکبوٹے :— کس کا انتظام ؟

شری انا راؤ گن مکھی :— ریزروائرس کا ۔

شری گوپال راؤ اکبوٹے :— ریزروائرس کی دشواریاں نہیں ھیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ ریزروائرس ھمارے ذمہ کردئے جائیں تو وہ انہیں ذمہداری کے ساتھ چلاسکینگے ۔ یہ انہوں نے مان لیا ہے ۔ نارمل طور پر حیدرآباد میں پانی کی جو میٹرڈ اینڈ ان میٹرڈ (Metered & unmetered) مقدار استعمال کی جارھی ہے اوس کو کیا لکولیٹ (Calculate) کریں تو ۲ ۔ آنے کے حساب سے ۲۰ لاکھ روپیہ دینا پڑتا ہے ۔ اور اس کے مقابلہ میں جو ٹکسیس وصول ھوتے ھیں وہ مقدار کافی نہیں ھیں ۔ نتیجہ یہ ھوگا کہ ڈیفیسٹ (Deficit) کو پورا کرنے کے لئے امداد دینا پڑیگا ۔ کارپوریشن کا معاملہ ہے ، چاھے پانی دے یا نہ دے کہکر حکومت ذمہداری سے بری نہیں ھو سکیگی ۔ اگر ان کو ڈیفیسٹ آتا ہے تو اوس رقم کو مہیا کرنے کے لئے وسائل نکالنے پڑینگے ۔ ظاھر ہے کہ جب تک ان میں اتنی طاقت نہ پیدا ھوجائے جب تک ان کے مالی حالات درست نہ ھوجائیں اس وقت تک

ان کی مرضی کے خلاف اس چیز کو ان پر ٹھونسنا عوام کے لئے فائدہ بند نہیں ہوگا ۔ اس لئے انہوں نے اس کے امپلیکیشن (Implication) کو اسٹاپ گیاپ لیجسلیشن (Stop gap legislation) کرنے کے لئے موقع لیا ہے ۔ در اصل جب وہ ذمہ داری اٹھا نے کے قابل ہوجائیں گے تو واٹر سپلائی کا انتظام ان کے حوالے کردیا جائیگا ۔ اس ایکٹ میں ہم نے اس کی گنجائش رکھی ہے ۔ دوسرے یہ کہ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ کارپوریشن سے متعلق اگر یہ ہوجائے تو یہ ایکٹ حیدرآباد شہر سے غیر متعلق ہوجائیگا ۔ اس لئے دونوں بلس میں اس کی گنجائش رکھی گئی ہے ، کیونکہ کسی کو محروم کرنے کا ارادہ نہیں ہے ۔ میونسپل بل واٹر سپلائی کے لئے موجود ہے ۔ نو پرافٹ ۔ نو لاس (No profit no loss) کی بیسس پر چلایا گیا ہے ۔ جہاں تک میونسپالٹیز کا تعلق آتا ہے ان کا انتظام ایک بورڈ کرتا ہے ۔ اس سے واٹر سپلائی کو کوآرڈینیٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ حیدرآباد و سکندرآباد کے لئے بورڈ کیوں بنایا گیا ۔ حیدرآباد کے لئے اس لئے بنایا گیا کہ کارپوریشن کے تحت واٹر سپلائی اسکیم نہیں ہے ۔ یہ ایک سادھا سیدھا سا جواب ہے ۔ دوسرا پوائنٹ آنریبل ممبر فار سکندرآباد نے یہ ریز (Raise) کیا کہ واٹر بورڈ اس طرح قائم کیا جائے وغیرہ ، وغیرہ ۔ میں ایک امریکن آتھرڈبلیو ۔ ڈی ۔ مانرو کی لکھی ہوئی کتاب کا ایک اقتباس پڑھکر سنانا چاھتا ہوں ۔ جو عام ٹنڈنسی (Tendency) امریکہ اور انگلینڈ میں ہے وہ یہ ہے کہ واٹر ڈپارٹمنٹ ایک کمشنر اور سپرنٹنڈنگ انجینیر کے تحت رہے اور پورے پاورس ہلتھ منسٹر کو دے دئے جائیں کیوں کہ محکمہ اسینشیل سرویس (Essential Service) کی تعریف میں آتا ہے ۔ اس میں پالیٹکس (Politics) کو لانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ واٹربورڈ قائم کرنے کی تجویز ایک پرانا خیال ہے ۔ اس کو مہذب ممالک نے ترک کردیا ہے ۔ جو تھیری (Theory) سنہ ۱۹۱۸ع میں وھاں ترک ہوگئی ہے اوسے سنہ ۱۹۵۴ع میں ہم کیوں جاری رکھیں ؟ ڈاکٹر منرو نے سنہ ۱۹۱۸ع میں ایک کتاب لکھی تھی ۔ اوس کا ایک اقتباس میں آپ کو پڑھکر سنانا چاھتا ہوں ۔ وہ یہ ہے :-

"In many cities the water department is still in charge of a board, usually made up of three or five members. Only in smaller communities are these now elected by popular vote; in the larger ones, as a rule, they are appointed. There are so many objections to the board system as applied to the management of this department that the general tendency is to get away from it."

Shri V. B. Raju : My intention was not of such a board; it may be something like the Railway Board and the Electricity Board that is suggested under the Government of India Electricity Act.

شری گوپال راؤ اکبوٹے :— ممکن ہے وہ اس بیسس پر آتا ہو - پھر بھی زیادہ فرق نہیں پڑتا ہے - کیونکہ ایک بورڈ کے تحت دینے کی بجائے باسٹن - نیویارک سٹی میں ایسے بورڈس قائم تھے اور اسکو انہوں نے اکسپلوڈ (Explode) کردیا اور ضرورت اسکی سمجھی کہ ایک انجینیر کے تحت اسکو کردیا جائے - سنہ ۱۹۴۵ع کے ایکٹ کے لحاظ سے انہوں نے منسٹری آف ہلتھ کو کئی پاورس دینا مناسب سمجھا کیونکہ اس میں نیشنل امپارٹنس (National importance) کا سوال ہے اور اسکو اسینشیل سرویس (Essential Service) سمجھا جاتا ہے - اسلئے بورڈ کو ابالش کرکے منسٹر کے تحت کمشنر اور انجینیر کو کردیا گیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں انکی اکسپلوڈیڈ تھیوری (Exploded theory) سے گریز کرنا مناسب ہوگا - البتہ انکا دوسرا جو سجیشن ہے وہ ٹھیک ہے کہ کیا پیٹل اکسپنڈیچر میں سے ڈیپریسیئیشن (Depreciation) نکالنا چاہئے - اسکے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اعتراض ہوسکتا ہے -

ایک سوال کنٹونمنٹ سے متعلق بھی کیا گیا ہے کہ کیا کنٹونمنٹ کو بھی سکندرآباد کے واٹر سپلائی اسکیم میں شریک رکھا گیا ہے ؟ سکندرآباد میں بلک سپلائی کا سسٹم ہے - فی‌الحال ساڑھے دس لاکھ کی آبادی کو زیادہ مقدار میں پانی مہیا کرنے میں دشواری ہو رہی ہے - اوسکے‌لئے ایک اسکیم زیر غور ہے - اسکیم کے منظور ہونے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ جو مشکلات ہیں وہ سب ختم ہو جائینگی - میں سمجھتا ہوں کہ میری تقریر نے تمام چیزوں کو کور (Cover) کرلیا ہے اور اگر کچھ چیزیں باقی رہگئی ہیں تو وہ آنریبل ممبر فار کریم‌نگر کے امنڈمنٹ کے سلسلہ میں آتی ہیں - اسلئے جب وہ امنڈمنٹس پیش ہونگے تو میں اونکا جواب اوسی وقت دونگا -

Mr. Speaker: The question is:

"That L. A. Bill No. XXXIV of 1954, the Hyderabad City Water Supply Bill, 1954, be read a first time."

The motion was adopted.

The House then adjourned for recess till Half Past Five of the Clock.

The House re-assembled after recess at Half Past Five of the Clock.

[*Mr. Speaker in the Chair*]

Shri Gopal Rao Ekbote: I beg to move:

"That L. A. Bill No. XXXIV of 1954, the Hyderabad City Water Supply Bill, 1954, be read a second time."

Mr. Speaker : The question is :

"That L. A. Bill No. XXXIV of 1954, the Hyderabad City Water Supply Bill, 1954, be read a second time."

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3.

Mr. Speaker : The question is :

"That clauses 2 and 3 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3 were added to the Bill.

Clause 4.

Shri Ch. Venkatrama Rao : I beg to move:
"That in line 3, omit "by the consumers at their own cost"

Mr. Speaker : Amendment moved.

شری سی ایچ - وینکٹ رام راؤ :- مسٹر اسپیکر سر - میں نے اپنی بحث کے دوران میں فسٹ ریڈنگ کے موقع پر یہ بتانے کی کوشش کی کہ مڈل کلاس - لوئر مڈل کلاس یا مزدور طبقہ اپنے کاسٹ پر اپنی طرف سے میٹر رکھنے کے قابل نہیں - میں نہیں جانتا کہ اوس میٹر کی قیمت کیا ہے اور نہ ہی منسٹر صاحب نے بحث کے دوران میں اسکو واضح کیا - میں سمجھتا ہوں کہ اسکی قیمت معقول ہوگی - الکٹرک میٹر کی قیمت ایک سو روپیہ ہوسکتی ہے -

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- ۵۰ یا ۶۰ روپیہ ہوتی ہے -

شری سی ایچ وینکٹ رام راؤ :- یہ قیمت بھی آج لوئر مڈل کلاس یا مزدور طبقہ دینے کے قابل نہیں ہے - اس میں انسٹالمنٹس پر لینے کے متعلق بھی کوئی پراویژن نہیں ہے - ایسی حالت میں پچاس ساٹھ روپیہ یکمشت داخل کرنا مشکل ہے - آنریبل منسٹر بار بار یہ کہتے رہے کہ ہم یہ کوشش کررہے ہیں کہ ہر گھر میں نل پہنچ جائے - مگر ہر گھر کا وہی اسٹینڈرڈ یا وہی لیول نہیں ہوسکتا کہ ہر شخص نل رکھ سکے آپ کی خواہش تو اچھی ہے لیکن اس پر عمل کرنے کے لئے لوگوں میں استطاعت نہیں ہے - الکٹرسٹی ڈپارٹمنٹ کی جانب سے میٹرس لگائے جاتے ہیں البتہ اوسکے متعلق ڈپازٹ رکھنا پڑتا ہے - یہاں بھی حکومت ہر گھر میں پائپ لگانا چاہتی لیکن اوسکا بار لوگ برداشت نہیں کرسکتے - اوسکے علاوہ اس بل میں کوئی ایسا پراویژن نہیں کہ انسٹالمنٹ کے ذریعہ آہستہ آہستہ ادا ہوسکے - اس لئے حکومت اگر فی الوقت اس بار کو برداشت کرلے تو بہتر ہوگا اور منسٹر صاحب کی خواہش بھی پوری ہوسکتی ہے کہ

ہر گھر میں نل پہنچ جائے - اس لئے میری خواہش یہ ہے کہ حکومت اس کی کاسٹ خود برداشت کرے -

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- مسٹر اسپیکر سر - اس سلسلہ میں صرف ایک ہی عذر ہے جو کیا جارہا ہے - وہ یہ کہ بعض لوگوں میں اسکی سکت نہیں رہتی کہ وہ (۵۰) یا (۶۰) روپیہ کا میٹر خرید سکیں - لیکن اس بل میں ایک کلاز (۴) وہی ہے جو انیبلنگ کلاز (Enabling clause) ہے - ظاہر ہے کہ کوئی حکومت کسی پر اس قسم کی زبردستی نہیں کرسکتی کہ ہر شخص میٹر لے - البتہ

Persecution mixed with a little coercion.

کا طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے - گراجولی (Gradually) اس کو کیا جاسکتا ہے - یعنی جسکی آمدنی ہزار روپیے ہے وہ یکمشت رقم ادا کرے - پانچ سو روپیہ تک جنکی آمدنی ہے وہ دو تین سال میں ادا کریں - سو دو سو روپیہ جنکی آمدنی ہے وہ تین چار سال میں ادا کریں - اسطرح کی سہولتیں دیجاسکتی ہیں - دوسرے ممالک میں بھی جہاں میٹر سسٹم نافذ ہے وہاں میٹر ٹیکس گراجولی وصول کیا گیا تھا - اور کئی سہولتیں دیگئی تھیں - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں میٹر سسٹم رکھا گیا ہے وہاں لوگ کافی عادی ہوگئے ہیں اور وہ اس کو پسند کر رہے ہیں کہ میٹرڈ واٹر سسٹم (Metered water system) کے طریقہ سے جو پانی فراہم کیا جاتا ہے وہ زیادہ فائدہ مند اور کم خرچ والا ثابت ہوتا ہے - اگر ایک جنرل واٹر ٹیکس فلاٹ ریٹ (Flat rate) کے طور پر لگا دیں تو لوگوں کو اور زیادہ نقصان ہوتا ہے - اسکے برخلاف اگر انیشیلی (Initially) تھوڑا سا پیسہ خرچ کریں تو لانگ رن (Long run) میں کنزیومرس کو فائدہ ہوتا ہے اور میٹر کا خرچہ بھی نکل جاتا ہے - فلاٹ ریٹ میں پانی جو استعمال ہوتا ہے اوس پر زیادہ قیمت لگ جاتی ہے - لیکن میٹر لگانے کے بعد جتنا پانی وہ خرچ کریں اوتنا ہی پیسہ دینا پڑتا ہے - اس لئے کمرشیل اوٹ لک (Commercial outlook) رکھنے والے لوگ میٹر سسٹم کے فائدہ سے انکار نہیں کرسکتے ، کیونکہ اون کو لانگ رن میں فائدہ ہوتا ہے - میں اس کا اطمینان دلا سکتا ہوں کہ اس سلسلہ میں کوئی زبردستی کسی پر نہیں کی جائیگی بلکہ گراجولی زیادہ میٹرس دینے کی کوشش کی جائیگی - اور جیسا کہ میں نے کہا وہی طریقہ اختیار کیا جائیگا - میں سمجھتا ہوں کہ اس اطمینان کے بعد آنریبل ممبر قرام کریم نگر اپنی ترمیم کو واپس لےلینگے -

Mr. Speaker: The question is:

"That in line 3, omit: "by the consumers at their own cost"

The motion was negatived.

Mr. Speaker: The question is:

"That clause 4 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clause 4 was added to the Bill.

Clauses 5, 6, 7 *and* 8.

Mr. Speaker : The question is:

"That clauses 5 to 8 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clauses 5 to 8 were added to the Bill.

Clause 9.

Mr. Speaker : There is an amendment to omit the clause. It cannot be moved, but can be discussed.

**Shri V. D. Deshpande :* I stand to oppose the clause. Clause 9 reads :

"The Government may by notification, order the levy of general water tax, according to the rate fixed from time to time, on houses that do not have private pipe connections."

अिसमें यह कहा गया है कि जिन घरों में प्रायव्हेट पाअिप लाअीन नहीं हैं, और जिन घरों में प्रायव्हेट कनेक्शन न हों अुनपर भी गव्हर्नमेंट वॉटर टॅक्स लगा सकती है। अैसा कोअी आदमी आज के जमाने में नहीं हो सकता है जो कि अपने घर में वॉटर पाअिप न लगाये। हर शख्स की यह अिच्छा रहती हैं कि अपने घर में पानी और लाअिट का अितेजाम ठीक तरह से हो। लेकिन कुछ लोग अैसे होते हैं जिनके माशी हालात अिस तरह की अिजाजत नहीं देती की वे अपने घरों में अलग वॉटर लाअीन लगा सकें। अैसे लोगों पर भी टॅक्स लगाना जो कि वॉटर पाअिप अपने घर में अलग से नहीं लेते हैं मुनासिब नहीं होगा अैसा मेरा ख्याल है। मुल्क में अैसे छोटे तबके के लोग आज भी मौजूद हैं जो किसी तरह अपने घर में वॉटर पाअिप लाने का अितेजाम नहीं कर सकते। और वे यदि जनरल नल से पानी भरते हैं तो अुन पर भी आप जनरल वॉटर टॅक्स आयद करना चाहते हैं। अितनाही नहीं बल्कि आपने जो यह बिल आज लाया है अुसमे यह भी गुंजायश दीख पडती है कि आज जो वॉटर टॅक्स २ रुपया और ५ रुपया है अुसको भी बढाने की गुंजायश अिस बिल में रखी गयी है। और अैसा दीखता है कि गव्हर्नमेंट अिस टॅक्स को भी बढाना चाहती है। वॉटर टॅक्स में अिजाफे की वजह से और आपने जो मीटर लगाना लाजमी करार दिया है अुसकी वजह से, छोटे घरों वाले जो गरीब तबकें के लोग हैं वह अिच्छा होते हुअे भी अलग पाअिप लाअीन नहीं ले सकेंगे। और अैसी सूरत में यह सवाल पैदा होता है कि अैसे गरीब लोगों पर जनरल वॉटर टॅक्स लगाना कहां तक मुनासिब है। अैसा टॅक्स लगाना में मुनासिब नहीं समझता हूं। जैसा कि कहा गया है कि यह अक अैसा काम है जो नो प्राफिट नो लॉस (No profit no loss) की बेसेस पर चलाया जाना चाहिये।

लेकिन मैं कहना चाहता हूं कि वॉटर यह अेक सोशल अेमिनिटी (Social amenity) है। अुसकी हर अिनसान को जरूरत होती है। जिस तरह से लाअीट, हवा बगीचे सडकें यह सोशल अेमिनिटीज हैं, और हर शख्स को यह चीजें मिलनी चाहियें अुसी तरह से वॉटर भी अेक सोशल अेमिनिटी है। और वह हर शख्स को मिलनी चाहिये, अैसा मेरा ख्याल है। अिस के लिये कुछ खर्चा करना भी पडे या कुछ नुकसान भी सहना पडे तो अुसे हुकूमत को सहना चाहिये। और हुकूमत का यह फर्ज है अैसा मेरा ख्याल है। अिस लिये अिस तरह से जो अलग पाअिप लाअिन अपनी माशी हालत अच्छी न होने के कारण नहीं ले सकते हैं अुन्हें जनरल वॉटर टॅक्स लगाना ठीक न होगा। अिस लिये जनरल वॉटर टॅक्स लगाने के बारे में जो क्लॉज ९ है अुसे डिलिट (Delete) करने के लिये मने कहा है। अुमीद है कि मिनिस्टर साहब अिसे मंजूर करेंगे और वह क्लॉज को डिलिट करेंगे।

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- مسٹر اسپیکر سر- اس کلاز کی مخالفت اس بنیاد پر کی جاتی ھے کہ سوشیل امینیٹیز (Social amenities) پرووائڈ کرنا گورنمنٹ کا فرض ھے- اس لحاظ سے جنرل واٹر ٹکس لینے کی کوئی ضرورت نہیں - میں آنریبل لیڈر آف دی اپو زیشن کے معلومات کے لئے بتلاسکتا ھوں کہ سکندرآباد اور اضلاع میں جنرل واٹر ٹیکس لیا جاتا ھے- لیکن حیدرآباد میں نہیں لیا جاتا - اس دوعملی کو ختم کرنا ھے- کیونکہ اس دو عملی کو برقرار رکھنے اور امتیاز کرنے کی کوئی وجہ نہیں ھے - واقعہ یہ ھے کہ ٦٠ فی صد لوگ اسٹانڈ پوسٹ سے پانی لیتے ھیں - حالانکہ ان میں سے ایک کافی پرسنٹیج اپنے پاس نل لینے کی سکت رکھتا ھے- اگر آپ چاھتے ھیں کہ اس خسارہ کو جنرل ریوینیو سے پورا کیا جائے یا یہ کہ ڈسٹرکٹ پر زیادہ بار ڈال کر یہاں خرچ کیا جائے تو یہ اور بات ھے - واٹر ٹکس کے تین سسٹمس ھیں - فلاٹ ریٹ سسٹم - میٹر سسٹم - میژرمنٹ سسٹم (Measurement system) - ان میں سے فلاٹ ریٹ سسٹم پر حکومت کا کافی خرچ ھوتا ھے - جو نل لیتے ھیں ان پر تو ٹکس کی ذمہ داری کافی بڑے پیمانے پر عائد کرتے ھیں - لیکن وہ لوگ جو باوجود سکت رکھنے کے نل نہیں لیتے ان کو ویسے ھی چھوڑ دینا کیا ان جسٹس (Injustice) نہ ھوگا ؟ اور اس سے اضلاع سکندرآباد اور حیدرآباد میں ڈسکریمینیشن (Discrimination) بھی ھوتا ھے- یہ کسی طرح سوشیل جسٹس کی تعریف میں نہیں آتا - ان حالات میں میں کہونگا کہ کلاز ۹ کی مخالفت نہ کرتے ھوئے اس کو پاس کیا جائے-

Mr. Speaker: The question is:

"That clause 9 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clause 9 was added to the Bill.

Clause 10.

**Shri V. D. Deshpande:* Mr Speaker, Sir, I rise again to oppose clause 10: much more so because clause 9 has been

approved by the house and my opposition to it has not had the agreement of the House. It was argued by the Minister concerned that there should be social justice and from that point of view, because there is general water tax in district towns and other places, therefore, Hyderabad should also fall in line. I would have rather suggested that Hyderabad ought to have given lead in that respect and thereby some amenities should have been provided to the people in the districts. It will take little more or probably little longer for the Government to realise that certain social amenities have to be provided to the common man. Amenities of supply of water, amenities of lights, amenities of libraries, amenities of medicines and all these matters are considered to be social amenities, and will compensate the low pay of the common man and give him certain facilities. It is from this point of view that I had opposed the general water tax. Now, in view of the fact that the Government is imposing general water tax, and, at the same time, there is going to be special individual water tax, I feel this imposition of meter system has no basis. Why do we want that there should be meters? We want the meters because the supply of water should be rationed and also the expenses should be met. But when the Government has found out a way to meet this situation by levying a general water tax, I do not see any reason why the Government should take up the scheme of imposing meters on the people as such. Generally it is felt-and it is the general experience-that it is the big families or the houses which have many people, that use more water. Because of economic situation, more families consisting of a large number of persons will be using more water, and this introduction of meter will put them to difficulty; and it is they, in fact, who will be affected much more. It is because of that I had suggested that there should be no general water tax. If there is no general water tax, the imposition of meter system would not be a hardship. In that case people would have chosen not to take private connections for their houses, or if they had the capacity, they would have done it. But now they have to take private connections into their houses and if they are not in a position to take private connections, they will have to pay general water tax if all these things are there, it will be burdening the exchequer of low income groups too much and, therefore, I feel that the imposition of this meter system does not fit in and cannot be called to provide social amenities to the low income groups. Therefore, Sir, I feel that this clause which says :

" The consumers shall, within the time specified in the notification under section 4 fix at their own expenses meters for all private pipe connections" is not justified and should be deleted.

***Shri Anna Rao Ganamukhi :** Mr. Speaker Sir ; the reasons that are put forth by the leader of the Opposition in opposing this clause, I think, are not justified. This clause only imposes a restriction on the use of water so that it may prevent waste—and also uneconomic waste—by the people who consume water. It is seen in Hyderabad and elsewhere that water is wasted as no ceiling or restriction is imposed. In Hyderabad especially, we see that there is no departmentalisation or the Government or the Water Supply Department does not provide a separate system for raw-water and filtered-water. Filtered-water is used for washing, flushing, for drinking and for all purposes this water is consumed by the people. Therefore, it is very essential that meter system should be introduced and a strict watch should be kept on the use of water as Government spends a lot of amount on filtering process, in adding chlorine and other things. Hence, if no restriction is imposed on water supply, then, I think, the people will be wasting water without regard to the economic use of water. Therefore, the meter system which is proposed in the bill is very sound and I support it wholeheartedly.

* شری بی ۔ ڈی ۔ دیشمکھ :- مسٹر اسپیکر سر ۔ دفعہ (۴) میں جو اختیار دیا گیا ہے اس کے لحاظ سے یہاں یہ پراویژن بھی رکھا جارہا ہے کہ اگر کوئی کنزیومر (Consumer) میٹر نصب کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو تو اس کا کنکشن بند کیا جائیگا ۔ پانی کا مسئلہ ایسی امینیٹیز (Amenities) سے تعلق رکھتا ہے جو فری آف چارج (Free of charge) سپلائی (Supply) ہونا چاہئے لیکن حکومت اس کے لئے کنزیومرس سے ٹکس وصول کرتی ہے ۔ ایسی صورت میں خود حکومت پر یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ وہ کنزیومرس کے پاس اپنے صرفہ سے میٹر لگائے کلاز (۱۰) میں کنزیومر کے لئے میٹر نصب کرلینے ایک میعاد رکھی گئی ہے ۔ اس میعاد میں وہ نصب نہ کرے تو اس کی سپلائی منقطع کردی جاتی ہے ۔ یہ بہت زیادہ سختی ہے اس لحاظ سے دفعہ (۱۰) رکھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ کہا گیا کہ اکانمی کے تحت میٹر لگانا ضروری ہے کیونکہ فلٹر (Filter) پر کافی اخراجات عائد ہوتے ہیں اور پانی کا غیر ضروری صرفہ نہ ہونا چاہئے ۔ آپ کو چاہئے تھا کہ فلٹرڈ (Filtered) اور ان فلٹرڈ (Unfiltered) واٹر کے علحدہ علحدہ انتظامات کرتے تا کہ لیوٹریز (Lavatories) گارڈننگ وغیرہ میں فلٹرڈ واٹر کی بجائے ان فلٹرڈ واٹر استعمال ہو اور غیر ضروری صرفہ نہ ہو ۔ لیکن وہ تو نہیں کیا جاتا ۔ اگر

ویسا کیا جاتا تو آپ مالک مکان یا کرایہ‌دار جو بھی کنزیومر ہو اس سے بآسانی وصول کرسکتے تھے - لیکن یہ انتظامات تو نہیں کئے جاتے اس کے برخلاف مختلف پابندیاں عائد کی جاتی ہیں - میں یہ خواہش کرونگا کہ اس دفعہ (۱۰) کو حذف کیا جائے -

شری گوپال راؤ اکبوٹے :— مسٹر اسپیکر سر - میں سمجھتا ہوں کہ کلاز (۱۰) کی دو وجوہات کے تحت مخالفت کیگئی - لیکن یہ صحیح نہیں ہے - کلاز (۴) منظور ہوچکا ہے - اس کا سب کلاز (۲) یہ ہے -

"The authority may, by notification order—

(2) The fixing of meters, departmentally or otherwise at the cost of the consumers.

یہ منظور ہوچکا ہے - اسکی منظوری کے بعد کلاز (۱۰) کی مخالفت کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا.......

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—दफे १० की जरूरत ही क्या है ?

شری گوپال راؤ اکبوٹے - کلاز (۴) کی منظوری کے بعد یہاں مخالفت نرم پڑجاتی ہے - اس میں کوئی قوت نہیں رہتی - کلاز ۱۰ یہ ہے کہ -

"The Consumers shall, within the time specified...."

ایک مرتبہ آپ نے گورنمنٹ کو اختیار دیدیا ہے - اس کلاز کے تحت وہ نوٹس دیگی - سہولتیں دیگی - اگر کلاز ۱۰ نکالدیں تو آپ کے مقصد کے بالکل برخلاف اسکا اثر ہوگا - اس کلاز کے تحت تو گورنمنٹ پر پابندی عائد ہوتی ہے کہ وہ نوٹس دے مہلت دے ، حالات پیدا کرے - آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن یہ کہتے ہیں کہ ....

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—क्लाज चार में साफ साफ है कि

"the fixing, within such time as may be specified in the said notification,"

यानी जिसमें टाजिम भी आ गया है।

شری گوپال راؤ اکبوٹے :— ٹائم کا سوال نہیں ہے - اس کی وجہ سے دوسری سہولتیں پیدا ہوتی ہیں - کلاز (۴) یہ ہے :—

"The fixing, within such time as may be specified in the said notification, by the consumers at their own cost, of meters on all pipe connections......"

یہ سب کلاز (۱) ہے جسکا تعلق واٹر پائپ کنکشنس سے ہے - اور سب کلاز ۲ یہ ہے :—

fixing of meters departmentally or otherwise at the cost of the consumer.

سب کلاز ۲ کیلئے ٹائم کا کوئی سوال نہیں ہے - کلاز ۱۰ کا تعلق کلاز (۴) سب کلاز ۲ سے ہے - یہ سسٹماٹئز (Systematise) کرنے والا کلاز ہے

اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا عام طور پر ان ممالک میں بھی جہاں کہ عام طور پر تعلیم یافتہ لوگ ہیں اور جہاں تعلیم عام ہے یہ طریقہ رکھا گیا ہے اور اس وقت جیسی بحث یہاں کی جارہی ہے ویسی ہی بحث وہاں بھی اوس وقت کیگئی تھی - یہاں جو گریڈڈ طریقہ رکھا جارہا ہے وہ سائنٹیفک ہے - مجھے معاف کریں میں منرو کی کتاب کے ایک پیسیج (Passage) کا پھر حوالہ دینا چاہتا ہوں - ۱۹۱۸ع میں جو تصفیہ ہوا اسکا آج ۱۹۵۴ ع میں ہم پھر انوبھئو (अनुभव) کررہے ہیں - چنانچہ انہوں نے ایک جملہ یہ لکھا ہے -

" It is quite true that a popular prejudice against the meter system exists in many cities but much of this feeling arises from the crude and unscientific system...."

لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا سائنٹیفک سسٹم ہو چکا ہے کہ دوسرے ممالک میں بھی اسکو اپریشیٹ (Appreciate) کیا جارہا ہے کیونکہ یہی ایک شیورانیڈ سرٹن (Sure and certain) طریقہ ہے جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جتنا پانی خرچ کیا جاتا ہے اسی کا ٹکس دیا جاتا ہے - ورنہ موجودہ صورت یہ ہے کہ جو جتنا پانی خرچ کررہے ہیں ان سے پروپورشنیٹلی (Proportionately) اتنا پیسہ نہیں لے رہے ہیں - وہ پانی زیادہ خرچ کرتے ہیں اور پیسہ کم دیتے ہیں - یہ ناجائز ہے - اسلئے میں آنریبل ممبرس سے درخواست کرونگا کہ وہ اس کلاز کی زیادہ مخالفت نہ فرمائیں -

Mr. Speaker : The question is :

" That clause 10 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clause 10 was added to the Bill.

Clause 11.

Shri Ch. Venkat Ram Rao : Sir, I beg to move :

" That in lines 7 and 8, omit : 'on payment of the prescribed testing fees before reinstallation'."

Mr. Speaker : Amendment moved.

شری سی ایچ - وینکٹ رام راؤ :- مسٹر اسپیکر - کلاز ۱۱ میں ڈپارٹمنٹ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کسی گھر کے مالک کو جسکا میٹر یا پائپ اچھی حالت میں نہیں ہے اور پانی بہہ جارہا ہے تو ڈپارٹمنٹ اکانمی کی خاطر اور حفظ ماتقدم کے طور پر نوٹس دیگا - میٹر ٹھیک کام نہیں کررہا ہے تو مالک اسکو درست کرائے - لیکن اگر مالک اسکو ریزنیبل ٹائم (Reasonable time) میں درست کرادیتا

ہے تو بھی اوس سے ٹسٹنگ فیس لیجائیگی ۔ جب وہ اپنی طرف سے میٹر کو درست
کرادیتا ہے یا ڈپارٹمنٹ سے کروالیتا ہے اور وہ ٹائم کے اندر کروالیتا ہے تو اوس سے
ٹیسٹنگ فیس لینا کہاں تک مناسب ہے ؟ اوس پر یہ بار عائد نہ کرنا چاھئیے ۔ اسلئے
میں نے یہ امنڈمنٹ دیا ہے ۔ اسی قسم کے دو اور امنڈمنٹس الگ الگ کلازس میں ہے ۔
انکا بھی مطلب یہی ہے کہ اگر مالک مکان وتھ ان دی ٹائم (Within the time)
نوٹس کی تعمیل کرتا ہے تو اوس سے ٹسٹنگ فیس نہ لی جائے ۔

* श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—स्पीकर सर, अभी ऑनरेबल मिनिस्टर साहब ने कहा कि जो चीज दूसरे मुमालिक में १९१८ में हुअी है अुसके बारे में १९५४ में हमारे यहां अेतराज क्यों किया जा रहा है ? मेरा भी अुनसे यही कहना है कि जो सोशल फैसिलिटीज (Social facilities) १९४५ में लेबर गव्हर्नमेंट के तहत अिंग्लैंड में दी गअी हैं, और दूसरे मुमालिक में अुसके भी पहले दी गयी हैं, वही १९५४ में हमारे हिंदुस्तान में देने से क्यों अिनकार किया जा रहा है ? साफ साफ मामला है कि हमारी डेमॉक्रसी देरी से शुरू हुअी है और अुसका लाजमी नतीजा हमारे सामने है। जो बडे बडे मुमालिक अिंडस्ट्रियली बहुत डेव्लप्ड हैं, जो अनअेम्प्लायमेंट के वक्त लोगों को डोल (dole) देते हैं और जहां अैसे सवालात पैदा नहीं होते कि अगर किसी को अेम्प्लायमेंट न मिले तो हुकूमत यह नहीं कहती कि हमारे अूपर जिम्मेदारी नहीं है, हमारे पास फायनान्स नहीं है। अैसे देशों का अगर कुछ बातों में आप मुकाबला करते हैं तो अुनकी जिम्मेदारी भी लेनी चाहिये। अुनका पूरा अिंटीग्रेटेड व्ह्यू लेना चाहिये। जिस तरह शैतान भी बायबल का हवाला देता है वैसे ही हुकूमत जब कोअी चीज अुसके फायदे की होती है तो अिंग्लंड और अमेरिका का हवाला देती है। हम अिसकी अिसीलिये मुखालिफत करते हैं कि सिक्यूरिटी ऑफ वेजेस, राअिट ऑफ लिव्हिंग वेजेस को नहीं माना गया है। जो मामूली अिन्सान है अुसको अपने जराये पर छोड दिया गया है, और अिसी वजह से हम चाहते हैं कि आप अुस पर टॅक्सेस न बढाते चले जायें। गनीमत समझनी चाहिये कि अिसमें अैसा नहीं लिखा गया कि-अुसको जो नोटीस दी जाती है, अुसका जो प्रोसेस होगा और वहां जाने के लिये जो चपरासी भेजना पडेगा अुसका भी सब खर्चा वसूल किया जाय। आखिर अुसको नोटीस देने का खर्चा भी तो गव्हर्नमेंट पर ही पडेगा। अिस तरह से जो बाल की खाल निकाली जा रही है, और तरह तरह से नये नये टॅक्सेस बढाये जा रहे हैं अुस लिहाज से अिस पूरे सेक्शन के बारे में अेतराज किया गया है। मैं नहीं समझ सका की आज के हालात में हुकूमत अिसकी तरफ अितनी बारीकी से क्यों देख रही है। जब कि कोअी वक्त के अंदर अपना मीटर दुरुस्त कर देता है तब भी अुससे फीस क्यों ली जाय ? अुसको अिन्स्पेक्टर जाकर चेक कर सकता है। लेकिन अुसके लिये भी अेक फीस अुससे आप वसूल करना चाहते हैं। टॅक्सेशन का मसला कितनी दूर तक जा रहा है अिसके अूपर गव्हर्नमेंट सोंचे, और जो सजेशन हमने दिया है अुसको कुबूल करे क्योंकि जो टॅक्सेस बढाये जा रहे हैं वे अैसे मुल्क में हैं कि जहां पर लॉव्हिंग वेजेस भी नहीं मिल रहे हैं। अिसलिये अिस अमेंडमेंट को मंजूर करने में हुकूमत को अुजर नहीं होना चाहिये।

* شری اناراؤ گن مکھی :— مسٹر اسپیکر سر ـ جو اعتراضات اس بارے میں کئے جارہے
ھیں وہ میں سمجھتا ھوں کہ ٹکس اور ف (Fee) میں فرق نہ کرنے کی
وجہ سے کئے جارہے ھیں ـ جب ٹکس اپوز (Impose) کیا جاتا ہے تو اوس سے

کسی ایک شخص کو ڈفنیٹ (Definite) فائدہ نہیں ملتا بلکہ اسکا فائدہ تمام لوگوں کو ملتا ہے ۔ اس کے برخلاف جب کوئی '' فی ،، دی جاتی ہے تو وہ کسی ڈفنیٹ سرویس کے لئے دی جاتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میونسپالٹیز جو واٹر ورکس کا کام انجام دینگے انہیں اس بات کے لئے ایک ٹکنیکل اسٹاف رکھنا پڑیگا اور وہ اسکی نگرانی کرینگے کہ ہر جگہ میٹرس اچھی طرح کام کررہے ہیں یا نہیں جب میونسپالٹیز کو واٹر ورکس ڈپارٹمنٹ کا عملہ رکھنا پڑیگا تو اسے انکی تنخواہوں وغیرہ کا بار بھی اٹھانا پڑیگا ۔ لیکن ان اخراجات کا بار جو اس ٹکنیکل اسٹاف کی وجہ سے عائد ہوتا ہے وہ میٹر ھولڈرس پر ڈالنا مناسب نہوگا ۔ ان امپلائز (Employees) کے اخراجات کے لئے اگر میٹر فیس بڑی رکھی جاتی ہے تو یہ مناسب نہیں ہے ۔ اگر اس کو نامینل (Nominal) دو چار آنے رکھتے ہیں تو کوئی بات نہیں لیکن زیادہ فیس نہ رکھی جائے ۔ یہاں '' پرسکرائب ،، (Prescribe) رکھا گیا ہے جس سے امکان یہ ہے کہ پورے اکسپنڈیچر (Expenditure) ٹکس کے سوروپ (स्वरूप) میں کور (Cover) کیا جائیگا ۔ اس لئے میں منسٹر صاحب سے یہ عرض کرونگا کہ فیس کو ٹکس کا سوروپ نہ دیا جائے ۔ جو لوگ میٹر خریدتے ہیں وہ خود اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں اور میٹر کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں ۔ اگر وہ ٹھیک طور پر ورک نہیں کرتا ہے تو اوسے درست کرائینگے اس لئے چار آٹھ آنے کی نامینل فیس پارشل سرویس کے لئے لی جائے تو میں اس سے اگری (Agree) کرتا ہوں ۔ اس لئے رولس بناتے وقت اس چیز کا خاص طور پر خیال رکھا جائے فیس کی تعریف ہی یہ ہے کہ جتنی سرویس لی جائے اس کے اخراجات برداشت کریں ۔ یہ عام ٹیکس کی طرح نہیں ہونا چاہئیے ۔ ہم لینڈ ریوینیو وصول کرتے ہیں تو یہ ضروری نہیں ہے کہ پورا لینڈ ریوینیو محکمہ مال پر صرف کریں کیونکہ یہ ایک ٹکس ہے اور ٹکس کے لئے ڈفینیٹ ریٹرنس (Definite Returns) دینا لازمی نہیں ہے ۔ اس لئے اگر منسٹر صاحب کا یہ منشا ہے کہ رولس بناتے وقت فیس کم لی جائیگی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ اگر زیادہ فیس لی جائے تو یہ مناسب نہوگا ۔

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- مسٹر اسپیکر سر ۔ اس کلاز کی جو مخالفت کی جارہی ہے مجھے افسوس ہے کہ ....

श्री. व्ही. डी. देसपांडे :—पूरे क्लॉज की मुखालिफत नहीं की जा रही है; लेकिन जो फीस आखिर में रखी जा रही है सिर्फ उसकी मुखालिफत की जा रही है।

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- اس کلاز کی پارشیلی جو مخالفت کی جارہی ہے افسوس ہے کہ میں اس کو قبول نہیں کرسکتا ۔ اس میں بنیادی طور پر کچھ غلط فہمی ہورہی ہے ۔ جہاں میٹرس لگائے جاتے ہیں وہاں عام طور پر یہ تجربہ رہا ہے کہ وقتاً فوقتاً انکو ٹسٹ (Test) نہ کیا جائے تو وہ ان اکیوریٹ (Inaccurate) ہوجاتے ہیں ۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے وہ سلپ (Slip) ہوجاتے ہیں اور ان

سے بعض وقت زیادہ اور بعض وقت کم پانی کا حساب ملتا ہے - عام طور پر ایسی درخواستیں آئی ہیں - یہ نہیں ہے کہ حکومت بلا وجہ انسپکٹر کو بھیجتی ہے اور زبردستی فیس لیتی ہے - اس لحاظ سے یہ چیز خود میٹر ہولڈرس کے فائدہ کے لئے ہے اگر میٹر اکیوریٹ کنزمپشن نہیں بتلا رہا ہے ، کچھ زیادہ ان اکیوریسی آگئی ہے یا پیسیج آف واٹر (Passage of water) زیادہ مقدار میں ہورہا ہے تو وہ اشخاص خود اپلائی کرتے ہیں کہ اس کو درست کیا جائے - اس وقت انسپکٹر کو بھیجتے ہیں یا بعض صورتوں میں میٹرس کم بتلاتے ہیں اور اونرس کا کنزمپشن زیادہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں نوٹس دیکر انکا انسپکشن کرتے ہیں -

ایک اور چیز جو آنریبل ممبر نے کہی ہے وہ یہ ہے کہ یہ فی (Fee) ریشنل (Rational) اور ریزنیبل (Reasonable) ہونی چاہئیے اور ایک بیوپاری کی طرح سارے کے سارے اخراجات نکالنے کی کوشش نہ کی جائے - ایسی بات نہیں ہے - ٹسٹنگ فی (Testing fee) اوتنی ہی ہوگی جس پر کسی کو اعتراض نہو - دیگر صوبجات میں جو طریقہ رائج ہے اوس کو ملحوظ رکھا جائیگا اور جو سرویس دی جاتی ہے اوس کے لحاظ سے فی عائد کی جائیگی - اور اس کے بارے میں ٹکنیکل اڈوائس لی جائیگی کہ کتنے کام کے لئے کیا فیس وصول کی جانی چاہئیے - اس کے متعلق یہ سمجھنا کہ حکومت کچھ اگریسیو اسٹپ (Aggresive Step) لے رہی ہے صحیح نہیں ہے - لانگ رن میں کنٹینیوس یوز (Continuous use) کی وجہ سے جب میٹرس خراب ہوجاتے ہیں تو پانی کا ویسٹیج (Wastage) شروع ہوجاتا ہے اور اسکا اثر خود اونر (Owner) پر پڑنے کا احتمال ہوتا ہے - یہ اونر کے فائدے کے لئے ہے - اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ یہ امنڈمنٹ وتھ ڈرا (Withdraw) کرلینگے . .

شری انا راؤ گن مکھی :— پہلے اپنے عملے سے درست کراکے بعد میں فیس لیں تو اچھا ہوگا - لیکن ٹسٹنگ (Testing) کی فیس لینا چاہئیے ، مناسب نہیں ہے - پہلی مرتبہ وزٹ (Visit) کرنے کی فیس نہیں لینا چاہئیے -

شری گوپال راؤ اکبوٹے :— ٹسٹنگ اس لئے کی جاتی ہے کہ . . . . . .

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—स्पीकर सर, आनरेबल मिनिस्टर कुछ चीजें कन्फ्यूज कर रहे हैं। हमने नहीं कहा कि नोटीस नहीं दी जानी चाहिये, या दुरुस्त करने के लिये वक्त नहीं देना चाहिये और रूल्स की पाबंदी के लिये अुसको लाजमी नहीं करना चाहिये कि वह टेस्ट कर लें। सवाल यह है कि नोटीस देने के बाद वक्त के अंदर वह दुरुस्त करता है और हुकूमत को बतलाता है की अुसको टेस्ट किया जाय तो अुसके बाद हुकूमत के लोग आये और टेस्ट करें तो अुसके लिये भी फिर से फीस ली जा रही है, जब कि वह वॉटर टैक्स बाकायादा देता आरहा है। अैसी सूरत में गव्हर्नमेंट की जो मशीनरी है या अुसका जो खर्च बर्दाश्त किया जाता है वह आखिर किसलिये किया जाता है? अिस तरह से हुकूमत की मशीनरी का खर्चा फीस के जरिये से अुस पर डाला जायगा तो मैं समझता हूं कि वह रॅशनल (Rational) नहीं समझा जायगा, और हमारा अपोजीशन

अिसी हद तक है कि टेस्ट करने के लिये जो फीस लागायी जा रही हैं वह गलत है। यह कहा जा सकता है कि अगर अिस फीस को न लगाया जाय तो वह टेस्ट ही नहीं करा लेगा ! लेकिन मैं समझता हूं कि अिसके लिये दूसरी दफा १९ है जिसमें साफ कहा गया है कि अगर कोअी वॉटर को वेस्ट (Waste) करता है तो अुसके लिये सजा होगी, जुर्माना भी रखा गया है। अिसलिये म समझता हूं कि अिस क्लॉज के ये लाअिन्स "On payment of the prescribed testing fees before re-installation " डिलीट करनी चाहिये । असली दफा से हमको अेतराज नहीं है ।

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- میں سمجھتاھوں کہ میری تقریر میں کوئی کنفیوژن (Confusion) نہیں تھا - میں اس ڈبل تھنکنگ (Double thinking) کو ختم کرنے کے لئے کچھ وضاحت کرنا چاھتا ھوں - پانی کا ویسٹ (Waste) نہ ھونے دینے کے لئے پرائمریلی (Primarily) ورکنگ آرڈر (Working order) میں رکھنے کی ذمہ داری اونر پر رکھی گئی ھے - اگر یہ معلوم ھوجائے کہ پانی ویسٹ ھورھا ھے تو اس کو ٹسٹ کرانے کی ذمہ داری اونر پر عائد کی گئی ھے - اوس کے بعد ڈپارٹمنٹ کو دیکھنا پڑیگا کہ کانسٹینٹلی (Constantly) میٹر ورک کررھا ھے یا نہیں - ٹسٹنگ کا سوال اوس وقت آتا ھے جب میٹر میں کوئی خرابی پیدا ھوجاتی ھے - اگر کسی میکانک سے بھی وہ درست کرالیں تو اون کو اخراجات دینا پڑیگا - جو اخراجات ڈپارٹمنٹ سے کئے جائینگے وہ اتنے واجبی ھونگے کہ اس پر کسی کو اعتراض کا موقع نہ ھوگا - اس لئے میں سمجھتا ھوں کہ اس پر زیادہ شک و شبہ کی گنجائش نہیں ھے -

Mr. Speaker: The question is:

"That in lines 7 and 8, omit: 'on payment of the prescribed testing fees before reinstallation'."

The motion was negatived.

Mr. Speaker: The question is:

"That Clause 11 stand part of the Bill".

The motion was adopted.

Clause 11 was added to the Bill.

Clauses 12 to 14

Mr. Speaker: The question is:

"That Clauses 12 to 14 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clauses 12 to 14 were added to the Bill.

Clause 15.

Shri Ch. Venkatrama Rao : I beg to move :

"Omit lines 20 to 22".

Mr. Speaker : Amendment moved.

شری سی ایچ ۔ وینکٹ رام راؤ :- مسٹر اسپیکر سر۔ کلاز ۱۵ کا جو سب کلاز (۲) ھے اوس کو اومٹ کرنے کے لئے میں نے امنڈمنٹ پیش کیا ھے ۔ سب کلاز ۲ کے متعلق کچھ کہنے سے پہلے میں عرض کرونگا کہ چونکہ کلاز ۱۶ میں بھی اس قسم کی فیس عائد کی گئی ھے اس لئے اس کے ساتھ اس کو بھی رکھیں تو مناسب نہ ھوگا ۔ چونکہ میں اس میں امنڈمنٹ لایا ھوں اس لئے اوس کے متعلق امنڈمنٹ لانا مناسب نہیں سمجھا ۔

جب کوئی نل یا میٹر خراب ھوتا ھے تو اوس کو ٹسٹ کرنے کے لئے ٹسٹنگ فی (Testing fee) لی جاتی ھے ۔ ٹسٹنگ فی لینے کا کلاز تو اب پاس بھی ھوچکا ھے ۔ کلاز ۱۵ میں بتایا گیا ھے کہ عائد کردہ شرائط کے تحت مقررہ مدت کے اندر کوئی شخص ٹکس ادا نہ کرے اور اس کو درست نہ کرائے یا ایریرس (Arrears) ادا نہ کرے تو حکومت کو اختیار ھوگا کہ نل کاٹ دے ۔ اس کے بعد جب اونر ان شرائط کی تکمیل کردے اور ٹکس وغیرہ داخل کردے تو کٹنگ فی (Cutting fee) کے ساتھ ساتھ ری اوپننگ فی (Re-opening fee) بھی آپ مانگ رھے ھیں ۔ میں مثال کے طور پر یہ کہونگا کہ اگر آپ کو چار آنے کٹنگ فی لینا ھے تو آٹھ آنے لیجئے ۔ آٹھ آنے لینا ھے تو ایک روپیہ لیجئے لیکن کٹنگ فی اور اوپننگ فی کے نام سے الگ الگ لینا ریزنیبل (Reasonable) نہیں ھوگا ۔ اس میں یہ تو نہیں بتایا گیا ھے کہ کٹنگ فی اور اوپننگ فی کتنی لینگے ۔ بہرحال آپ کٹنگ فی جتنی بھی لینا چاھتے ھیں اوس سے دگنی فی لے لیجئے لیکن کٹنگ اور اوپننگ کے لئے علحدہ علحدہ فی لینا مناسب نہیں ھے ۔ اس طرح بار بار لینا مناسب نہیں ھے ۔ اس لئے میں نے یہ امنڈمنٹ لایا ھے امید ھے کہ اس کو قبول کیا جائیگا ۔

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- چونکہ کٹنگ فی (Cutting fee) لیتے ھیں لھذا ری اوپننگ کی فیس نہ لی جائے ، یہ کہا جارھا ھے ۔ آنریبل ممبر یہ سمجھ رھے ھیں کہ ایک گناہ کی دو سزائیں دی جارھی ھیں ۔

کلاز ۱۵ میں تین صورتیں بتائی گئی ھیں ۔ ایک تو یہ کہ ریٹ (Rate) یا چارجس کی رقم نہ دیں تو نوٹس کے بعد (۳۰) روز کی مہلت دی جاتی ھے اور اگر تیس

روز کے اندر بھی داخل نہ کرے تو کٹنگ کی جاتی ہے ۔ دوسرے یہ کہ ہدایات کی خلاف ورزی کرے ۔ تیسرے یہ کہ پانی کا نا جائز استعمال کیا جارہا ہو ۔ ان صورتوں میں نل کاٹا جاتا ہے ۔ کٹنگ کے لئے بھی اخراجات کرنا پڑتا ہے اور ری اوپننگ میں بھی اخراجات ہوتے ہیں ۔

ایک ایسا آدمی جو خلاف ورزیاں کرتا ہے اور پیسے نہیں دیتا اوس کا نل کاٹنے میں حقیقت میں جو پیسے ڈپارٹمنٹ کے خرچ ہوتے ہیں اوس پر کیوں نہ عائد کئے جائیں اور وہ کیوں معاف کئے جائیں ، میری سمجھ میں نہیں آیا ۔ ری اوپننگ میں بھی اخراجات کرنے پڑتے ہیں ۔ ایسے آدمی سے رعایت کی کیا وجہ ہے جو مسلسل قانون کی خلاف ورزیاں کرنے کا عادی ہو ؟ اس کو اپنے افعال کی سزا بھگتنا پڑیگا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس بارے میں اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کی کوئی وجہ ہوسکتی ہے ......

شری سی ایچ ۔ وینکٹ رام راؤ :- کلاز ۱۹ میں یہ سب چیزیں آسکتی ہیں ۔

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- کلاز ۱۹ میں فراڈ (Fraud) کا سوال ہے ۔ یہاں یہ نہیں ہے ، بلکہ نیت یہ ہے کہ اگر کوئی پیسے نہیں دیتا ہے یا مسلسل خلاف ورزیاں کرتا ہے ، تو اوس کے ساتھ رعایت کی ضرورت نہیں ہے ۔ اوس کو اپنے افعال کی سزا بھگتنی چاہئیے ۔

Mr. Speaker: The question is:

"Omit lines 20 to 22".

The motion was negatived.

Mr. Speaker: The question is:

"That Clause 15 stand part of the Bill".

The motion was adopted.

Clause 15 was added to the Bill.

Clauses 16 *to* 21.

Mr. Speaker: The question is:

"That Clauses 16 to 21 stand part of the Bill".

The motion was adopted.

Clauses 16 to 21 were added to the Bill.

Clause 22.

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

"That in line 6 for 'hundred' substitute 'fifty'."

Mr. Speaker : Amendment moved.

*श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—मिस्टर स्पीकर सर, मैंने अिंडियन पीनल कोड का जो कुछ मुतालिया किया था आज अिस बिल को देखने के बाद मुझे वह बार बार याद आ रहा है। हर स्टेप पर सजाअें, फाअिन्स और रुकावटें रिस्ट्रिक्शन अिस कानून में हैं अैसा अगर कहा जाय तो मुबालगा न होगा। और अिस कानून की जो १९५४ की लेटेस्ट अेडीशन हाअुस के सामनें लाअी गअी है वह न लाअी जाती तो अैसा हम कभी न कह सकते। लेकिन अैसा मालूम होता है कि अितनी मेटीक्यूलसली (Meticulously) और बारीकी के साथ हर चीज को अैक्ट में रखा गया है। मैं समझता हूं कि वह अुन्हीं मुमालिक का अक्स हो सकता है जो अुस दर्जे पर पहुंचे हैं। मिनिस्टर साहब ने हर चीज में ताअीद की है। हर चीज पर पाबंदीयां और खर्च आयद किया है, और जैसा कि ऑनरेबल मेंबर फॉर अफझलगूर ने कहा मुझे यह शक हो रहा है कि पूरे अमले का खर्च अलग अलग तरीके से अिस वाटर टॅक्स के सिलसिले में लोगों पर लगाया जाय तो ताज्जुब की बात न होगी। मुझे सिर्फ अितना कहना है कि आपने जो हर स्टेप पर कुयूद आयद किये हैं और कम से कम अुसको जो सजाअें देना हैं अुनके बारे में कुछ थोडा सा सोच विचार करना चाहिये। अदालत में भी यह होता है कि जब अलग अलग तरीके से पाबंदियां होती हैं तो आखरी सजा में सोंचा जाता है। अितनी पाबंदीयां लगाने के बाद और अलग अलग तरीके से फिटिंग, कटिंग, टेस्टिंग वगैरा के टॅक्सेस लेने के बाद भी यहां सौ रुपये का फाअिन लगा दिया गया है। अिसकी मिकदार कम कर दी जाय तो ज्यादा नुकसान नहीं होगा। क्योंकि वह बेचारा कदम कदम पर दिक्कतों का मुकाबिला करते करते अिस स्टेज तक पहुंचनेवाला है। अिसलिये सौ रुपये जुर्माने की रकम मैं मुनासिब नहीं समझता। अिसके बजाय वह ५० रुपये रखी जाय तो कोअी ज्यादा फर्क होनेवाला है अैसा मैं नहीं समझता। अगर अितना किया जाय तो वह बेचारा शहरी किसी तरह से आपके वॉटर वर्क्स डिपार्टमेंट के कयूद की वजह से कम पानी पीकर और सीधासादा होकर आपके कुयूद का जरूर पालन करेगा। मैं अुम्मीद करता हूं कि यह तरमीम मंजूर की जायगी।

* شری سری پت راؤ نواسیکر :— مسٹر اسپیکر سر۔ جو امنڈمنٹ پیش ہوا ہے اس سلسلہ میں لیڈر آف دی اپوزیشن نے فرمایا کہ اس قانون میں جہاں دیکھئیے سزائیں نظر آرہی ہیں۔ ٹکسس نظر آرہے ہیں۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ ایسا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر ایک ہی فعل کے لئے بار بار سزا رکھی جاتی تو وہ قابل اعتراض بات تھی۔ جہاں ٹکس فیس دینا پڑتی ہے وہ سروس کرنے کے بعد معاوضہ کے طور پر گورنمنٹ لیتی ہے اس کو سزا نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ اس میں سو روپیہ جو رکھے گئے ہیں میں بھی سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ ہیں۔ اوس کو اگر کم کرنے سے آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن کو

سٹسفیکشن (Satisfaction) ہوتاھےتو میں بھی تائید کرتا ھوں دوسری چیز یہ ھے کہ سو روپیۂ زیادہ اس وجہ سے ھیں کہ اوس کو سزا سمجھا گیا - اس لئیے اس کو کم کرنے کی ضرورت ھے - اس لئیے میں امنڈمنٹ کی تائید کرتا ھوں اور سمبر انچارج آف دی بل سے خواھش کرتا ھوں کہ وہ اس کو منظور فرمائیں -

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- میں سمجھتاھوں کہ اس سلسلہ میں مجھے تقریر کی ضرورت نہیں پڑیگی - ادھر اور اودھر کے دونوں اصحاب جب خواھش کررھے ھیں تو میں اوس ترمیم کو قبول کرتا ھوں -

شری انا راؤگن مکھی :- سو روپیہ جرمانہ ھی لیا جائیگا یا ایک روپیہ بھی کیا جاسکیگا ؟

شری گوپال راؤ اکبوٹے :- ''ناٹ اکسیڈنگ ھنڈرڈ روپیز'' (Not exceeding hundred rupees) تھا - اس کے بعدبھی کوئی فرق نہیں پڑتا - خلاف ورزیاں ھونگی تو پانچ روپیہ ، دس روپیہ جیسی بھی صورت ھو جرمانہ کیا جائیگا -

Mr. Speaker: The question is:

"That Clause 22, as amended, stand part of the Bill".

The motion was adopted.

Clause 22, as amended, was added to the Bill.

Clauses 23 and 24.

Mr. Speaker : The questions :

"That clauses 23 and 24 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clauses 23 and 24 were added to the Bill.

Mr. Speaker : The question is :

"That Short Title, Extent, Commencement and Preambe stand part of the Bill."

The motion was adopted.

The Short Title, Extent, Commencement and Preamble were added to the Bill.

Shri Gopalrao Ekbote : I beg to move :

" That L. A. Bill XXXIV of 1954, the Hyderabad City Water Supply Bill 1954 be read a third time and passed

Mr. Speaker : The question is :

" That L. A. Bill No. XXXIV of 1954, the Hyderabad City Water Supply Bill 1954 be read a third time and passed."

The motion was adopted.

L. A. Bill No. XXXII of 1954, the Hyderabad Houses (Rent, Eviction and Lease) Control (Amendment) Bill 1954.

Shri K. V. Ranga Reddy : I beg to move :

" That L. A. Bill XXXII of 1954, the Hyderabad Houses (Rent, Eviction and Lease) Control (Amendment) Bill 1954. be read a first time.

Mr. Speaker : Motion moved.

شری کے - وی - رنگاریڈی :— مسٹر اسپیکر سر - اصل قانون حال هی میں پاس هوا تها اب جو ترمیات میں پیش کررها هوں وہ بعض متروکات واقع هونے کی وجه سے پیش کررها هوں - اوس میں کچھ ٹائپ کی غلطیاں هوئی تهیں - کچھ لکھنے میں هوئی تهیں - اونکو دور کیا جارها هے مطلب میں کوئی فرق نہیں هے - دفعه (۳۲) میں جو امنڈمنٹ میں پیش کررها هوں وہ اس وجه سے پیش کررها هوں که دفعه مذکور کے ضمن (۱) (۲) وغیرہ ترتیب‌وار درج نہیں کئے گئے تهے - صرف انکو ترتیب‌وار بنانے کے لئے یه ترمیم لائی گئی هے - اس سے مطلب میں کوئی فرق نہیں هوتا - اس قانون کے پہلے جو حکم رنٹ کنٹرول تها اوسکے تحت ایک زمانے سے عملیات هورهے تهے - وہ منسوخ هوگیا - اسکی وجه سے اس کے تحت جتنے عملیات هوئے هیں وہ ناقابل اعتراض قرار پائیں اس کے پیش نظر دفعه (۳۲) کے احکام وضع کئے گئے تهے - لیکن ترتیب میں جو غلطی هوئی تهی اوسکا سلسله ملانے کے لئے یه ترمیم لائی گئی هے - مطلب میں کوئی فرق نہیں هوتا -

دوسری ترمیم ضمیمه کے متعلق هے - اوس میں قصبه لاتور مترک هوگیا تها جو اس ضمیمه میں شریک کیا گیا هے - پہلے جب یه قانون بنا تو اوس میں یه قصبه متروک هوگیا تها - اگر چیکه قانون هذا کے دفعه (۱) کی رو سے حکومت جهاں کهیں مناسب سمجهے اس قانون کو نافذ کرسکتی هے لیکن اسکو محدوداً نافذ کرنے کی وجه سے اس سے پہلے کے حکم رنٹ کنٹرول کے تحت جو عملیات وهاں هوئے تهے وہ جائز قرار نہیں

پائینگرے ۔ اس لئے اس قصبہ کو ضمیمہ میں شریک کیا گیا ہے ۔ دفعہ (۳۲) کی تائیر کے لحاظ سے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ سابقہ حکم رنٹ کنٹرول کے تحت جو عملیات ہوئے یا جن عہدہ‌داروں نے اختیارات استعمال کئے وہ جائز ہیں ۔ چنانچہ اس امر کے پیش نظر کہ لاتور میں قبل ازیں حکم رنٹ کنٹرول کے تحت جو عملیات کئے گئے وہ بھی جائز قرار پائیں لاتور کو ضمیمہ میں شریک کرنے کی ضرورت ہوئی ۔ اس سلسلہ میں بہت سے مقامات پر اس قانون کو نافذ کرنے کے متعلق ترمیمات آئی ہیں کپل میں بھی اس قانون کو نافذ کرنے کی خواہش کیگئی تھی میں اسکو صاف کردینا چاہتا ہوں ۔ کپل میں نافذ کیا گیا ہے ۔ دفعہ (۱) میں یہ جزو تھا کہ " یہ قانون قانون بنام نگرانی کرایہ امکنہ بابتہ سنہ ۵۴ ع " سے موسوم ہوسکیگا اور فوراً نافذ ہوگا اس کا اطلاق رقبہ‌جات مصرحہ ضمیمہ پر ہوگا ۔ سرکار کو اختیار ہوگا جہاں اسکی ضرورت سمجھے بذریعہ اعلان نافذ کرے ۔ لاتور جس کا ذکر میں نے کیا ہے وہاں جو سابقہ عملیات ہوئے ہیں اونکو جائز قرار دینے اور جن عہدہ‌داروں نے اون احکام کے تحت عمل کیا ہے اون پر کوئی ذمہ‌داری عائد نہ ہونے دینے کی خاطر اس قصبہ کو اس ضمیمہ میں شریک کیا گیا ہے ۔ دفعہ (۱) کے تحت حکومت اس قانون کو جہاں چاہے وہاں وقتاً فوقتاً نافذ کرسکتی ہے ۔ ان ہی دو ترمیمات کے لئے یہ بل پیش کیا گیا ہے ۔ اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہوسکتا ۔ چونکہ میری ترمیمات سے مطلب میں کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے یہ مرممہ بل بجنسہ منظور ہونا چاہئے ۔

* شری جے ۔ آنند راؤ ۔ اس سے پہلے ہاؤزس (رنٹ ایوکشن اینڈ لیز) کنٹرول بل مدون کیا گیا تھا اوس میں کچھ خامیاں تھیں اوس پر کافی بحث مباحث ہوئے ۔ اور بالاخر یہ مان لیا گیا تھا کہ اس قانون کی وجہ سے کرایہ‌داروں کو بعض سہولتیں ملتی ہیں ۔ یہ اختلاف ہوسکتا ہے کہ ہم جو سہولتیں چاہتے تھے وہ نہیں دی گئیں لیکن اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوا ۔ حیدرآباد کے جن شہروں میں اس قانون کو نافذ کرنا چاہتے ہیں اوسکی ایک لمبی چوڑی فہرست دیگئی ہے ۔ اس کی وجہ سے کرایہ‌داروں کو فائدہ پہونچیگا ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ جو امنڈمنٹس دیئے ہیں اونکو فی‌الحال انکلوڈ (Include) کرنے کی ضرورت نہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون سے صرف ان ہی دو چار شہروں کو استفادہ کا موقع نہیں ملنا چاہئے جن کا ذکر کیا گیا ہے بلکہ دوسرے تعلقات اور مقامات پر بھی اس کا اطلاق ہونا چاہئے ۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض تعلقات پر اور مستقر کے مقامات پر مکانوں کی قلت کی وجہ سے عوام کو تکلیف ہورہی ہے ۔ امیر طبقہ چھوٹے چھوٹے مکانات تعمیر کرکے کافی کرایہ لیتے ہیں ۔ خصوصاً ضلع کریمنگر میں مکانات کا جو کرایہ ہے اور یہاں شہر میں جو کرایہ ہے اون دونوں میں کوئی فرق نہیں ۔ دوکانات کے کرایوں میں فرق ہوسکتا ہے ۔ کیونکہ حیدرآباد اور سکندرآباد اور نلگنڈہ اور کریمنگر میں بزنس کا لحاظ کرتے ہوئے کرایہ میں ضرور فرق ہے ۔ لیکن

مکانوں کے کرایہ میں فرق نہیں ہے - یہاں تو نل اور لائٹ کی بھی سہولتیں ہیں - زیادہ طلبہ مستقر پر تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے کی وجہ سے ڈسٹرکٹس اور تعلقات میں مکانات کی بہت قلت ہوگئی ہے - ایک ہی مکان میں مالک مکان بھی رہتا ہے اور تین تین آدمیوں کو کرایہ پر بھی دیتا ہے - اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کالجس اور مدرسوں کے لئے جتنے ہاسٹلس کی ضرورت ہے وہ پوری نہیں ہے یہاں شہر میں ایک آدھ ہاسٹل ضرور ہے جو قابل لحاظ نہیں - ہر ضلع میں ہاسٹلس کی ضرورت ہے - جو اسٹوڈنس پڑھنے کے لئے وہاں آتے ہیں اونہیں آٹھ آٹھ دس دس روپیہ کرایہ دینا پڑتا ہے - کریم نگر میں اسٹوڈنٹس جو کرایہ مکانات کا دیتے ہیں وہ حیدرآباد کے کرایہ سے بڑھکر ہے- تعلقہ سرسلہ اور جگتیال کا بھی یہی حال ہے- کالجس میں پہلے کی بہ نسبت زیادہ طلبہ شریک ہورہے ہیں- اس لئے اس قانون کو وہاں کے تعلقوں اور ضلعوں سے بھی لاگو کیا جانا چاہئے - دواخانوں میں بھی پیشنٹس (Patients) کے لئے کافی انتظام نہ رہنے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے - دیہات سے جو مریض آتے ہیں وہ خانگی مکانات میں ٹھیرنے پر مجبور ہوتے ہیں یہ چونکہ ایک ان اوائڈ ایبل (Unavoidable) چیز ہے اس لئے من مانے کرایہ لے رہے ہیں - دواخانوں میں مریضوں کو سہولتیں نہ ملنے کی وجہ سے وہ لوگ گھر گھر جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں - ہم اس سلسلہ میں بعد میں امنڈمنٹ بھی لارہے ہیں - کاماریڈی اور پدا پلی اور جگتیال وغیرہ میں بھی یہی حال ہے - اس لئے ہر تعلقہ میں اس قانون کو نافذ کرنا چاہئے - ممکن ہے دو چار تعلقے ایسے ہوں جہاں زیادہ کرایہ نہ ہو- لیکن اس قانون کے وہاں لاگو کرنے سے کم از کم یہ تو ہوگا کہ مالکان مکان وہاں زیادہ کرایہ نہیں لے سکینگے - اگر یہ نہیں ہوسکتا ہے تو کم از کم فی‌الحال ایسے مقامات پر جہاں میونسپالیٹیز ہیں یعنی جہاں کی آبادی ۱۰ ہزار سے زیادہ ہے یا جو بزنس سنٹر ہے وہاں نافذ کیا جائے - میں سمجھتا ہوں کہ آنریبل ریوینیو منسٹر میری سوچنا پر غور کرینگے -

شری کے - وی - رنگا ریڈی :— اضلاع میں کرائے دن بدن بڑھ رہے ہیں اور مکانات نہیں مل رہے ہیں اس کے مد نظر یہ قانون بنایا گیا ہے - یہ صرف حیدر آباد سٹی کے لئے نہیں بنایا گیا ہے - آنریبل ممبر نے کریم نگر کی تمثیل دی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انکی نظر ضمیمہ پر نہیں پڑی - یہ پورے اضلاع میں نافذ ہے اور اضلاع کے سوا ایسے تمام تعلقات میں بھی اس کو نافذ کیا گیا ہے جہاں مکانات کی قلت ہے اور کرایہ بڑھایا جارہا ہے - اس کے باوجود دفعہ (۱) ضمن (۳) جس کو میں ابھی پڑھکر سنایا اوس کے تحت سرکار کو اس کا اختیار ہے کہ جہاں کہیں وقتاً فوقتاً ضرورت ہو نافذ کرے - میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ یہ قانون نافذ ہوکر عرصہ ہوا - اور اب جہاں کہیں بھی مکانات کی قلت ہے یا کرائے بڑھ رہے ہیں تو اس کو نافذ کرینگے - چنانچہ اس وقت میرے پاس سات آٹھ آبادیوں میں نافذ کرنے کی نسبت درخواستیں وصول ہوئی ہیں -

میں نے کلکٹرس سے انفرمیشن منگوایا ہے وہاں سے جوابات آتے ہی اس قانون کو وہاں بھی نافذ کیا جائیگا - اس لئے ضمیمہ میں اب کسی آبادی کو شریک کرنے کی خواہش قبل از وقت ہے - ورنہ ویسے تو آپ ہر وقت اسکی خواہش کرسکتے ہیں اور اوس وقت اس قانون کو وہاں نافذ کیا جاسکتا ہے لیکن ترمیم کرکے ہم نے لاتور کو خاص طور پر اس لئے شریک کیا ہے کہ وہاں رنٹ کنٹرول آرڈر پہلے سے نافذ تھا اور اس کے تحت متعدد احکام دئے گئے تھے - اگر اب اس قانون کو لاتور سے متعلق نہ کیا جائے تو گذشتہ دئے ہوئے احکام ختم ہوجائینگے اور رنٹ کنٹرولر پر دعوی ہوسکیگا - ممکن ہے کہ اس پر فوجداری بھی کی جائے اس لئے خاص طور پر لاتور کو اس میں رکھا گیا ہے - ورنہ کسی ضلع یا تعلقہ میں اس کو نافذ کرنا ہو تو اس کو اسمبلی میں پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی - بلکہ دفعہ (۱) ضمن (۳) کے تحت سرکار کو کسی مقام پر بھی اس قانون کے نافذ کرنے کا اختیار تھا - اس لئے جیسی یہ ترمیم ہے - اس کو بجنسہ منظور کرنے کی میں معزز ممبران سے اپیل کرتا ہوں -

Mr. Speaker: The Question is:

"That L. A. Bill No. XXXII of 1954, the Hyderabad Houses (Rent, Eviction and Lease) Control (Amendment) Bill, 1954, be read a first time"

The motion was adopted.

Shri K. V. Ranga Reddy: I beg to move.

"That L. A. Bill No. XXXII of 1954, the Hyderabad Houses (Rent, Eviction and Lease) Control (Amendment) Bill 1954, be read a second time"

Mr. Speaker: The Question is:

"That L. A. Bill No. XXXII of 1954, the Hyderabad Houses (Rent, Eviction and Lease) Control (Amendment) Bill 1954, be read a second time".

The motion was adopted.

Clause 2.

Mr. Speaker: The question is:

"That Clause 2 stand part of the Bill"

The motion was adopted.

Clause 2 was added to the Bill.

Clause 3.

Shri J. Anand Rao : I beg to move :

"That after line 39 add : " 34. Peddapalli (Karimnagar District). 35. Jagtial (Karimnagar District)."

Mr. Speaker : Amendment moved.

Shri Ch. Venkatrama Rao : I beg to move :

"That line 47 add : " 42. Koppal (Raichur District)
43. Kamareddy (Nizamabad District).'

Mr. Speaker : Amendment moved.

* شری جے - آنند راؤ :- مسٹر اسپیکر سر - میں نے اپنی تقریر میں اس سے پہلے یہ وجہ بتلائی کہ تعلقہ کریم نگر - پداپلی اور جگتیال نہ صرف تعلقات کی تعریف میں آتے ہیں بلکہ یہ بڑے بزنس سنٹرس ہیں اور وہاں میونسپالٹیز بھی ہیں - آنریبل منسٹر کو یہ غلط فہمی نہ ہونا چاہئیے کہ پہلے وہاں قانون نافذ تھا لیکن اب نہیں ہے - میں نے پہلے بھی کرایوں کے تناسب کو بتلاتے ہوئے یہ کہا تھا کہ اضلاع کے مکانات کے کرایوں میں اور ان تعلقات کے مکانات کے کرایوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے - جیسا کہ آنریبل منسٹر نے فرمایا اس ایکٹ کو ہر اس مقام پر جہاں حکومت ضروری سمجھے نافذ کیا جاسکتا ہے - میں اس کو ولکم (Welcome) کرتا ہوں اور ساتھ ہی آنریبل منسٹر کو مبارکباد دیتا ہوں لیکن جہاں جہاں کرائے بڑھے ہوئے ہیں ان تمام مقامات کو یکے بعد دیگر یا ایک دم اس قانون کو وہاں بھی نافذ کرنا چاہئیے - ایکن فی الحال ان تین مقامات کو اس شیڈول میں شریک کرلیا جائے تو مناسب ہوگا کیونکہ وہ بڑے بزنس سنٹر ہیں - وہاں میونسپالیٹیز ہیں - ضلع کے بعد ان تعلقات کو ترجیح دی جاتی ہے اور وہاں کرایوں میں اضافہ کی وجہ سے اسٹوڈنٹس - پیشنٹس اور مڈل کلاس کے لوگوں کو دقت ہورہی ہے - اس لئے آنریبل منسٹر کو میری ترمیم ماننے میں زیادہ اعتراض نہ ہونا چاہئیے -

شری سی ایچ - وینکٹ رام راؤ :- اسپیکر سر - گذشتہ سشن میں جب یہ بل یا تھا اس وقت بھی میں نے ان سٹیز کو رکھا تھا - اوس وقت کے منسٹر نے وعدہ کیا ھا کہ اس ضمن میں سوچ رہے ہیں - شائد میں بھول رہا ہوں تو آنریبل منسٹر قار کل گورنمنٹ اسکی پلیڈ کررہے تھے - انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس میں کچھ سپل طے کررہے ہیں اور گنجان آبادی والے مقامات پر اس کو لاگو کرینگے - ین اب اس کو اس وجہ سے نہیں مانا جاسکتا کہ فی الوقت ہائیکورٹ میں رٹ پیش ہے اس ب کچھ دقت ہورہی ہے - اس طرح اپیل کرتے ہوئے انہوں نے ان سٹیز کو نہ رکھا -

میں نے اس نقطه نظر سے که حکومت اس پر سوچ رهی هے اس کو واپس لے لیا - لیکن اب نہیں معلوم که آبادی کے پرنسپل پر رکھا جارها هے یا بزنس سنٹرس میں اس کو لاگو کیا جارها هے - لیکن یه واقعه هے که یه تعلقات بڑے بزنس سنٹر هونے کے علاوہ وهاں کی آبادی بھی بہت بڑی هوئی هے - آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن کو کبل سے ایک وائر بھی آیا هے - یه کہا گیا هے که جب سے رنٹ کنٹرول آرڈر ختم هوا هے لوگوں کو مکانات سے بیدخل کیا جارها هے - میں نے سنا هے که حکومت کے ایک منسٹر کے پاس بھی اسی قسم کا وائر آیا هے - اس نقطه نظر سے یه ترمیم پیش کی گئی هے اور اس سے پہلے بھی جگتیال - پداپلی - کیل اور کاماریڈی میں رنٹ کنٹرول آرڈر نافذ تھا - ان کو اب اس نئے بل میں چھوڑ دیا گیا هے - جب هم نے پہلے هی امنڈمنٹ پیش کیا تھا تو اوس وقت یه کہا گیا تھا که هم اس پر سوچ رهے هیں لیکن کیا اب بھی حکومت اپنے وعدہ سے پھر جائیگی اور ان بڑے بزنس سنٹرس کو اس شیڈول (Schedule) میں شامل نه کریگی -

اس کے علاوہ ابھی منسٹر صاحب فرمارهے تھے که میں نے کلکٹرس کو لکھا هے اور جیسے هی جواب آئیگا اون مقامات کو بھی اس میں انکلوڈ کرینگے - میں آنریبل منسٹر صاحب سے پوچھنا چاهتا هوں که کیا کلکٹر هی انفرمیشن کا سورس (Source) هے - هم مناسب سجیشنس دیتے هیں تو انہیں کیوں قبول نہیں کیا جاتا کیا کلکٹرس سے جوابات نہیں آئینگے تو ان مقامات کو شریک نہیں کرینگے - اگر آپ کلکٹرس کے جوابات هی کو صحیح مانتے هیں تو اون سے پہلے هی مشورہ کرنا تھا اور ان مقامات کو اس میں شریک کرتے هوئے یه قانون پیش کرنا تھا - اس لئے میں حکومت سے اور ایوان سے یه گذارش کرتا هوں که ان مقامات کو شریک کرنے کی ضرورت هے -

شری اناجی راؤ گوانے :- اسپیکر سر - جو امنڈمنٹ آنریبل ممبر جے - آنند راؤ نے پیش کیا هے اس میں میں امنڈمنٹ ٹو امنڈمنٹ کے طور پر بسمت نگر اور سانوت کا اضافه کرنا چاهتا هوں -

Mr. Speaker : Amendment to amendment moved.

شری جے - آنند راؤ :- میں اس کو قبول کرتا هوں -

* شری انا جی راؤ گوانے :- میں نے جو دو ٹاؤنس (Towns) کا اضافه کیا هے اسکے پیچھے یه وجه هے که ان دونوں کی پاپولیشن (Population) ۱۸ تا ۲۰ هزار کی هے - یه دونوں بڑے بزنس سنٹرس هیں جہاں کاٹن کا بہت بیوپار هوتا هے - یہاں موز وغیرہ بھی زیادہ هوتا هے اور اسکے علاوہ یہاں میونسپالٹیز بھی هیں ، میں یه کہنا چاهتا هوں که آنریبل منسٹر نے جو اصول اس کلاز کے تحت رکھا هے وہ صاف نہیں هے - کیونکه پورنا جہاں کی آبادی نسبتاً کم هے اور جو اتنا بڑا بزنس سنٹر

بھی نہیں ہے اسکو تو اس میں شامل کیا گیا ہے لیکن بڑے بڑے شہروں کو نظر انداز کیا گیا ہے - وھاں مکانات کے لئے جھگڑے ھوا کرتے ھیں اور کرایے بھی بڑھے ھوئے ھیں - جب بڑے سٹیز (Cities) کے لئے جو بزنس سنٹرس ھیں اور جہاں کی پاپولیشن زیادہ ہے ان کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ ان مقامات کو چھوڑنے کی کوئی وجہ ھوسکتی ہے - اسلئے میں آنریبل منسٹر سے رکوسٹ (Request) کرونگا کہ وھاں کے لوگوں کو بھی اس قانون کا فائدہ دینے کے لئے انکو شیڈول میں شریک کرلیا جائے -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—अध्यक्ष महोदय, श्री. सी. अेच. वेंकटरामराव साहब ने जो अमेंडमेंट पेश की है अुसमें में अमेंडमेंट टू अमेंडमेंट के तौर पर दो गांवों का और अिजाफा करना चाहता हूं। वे दो गांव हैं अुमरगा और अुमरी।

Mr. Speaker : Amendment to Amendment moved.

شری سی ایچ - وینکٹ رام :— میں امنڈمنٹ ٹو امنڈمنٹ قبول کرتا ھوں -

*श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—अुमरगा अुस्मानाबाद, और अुमरी नांदेड जिले में आता है। अिन दो नामों का में अिजाफा करना चाहता हूं।

पहले मुझे यह अर्ज करना है कि जब अिस अॅक्ट के सिलसिले में हाअुस में बहस हो रही थी अुस वक्त कहा गया था कि लातूर को रखा नहीं गया है, बाद में हम अिन्क्लूड करेंगे। अुस वक्त आॅनरेबल मिनिस्टर साहब ने दलील पेश की थी कि हम को हक है अिसलिये हम अुसको कभी भी अिन्क्लूड कर सकते हैं, अभी अिन्क्लूड करने की जरूरत नहीं है। कम से काम आज़ वे कबूल कर रहे हैं कि अुसी वक्त अिन्क्लूड करना चाहिये था क्योंकि अिसके पहिले से वहां कंट्रोल अॅक्ट लागू हुवा है। और जो कुछ हुकूक अुनको मिले थे अुनको कायम रखने के लिये अिसकी जरूरत थी। अिसके लिये वहां के व्यापारियों ने भी रिप्रेजेंटेशन किया। मेरे पास अुनके टेलिग्राम्स आये थे, और मैंने अुनकी नुमाअिंदगी भी की। मैंने आपके डिपार्टमेंट को भी अुसके बारे में लिखा था। लातूर अितना बडा शहर होने पर भी अुसको कैसे अिन्क्लूड नहीं किया गया यह अेक बडे आश्चर्य की बात है। हमारे प्रदेश में जितने व्यापारी सेंटर्स हैं अुनमें लातूर को नहीं भुलाया जा सकता। लेकिन अिस अॅक्ट में अुसको कैसे भुलाया गया मालूम नहीं। यह कोअी सेहवन चीज थी या जान-बूझकर की गअी थी यह नहीं कहा जा सकता। खैर गलती तो हुअी। और अब अिसको अिन्क्लूड किया जा रहा है। कोप्पल के सिलसिले में भी हुकूमत ने नोटीफिकेशन जारी कर के अुसकी कीमत मान ली है। अिसके बारे में भी मेरे पास टेलीग्राम्स आये हैं और कोअी वजह नहीं है कि अिस लिस्ट में अुसको अिन्क्लूड न किया जाय। आज के खास हालात में, बिझिनेस बढने की वजह से या म्युनिसिपालिटीज शहरों में होने की वजह से या जगह जगह पर डेव्हलपमेंट शुरू होने की वजह से कुछ मुकामात को अहमियत आ रही है। अुमरगे में अेक प्राअिव्हेट हायस्कूल है और डेव्हलपमेंट के सिलसिले में भी कुछ आमेला है। अिस वजह से वहां के रेंटस भी बढ रहे हैं और मकानात मिलना मुश्किल हो रहा है। अुमरी कपास का सेंटर है। वहां पर भी यही दिक्कत महसूस की जा रही है। अिन चीजों का खयाल रखा जाय तो आज की लिस्ट में अुन नामोंका अिजाफा करना जरूरी है।

परभनी के अेक ऑनरेबल मेंबर ने बस्मतनगर और मानवत के बारे में जो कहा अुसकी मै ताअीद करता हूं। अुन जगहों पर जाने का मुझे मौका मिला हैं। वहां पर घरों की किल्लत है और किराये बढने की वजह से लोगों को दिक्कतों का मुकाबला करना पड रहा है। अिन तम.म चीजों की वजह से लिस्ट को बढाने में ऑनरेबल मूव्हर साहब को अंतराज नही होना चाहिये। क.म.रेड्डी के सिलसिले में मुझे कहना है कि वह भी अेक बडा सेंटर होते हुअे भी अुसको किस तरह से भुलाया गया। खास तौर पर दवाखाने से अुसकी जो अहमियत है अुसको देखते हुअे लिस्ट में अुसको अिन्क्लूड किया जाना चाहिये।

شری کے - وی - رنگا ریڈی :— اسپیکر سر - قانون کس مقام پر نافذ کرنا چاہئے اس کے لئے بڑی آبادی یا چھوٹی آبادی کو دیکھکر تصفیہ نہیں کیا جاتا - یہ قانون اس مقام پر نافذ کیا جائیگا جہاں مکانات کی قلت ہے اور روز بروز کرائے بڑھتے جا رہے ہیں خواہ وہاں آبادی کم ہو یا زیادہ - میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ قانون اس وقت جو حیدرآباد میں نافذ ہے کیا اسکو بھی ختم کرنے کی ضرورت تو نہیں ہے کیونکہ دو چار مہینے پہلے جس ملگی کا کرایہ ۴۰ روپیے تھا اسکو ۳۰ کردیا گیا ہے اور اوسکے بعد ۳۰ روپیے کردیا گیا - اوسکے بعد ۲۵ بلکہ ۲۰ کردیا گیا ہے -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—क्या यह मलगी आनरेबल मिनिस्टर साहब की है ?

شری کے - وی - رنگا ریڈی :— ہاں ہاں میرے بھی ہیں اسلئے میں باوثوق طور پر کہہ رہا ہوں اور دوسرے بہت سے لوگوں کے بھی جانتا ہوں - میرے اگر ہیں تو آپکو بہت زیادہ اطمینان ہوگا کیونکہ میرے کہنے میں زیادہ صداقت ہے - پہلے مکانات کہیں نہیں ملتے تھے لیکن آج " ٹولٹ " (To let) کی تختیاں نظر آتی ہیں - اضلاع کے تعلق سے جہاں کہیں اس قانون کی ضرورت محسوس کی جائے اسکو نافذ کیا جائیگا - چند صاحبان نے چند مقامات کا ذکر کیا ہے - میں ان مقامات کے کلکٹرس سے دریافت کیا ہوں - ایک آنریبل ممبر نے یہ اعتراض بھی کیا کہ کیا کلکٹر کی رائے سے ہماری رائے زیادہ مرجح نہیں ہے - محل موقع کے لحاظ سے مرجح ہوا کرتی ہے ہر وقت نہیں - یہاں ہم اسمبلی میں دیکھتے ہیں کہ ۹۴ ممبر ایک طرف اور پچاس ممبرس دوسری طرف ہوں تو اوس ایک ممبر کی رائے کی وجہ سے پچاس کی رائے کو کامیاب کرنا پڑتا ہے - ۹۴ ممبروں کی رائے کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے - برخلاف اسکے ایک کلکٹر کہتا ہے کہ یہاں مکانات کی قلت ہے تو ہمیں ماننا پڑیگا - وہاں کے دو تین لوگوں کی رائے کو دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی - اگر کلکٹر صحیح تحقیقات کر کے رپورٹ دے تو ہمیں اسی کی رائے کو صحیح ماننا پڑتا ہے -

دوسرے یہ کہ یوں تو ہم اسکو پورے ملک میں نافذ کرتے لیکن اخراجات کا سوال ہے - ہر کلکٹر یا ڈپٹی کلکٹر اس قانون کے تحت تصفیہ نہیں کرسکتے بلکہ انفصال کا جو عہدہ دار تجربہ رکھتے ہیں انکو وہاں رکھنا پڑیگا - اسلئے مجبوری ہے - لیکن

جہاں ضرورت ہے وہاں خود آنریبل ممبرس بتلائیں یا کلکٹر بتلائے یا وہاں کے لوگوں کی طرف سے ریپریزنٹیشنس (Representation) آئے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ جگیتال پداپلی وغیرہ سے ریپریزنٹیشنس آئے ہیں تو وہاں نافذ کیا جائیگا ۔ لیکن میں نے فی الحال کلکٹر سے رپورٹ منگوائی ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہاں اس قانون کو نافذ کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں ۔

یہ کہا گیا ہے کہ لاتور کی تو اتنی بڑی آبادی ہے پھر اسکو کیوں متروک کیا گیا ؟ تو میں پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ جب ہم یہ قانون بنا رہے تھے تو حکم رنٹ کنٹرول کے پورے مقامات کو اس میں درج کرنا چاہئے تھا لیکن کاتب کی غلطی سے یہ متروک ہوگیا تھا ۔ میں نے اسکو وجوہ وفحوا میں بھی بتلایا ہے ۔ اسلئے وہاں اسکو اب نافذ کررہے ہیں ۔ نیز یہ کہ کرایہ بھی بڑھ رہا ہے ۔ لیکن دوسرے مقامات کی حدتک میرا یہ خیال ہے کہ وہاں اسکو نافذ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ لیکن پھر بھی جہاں کہیں بعد میں ضرورت محسوس ہو وہاں دفعہ ۱ ضمن (۳) کے تحت ہم اوس مقام میں بھی نافذ کرینگے ۔ لیکن فی الحال ان ہی مقامات کو ضمیمہ میں رکھا گیا ہے جہاں پہلے رنٹ کنٹرول آرڈر نافذ تھا ورنہ کنٹرولر پر مقدمات چلائے جاسکتے ہیں اور ہرجہ کی نالش ہوسکتی ہے ۔ لہذا وہاں جو احکامات دیئے گئے تھے انکو جائز رکھنے کے لئے یہ قانون لازماً اون مقامات پر نافذ کرنے کی ضرورت ہے ۔ لیکن میں آنریبل ممبرس کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں وہ خواہش کرینگے اس قانون کو نافذ کیا جائیگا ۔ اسلئے ضمیمہ میں جو ترمیمات پیش کی گئی ہیں انکو واپس لیا جائے اور میں نے جو ترمیم پیش کی ہے اسکو بجنسہ منظور کیا جائے ۔

مسٹر اسپیکر :- تو پھر اس امنڈمنٹ کو ووٹ پر رکھا جائیگا ۔

شری جے ۔ آنند راؤ :- میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب کے وشواس دلانے کے بعد اسکو ووٹ پر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں اسکو وتھ ڈرا کرتا ہوں ۔

I beg leave of the House to withdraw my amendment.

The amendment was, by leave of the House, withdrawn.

Shri Ch. Venkatrama Rao : I beg leave of the House to withdraw my amendment.

The amendment was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Speaker : The question is :

"That Clause 3, with the schedule stand part of the Bill".

The motion was adopted.

Clause 3, with the schedule, was added to the Bill.

Mr. Speaker: The question is:

" That the Short Title, Extent Commencement and Preamble stand part of the Bill ".

The motion was adopted.

The Short Title, Extent Commencement and Preamble were added to the Bill.

Shri K. V. Ranga Reddy: Sir, I beg to move:

" That L. A. Bill No. XXXII of 1954, the Hyderabad Houses (Rent, Eviction and Lease) Control (Amendment) Bill, 1954, be read a third time and passed ".

Mr. Speaker : Motion moved:

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—मिस्टर स्पीकर सर, थर्ड रीडिंग के वक्त मुझे बोलने की जरूरत नहीं थी लेकिन ऑनरेबल मिनिस्टर साहब ने जो नया रुझान बताया अुसकी वजह से कुछ शुबहात पैदा हुअे। अुन्होंने कहा कि हैदराबाद में अुनके घर हैं और दूसरे लोगों के भी घर हैं। अुनके किराये कम हो रहे हैं और 'टु लेट' के बोर्ड बढ रहे हैं। बड़े बड़े बंगलों की हद तक अैसा तजरुबा अुनको होगा। लेकिन अुससे अगर हम अिस नतीजे पर पहुंचे कि आम तौर पर किराये कम हो रहे हैं या मकानात की दिक्कत कम हो रही है तो वह मेरे ख्याल से गलत है। हैदराबाद और सिकंदराबाद के जो मुतवस्सत और गरीब तबके के लोग हैं अुनको मकानात की तकलीफ है। सी. आय.बी. क्वार्टर्स हासिल करने के लिये सैंकडों की तादाद में दरखास्तें आफिस में पहुंची हैं। लोगों की शिकायत है कि सीरियल ऑर्डर में जो मकानात मिलने चाहिये वह नहीं मिल रहे हैं। दो तीन साल से दरखास्तें दी गअी हैं लेकिन सीरियल ऑर्डर के मुताबिक मकानात नहीं दिये जा रहे हैं। अिससे साफ जाहिर होता है कि कम आमदनीवाला जो तबका है अुसके लिये मकानात की किल्लत जैसे पहले थी वैसे ही आज भी है। मैं हुकूमत से कहूंगा कि किसी अुजलत से अैसा कदम न अुठाया जाय जिससे मुतवस्सत तबका परेशानी में पड जाय। कुछ अफसरों से मैंने सुना है कि – ऑनरेबल मिनिस्टर साहब के डिपार्टमेंट में जाने का मुझे मौका आया तो अुसवक्त अुन्होंने कहा कि क्या अैसावक्त नहीं आया है कि रेंट कंट्रोल को खतम किया जाय जब कि खास तौर पर अनाज का कंट्रोल भी हटाया गया है? मैं कहूंगा कि रेंट कन्ट्रोल को हटाना आज के हालात में मुनासिब नहीं होगा। अभी हाअुसिंग स्कीम फाअिव अियर प्लान के तहत निकली है वह किस हद तक कामियाब होगी वह आज हम नहीं जान सकते। मुतवस्सत तबके के लिये घरों का अिन्तजाम नहीं किया जा रहा है। अितना ही नहीं बल्कि अुसके लिये जितनी रकम खर्च करनी चाहिये वह भी खर्च नहीं की जाती। सेंट्रल गव्हर्नमेंट से लाखों रुपये की रकम हैदराबाद हुकूमत को मिली थी अुसको भी अिस्तेमाल नहीं किया गया। अभी कुछ दिन पहले वेलोडी साहब हैदराबाद में आये थे तो अुन्होंने कहा कि लाखों रुपये सेंटर ने हैदराबाद की हुकूमत को

दिये लेकिन अुनको अुन्होंने अिस्तेमाल नहीं किया तो हम क्या कर सकते हैं? मुतवस्सत तबके को जो तकलीफ हो रही है और आज के जो हालात हैं अुनको मद्देनजर रखते हुअे आज और आयंदा कुछ साल तक रेंट कन्ट्रोल को निकालना नामुनासिब होगा। वह निकाला नहीं जा सकता। अुन्होंने कहा कि हालात का लिहाज कर के अलग अलग मुकामात को अिस लिस्ट में अिन्क्लूड किया जायगा और अिसी आश्वासन की वजह से हमारी तरफ से अमेंडमेंट विथड्रा किये गये हैं। अुन्होंने कल जाहिर किया था कि के. व्ही. रंगा रेड्डी अैसा आदमी है कि जो कि दिल में रखता है वही बोलता है और जो बोलता है वह करता है। यह जो अुनका अैलान था अुसको मद्देनजर रखते हुअे हमने सोंचा कि जो भी अुन्होंने अिस सिलसिले में आश्वासन दिया है वह दिल से दिया है और अुसको वह जरूर करेंगे। मैं अुम्मीद करता हूं कि अिस चीज को साफ साफ ध्यान में रखते हुअे थर्ड रीडिंग के वक्त अिसकी ताअीद करने में मुझे कोअी अेतराज नहीं है।

شری کے - وی - رنگا ریڈی :— مسٹر اسپیکر سر - میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ حیدرآباد میں رنٹ کنٹرول برخاست کرنا چاھئے - رنٹ کنٹرول کو نافذ کرنے کی کیوں ضرورت ہوئی یہ بتانے کے لئے میں نے کہا تھا کہ جہاں کی آبادی زیادہ ہوتی ہے وہاں عموماً نافذ کرنا پڑتا ہے - حیدرآباد کی آبادی حیدرآباد اسٹیٹ میں سب سے زیادہ ہونے کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ مکانات خالی ہوتے ہیں اور کرایہ داروں کی ضرورت ہوتی ہے - ہمارا ارادہ یہ نہیں ہے کہ ہم رنٹ کنٹرول کو برخاست کریں - ہم اسکو اس وقت تک برخاست نہیں کرینگے جب تک کہ خود معزز ارکان اسکے برخاست کرنے کی خواہش نہ کریں - جیسا کہ ابھی کہا کہ میں جو کہتا ہوں وہی کرتا ہوں آپ دیکھیں گے کہ ویسا ہی ہوگا - میں جو کہہ رہا ہوں وہ کرونگا - آنریبل ممبر نے کہا کہ سرکاری حلقوں سے یہ بات انہیں معلوم ہوئی ہے - میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ یہ باتیں سرکاری حلقوں سے نہیں نکلی ہیں - میں پھر یقین دلاتا ہوں کہ یہاں سے رنٹ کنٹرول ابھی برخاست نہیں کیا جائیگا -

Mr. Speaker : The question is :

"That L. A. Bill No. XXXII of 1954, the Hyderabad Houses (Rent, Eviction and Lease) Control (Amendment Bill, 1954, be read a third time and passed."

The motion was adopted.

L. A. Bill No. XXXVIII of 1954, the Hyderabad General Sales Tax (Second Amendment) Bill, 1954

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

"That L. A. Bill No. XXXVIII of 1954, the Hyderabad General Sales Tax (Second Amendment) Bill, 1954, be read a first time."

Mr. Speaker: Motion moved.

श्री. वि. के. कोरटकर:—मिस्टर स्पीकर सर, में जो सेल्स टॅक्स अमेंडमेंट बिल पेश करन के लिये यहां खडा हुआ हूं, वह अजीब व गरीब हालात के तहत खडा हुआ हूं। में नहीं कह सकता कि अिस बिल को मैं बहुत अुत्साह के साथ पेश कर रहा हूं या मैं किसी बहुत बडी रिफॉर्म को, या अैसी ही चीज को ला रहा हूं। लेकिन अितना जरूर कहना चाहता हूं कि कुछ अैसे जरूरी हालात आ गये जिनके तहत अिस बिल को लाने के लिये अैक तरह से में मजबूर हो गया। जिस वक्त मैंने बजट पेश किया था अुस दिन मे असेंब्ली में और बाहर भी अैसे लोगों की तरफ से जो काश्तकारों के नुमाअिंदें हैं और जो अिस तरह की अिन्स्टीटयुशन्स में काम करते हैं, और साहूकारों में अिंटरेस्ट रखते हैं, सरचार्ज के बारे में बहुत मुखालिफ आवाज अुठाअी जा रही थी। अुसका कारण भी था। सरचार्ज हमने जब जारी किया अुस वक्त बहुत सी चीजों के भाव कंट्रोल होने पर भी मार्केट में बहुत ज्यादा थे। ये भाव जैसे जैसे बढते गये वैसे वैसे सरचार्ज में भी अिजाफा होता रहा। बहुत से चीजों पर तीन रुपये से लेकर पांच और सात रुपये तक फी पल्ला सरचार्ज लगाया जाता रहा। अुन चीजों की लिस्ट मेरे पास है। ऑनरेबल मेंबर्स भी अुसको जानते ही होंगे। और अगर जरूरत हुअी तो वह पूरी लिस्ट मैं पढकर बता सकता हूं, लेकिन मैं नहीं समझता कि अुसकी जरूरत महसूस होगी।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे:—बेहतर है कि आप पढ कर बतायें।

श्री. वि. के. कोरटकर:—आपने शायद यह समझा कि मैं लिस्ट नहीं लाया हूं। जिन पर सरचार्ज लागू था अुनकी लिस्ट अिस तरह से है। अेक बात याद रखनी चाहिये कि ये सब भाव फी पल्ला हैं।

[Statement

Commodity	Rate per palla I.G. Rs.	a.	p.
Groundnut oil	3	5	3
Castor oil	3	5	3
Linseed oil	7	3	6
Castor seed	2	14	6
Linseed	2	14	6
Cotton seed	5	2	6
Rapeseed	0	10	6
Groundnuts	2	14	6
Til seed	0	10	6
Karad	0	10	6
Tuwar	5	2	6
Urad	5	2	6
Moong	5	2	6
Masur	5	2	6
Lac	5	2	6
Kulthi	0	10	6
Kapas	3	7	0
Husk, Tur & Moong	5	2	6
Chunni Tuwar	5	2	6
Chunni Urad	1	11	6
Tamarind	0	10	6
Husk Urad	0	10	6
Chunni	0	10	6
Miscellaneous	0	10	6

ज़रुरत पडे तो मैं यह लिस्ट आपको दे सकता हूं।

मैं यह कह रहा था कि यह सरचार्ज पर पल्ला लगाया गया था। अेडवलोरम ड्यूटी (भाव के अनुसार) नहीं थी। अिसका नतीजा यह हुआ कि जैसे जैसे भाव पिछले दो साल में घटते गये पर पल्ला रहने की वजह से लोगों को तकलीफ महसूस हुअी, और अिसकी वजह से साहूकार, व्यापारी और खास कर सीमावर्ती जिलों के जो काश्तकार हैं अुनमें अेक तरह का आंदोलन शुरू हुआ कि सरचार्ज कम होना चाहिये। हमने अुस आंदोलन को न्यायसंमत समझा क्योंकि जो ड्यूटी बढते हुअे भाव के वक्त लगाअी गअी थी वह गिरते हुअे भाव के वक्त गिरना लाजमी था। लेकिन हमारे सामने अेक कान्स्टीटच्यूशनल तकलीफ यह आयी कि अगर मैं सरचार्ज कम करने के लिये कोअी प्रस्ताव रखूं तो केंद्रीय सरकार के साथ फेडरल अिटीग्रेशन (Federal Integration) के वक्त जो मुहाअिदा हुआ था कि कस्टम्स और सरचार्ज हम और चार साल तक रख सकते हैं और अिसलिये अिस साल के लिये अेक और मौका हमें मिलना चाहिये, अुसकी खिलाफवर्जी हो जाती। अिसलिये

में कोअी तरमीम भी पेश करना चाहता तो न कर सकता। लेकिन अिसको निकाल देना लाजमी था। या तो सरचार्ज वैसा का वैसा अेक साल तक रहे या अुसको पूरी तरह निकाल दिया जाय यह दो सूरतें थीं। अिसके साथ साथ कुछ चीजों पर पांच रुपये सेकडा कस्टम था।

अिस सम्बन्ध से अेक बात बताना मुनासिब समझता हूं कि हमारे यहां जो चीजें हैं वह तीन तरह की हैं। कुछ चीजें अैसी हैं जिन पर अिस वक्त हम सरचार्ज, सेल्स टॅक्स और कस्टम्स तीनों लेते हैं। कुछ चीजें अैसी हैं जिन पर सरचार्ज और कस्टम ही लेते हैं। और अिनके सिवा जो बाकी चीजें रह जाती हैं अुन पर सिर्फ कस्टम लेते हैं। अगर अुन चीजों की लिस्ट भी पढकर सुनाना आप जरूरी समझते हों तो सुनाता हूं

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—जरूरी समझते हैं।

श्री. वि. के. कोरटकर :—आप कोअी खडे नहीं हुअे तो मैंने समझा की आप जरूरी नहीं समझते हैं। खैर मैं आपको वह लिस्ट पढकर सुनाता हूं जिसपर सरचार्ज, कस्टम और सेल्स टॅक्स तीनों-तरह के टॅक्स लिये जाते हैं। रॉ कॉटन, कॉटन सीड्स, ग्राअुंडनट, तिल सीड्स, करड, कॉटन, विजिटेबल ऑअिल और बाकी २९ चीजें अैसी हैं जिसमें पहले के आठ भी शामील हैं जिस पर सिर्फ कस्टम और सरचार्ज लिया जाता है। अिसमें पल्सेस में तूवर, अुडीद, मूंग मसूर, कुलथी, चुनी, अुडद, चुनी, तूवर, तूवर हस्क, मुंग हस्क, अुडद हस्क, चुनी मुंग, सब तरह की चुनी, लोभा, बलार बटाना, मटकी, अिमली, ड्राय चीली, राअी कॅस्टर ऑअिल, लिनसीड ऑअिल, कॅस्टर सीड्स, लिन सीड्स, रेप सीड्स, लाख, अैसी कुल २९ चीजें अिस लिस्ट में आती हैं। बाकी जितनी चीजें रहती हैं अुनकी लिस्ट पढने की जरूरत नहीं है।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—सरचार्ज जो रखा गया था वह अॅडवेलोरम (Ad valorem) क्यों नहीं रखा गया? अुसे पल्ले पर क्यों रखा गया?

श्री. वि. के. कोरटकर :—सरचार्ज सिर्फ अिन चीजों पर से हटाया जाय तो अुसके लिये गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया तैयार नहीं थी।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—यह जो सरचार्ज था वह पल्ले पर रखने के पीछे क्या प्रिन्सिपल था?

श्री. वि. के. कोरटकर :—अिसके पीछे प्रिन्सिपल क्या था यह तो आज में नहीं बता सकता हूं। क्योंकि यह बहुत पहले से रखा गया है। लेकिन अितना तो मैं बता सकता हूं कि अॅडवेलोरम (Ad valorem) भावके अनुसार रखने में काफी मुश्किलात थीं। वह जमाना अैसा था जब की चीजों के भाव काफी बढ रहे थे। और कंट्रोल के भाव में और खुले बाजार के भाव में काफी तफावत थी। अुस जमाने में प्राअिसेस बढ रहे थे। शायद अिस लिये अुस वक्त की सरकार ने सोंचा होगा कि अॅडवेलोरम रखने के बजाय यदि पर पल्ला रखा जाय तो मुनासिब होगा। लेकिन अुन्हों ने किस वजह से यह रखा था अिसका पूरा जवाब तो मैं आज नहीं दे सकता हूं। क्योंकि अुस वक्त की हुकूमत भी आज नहीं रही और अुसका जवाब देने के लिये यहां कोअी नहीं रहा है।

हमने यह तसफियत किया कि हमें जल्द से जल्द कस्टम और सरचार्ज को हटाना पडेगा । और अिससे जो नुकसान होगा वह सेल्स टॅक्स लगा कर पूरा करना होगा । और अैसी हालत में सेल्स टॅक्स का बढना जरूरी हो जाता है । गव्हर्नमेंट ने तसफिया किया है कि जिन चीजों पर आजतक कस्टम्स और सरचार्ज लिया जाता है अुसे पहली अक्टूबर से पूरी तरह हटाया जाये, और कुछ चीजों पर सेल्स टॅक्स लगाकर अिस कमी को पूरा किया जाये । बहुत दिनों से जनता की यह अेक बडी मांग थी कि हमारे यहां से कस्टम्स को जितनी जल्दी हो सके हटाना चाहिये । अुस मांग को आज पूरा किया जा रहा है । और अब वक्त भी अैसा आया है कि अब कोअी कस्टम्स हमारे यहां नहीं रखे जा सकेंगे। पिछले साल गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया को विनंती की गयी थी कि अिसे और अेक साल के लिये रखा जाय और अुस विनंती पर ही अिसे अेक साल के लिये रखा गया था । अिस तरह का मुहायदा कोअी अिसी स्टेट से किया गया था अैसी बात नहीं है । जो पार्ट 'बी' स्टेटस हैं जैसे की राजस्तान, सौराष्ट्र मध्यभारत, अिनमें भी कस्टम्स और सरचार्जेस दोनो लिये जाया करते थे । अुन सभी से पांच साल के लिये यानी सन १९५५ के आखीर तक के लिये गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडियाने मुहायदा किया था कि अुस समय तक कस्टम्स और सरचार्जेस अुन स्टेटों में लिये जा सकते हैं लेकिन बाद में नहीं लिये जायेंगे । और कॉंस्टिटयूशन में भी अिस तरह की कोअी गुंजायश नहीं थी कि अेक ही देश के अलग अलग स्टेटों के बीच कस्टम रखा जाय । यह रायज नहीं रखी जा सकती । अिसके बारें में गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया से काफी गुफतगु हुअी । अुनका कहना था कि फ्री अिंडिया में दो स्टेटों में अिस तरह के बॅरियर नहीं रह सकते हैं और सबको फ्री ट्रेड का मौका मिलना चाहिये । यह बॅरियर्स जो आज मौजूद हैं अुन्हें तो निकालना ही पडेगा और दूसरे जो हिंदुस्तान के स्टेट हैं अुनके बराबर अिन स्टेटों को लाना पडेगा अैसा गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया का आग्रह था । अिसकी वजह से जो कमी हुअी अुसको पूरा करने के लिये अिस सेल्स टॅक्स को लगाने का प्रस्ताव लेकर आना पडा । चूंकि यह प्रस्ताव और अिसेन्शियल गुड्स (Essential goods) पर सेल्स टॅक्स लगाने का प्रस्ताव था अिस लिये अुसे गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया की अिजाजत लेना जरूरी था । और हमने यह प्रपोझल अुनके सामने रखा । हैदराबाद की तरफ से यह जो प्रपोझल रखा गया वैसा ही प्रपोझल दूसरे पार्ट 'बी' स्टेटों ने भी रखा है । मुझे मालूम है कि राजस्थान नें भी अिस तरह का ही प्रपोझल रखा है । हैदराबाद सरकार को सेंटर की तरफ से अिजाजत दी गयी कि अिस तरह का सेल्स टॅक्स हम रख सकते हैं । लेकिन यह कहा गया कि कस्टम्स और सरचार्ज हटा कर जितना नुकसान होनेवाला है अुसी हद्तक यह सेल्स टॅक्स बढाया जा सकता है । राजस्थान को भी अिस तरह की अिजाजत दी गयी । यह बिल यहां पर थोडे पहले लाना पडा । अिसकी वजह यह है कि हमारे यहां पर कस्टम्स के साथ साथ सरचार्ज भी हैं । यह जो डयूटीज हमारे पास थीं वह पर पल्ला थीं । लेकिन अनाज की पहले जो कीमतें थीं वह आज नहीं रहीं हैं, और अब अनाज पर से कंट्रोल भी हटाया गया है । अिस लिये यह जो सरचार्ज था अिसे भी जल्द से जल्द बदलने की जरूरत थी । अिसके अलावा और अेक चीज यह भी थी कि अिसमें कुछ मॉरल टिंज (Moral tinge) भी आ रहा था । हैदराबाद में सरचार्जेस काफी ज्यादा थे । अिस लिये स्मगलींग (Smuggling) ज्यादा होने लगा था बहुतसे बेपारी अनसोशल (Unsocial) तरीके अेखत्यार कर रहे थे । अिसकी वजह से सरकार का नुकसान भी हो रहा था । जब हमारे यहां अनाज पर कंट्रोल था अुस समय सब सीमाओं पर काफी पहरा भी रहता था । अिस लिये माल बाहर नहीं आ सकता था । कोअी छुपे माल

ले जाना बडा मुश्किल था। लेकिन जब से कंट्रोल अुठ गया है सीमा पर का पहरा भी काफी कम कर दिया गया है। और अुसका नतीजा यह हुवा कि हमारे पास सरचार्ज से जो आमदनी आती थी वह काफी कम हो गयी। कुछ तो पैदावार में भी कमी हुअी। लेकिन जिस प्रमाण में सरचार्ज की आमदनी घटी है अुस प्रमाण में पैदावार में कमी नहीं हुअी। सरचार्ज की आमदनी में ज्यादा कमी हुअी थी जिसका साफ मतलब यही था की कहीं न कहीं काफी बडे पैमाने पर स्मगलिंग हो रहा था। सन १९५२-५३ में यह आमदनी १ करोड २७ लाख की थी, सन १९५३-५४ में सिर्फ ७० लाख की रही, और सन ५४-५५ के बजेट में तो सिर्फ ६५ लाख की ही आमदनी आने का अंदाज किया गया है। जिन आंकडों पर से ही मालूम हो सकता है कि काफी बडे पैमाने पर स्मगलिंग हो रहा है। आज सीमाओं पर जिसके लिये रोकना या अुस पर पहरा रखाना बडा मुश्किल है क्योंकि अेक अेक नाके में काफी अन्तर है। अुससे पूरे बॉर्डर पर पहरा रखना बडा मुश्किल काम है। जिस शिकायत को दूर करने के लिये यह बेहतर समझा गया कि सरचार्ज को जितना जल्दी हो सके निकाला जाय ताकि ज्यादा नुकसान न हो।

अब में आपके सामने यह रखना चाहता हूं कि यह सरचार्ज और कस्टम निकाल ने से जो नुकसान होने वाला है वह करीब करीब १ करोड और ७८ लाख रुपये का होगा। मैं आपको अब हमारा जो सालाना अेस्टिमेट (Estimates) है वह बताना चाहता हूं। सन५४-५५ में सरचार्ज का जो घाटा होगा वह करीब ६५ लाख का होगा, और दूसरा जो कस्टम्स और सरचार्ज मिला कर घाटा होगा वह करीब ६० लाख का होगा।

شری انا جی راؤ گوانے :- ۶۰ لاکھ جو رکھا گیا ہے کیا اس میں سے اب تک لیا گیا ہے؟

श्री. वि. के. कोरटकर :—मैंने तो आपको पहले ही बताया कि में आपके सामने साल का पूरा हिसाब रख रहा हूं। और पूरे साल का जो अेस्टिमेटेड लॉस (Estimatedt loss) होगा वह मैने आपको बताया है। कॉटन पर सरचार्ज नहीं था। कॉटन पर कस्टम था और अुसे निकालना था जिस लिये कॉटन पर सेल्स टॅक्स बढाना जरूरी हुआ। जब कॉटन पर सेल्स टॅक्स रखने के बारे में पूछा गया तो सेंट्रल गव्हर्नमेंट ने राय दी कि कॉटन पर कस्टम्स होने के कारण जो आमदनी होती थी अुस नुकसान की हदतक ही जिस पर सेल्स टॅक्स रखना चाहिये। कस्टम्स निकालने से जो नुकसान होने का अंदाजा है वह ४० लाख रुपये का है।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—जिस पर के कस्टम और सरचार्ज को निकालना क्या अिमिजियटली (Immediately) ऑबलीगेटरी (Obligatory) था या अुसे अेक साल और रखा जा सकता था?

श्री. वि. के. कोरटकर :—तत्काल निकालना चाहिये था अैसी तो बात नहीं थी। और अेक साल रखा जा सकता था। लेकिन सरचार्ज के बारे में जब गव्हर्नमेंट के नज़र में यह आया कि यहां पर काफी स्मगलिंग (Smuggling) हो रहा है और अुसको चेक करना बडा मुश्किल है तो यह समझा गया कि जब कभी न कभी अिसे खतम ही करना है तो आज ही क्यों न खतम किया

जाय ? कस्टम्स निकालने के बारे में भी आंदोलन काफी था। अैसी हालत में पहले सरचार्ज निकाल कर कस्टम न निकाला जाता तो वह ठीक नहीं होता। अिस लिये सोंचा यह गया कि जब कभी न कभी अिसको निकालना ही है तो आज ही क्यों न निकाला जाय ?

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—क्या कॉटन पर सेल्स टॅक्स और कस्टम दोनों भी नहीं रखे जा सकते थे ?

श्री. वि. के. कोरटकर :—नहीं, अुसके लिये गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया का अिसरार था। अुनका यह कहना था कि सब जगह अेकसानियत कायम की जानी चाहिये। यह नहीं हो सकता कि जिसमें सेल्स टॅक्स ज्यादा मिलता है अुसको रखा जाय और जिसमें सेल्स टॅक्स कम मिलता है अुसे छोडा जाय। अैसा नहीं हो सकता है। सेल्स टॅक्स कायम करने के बाद हमारा जो ४० लाख का नुकसान होता था वह पूरा होता है तो फिर कॉटन पर सरचार्ज कैसे रख सकते हैं ? अुनका यह अेतराज सही था। जिसपर सेल्स टॅक्स लगाया जा रहा है अुसपर फिर कस्टम्स या सरचार्ज रखना मुनासिब न था वह अुसूल के खिलाफ था। अिस लिये अैसा रखने का हमें हक नहीं रहता। सिरियल्स पर सेल्स टॅक्स आयद करने से कस्टम्स आदि के जाने से जो नुकसान होनेवाला है अुसकी भरपाअी हो जाती है।

अेक चीज में और बताना चाहता हूं वह यह है कि १ करोड और ७८ लाख का जो नुकसान होनेवाला है अुसमें से १ करोड और ३८ लाख की भरती सिरियल्स पर सेल्स टॅक्स लगा कर की जानेवाली है। अिस लिये भारत सरकार से यह प्रार्थना की गअी कि अिन चीजों पर सेल्स टॅक्स लगाने की अिजाजत दी जाय। और अिसकी अिजाजत लेना जरूरी था, अिस लिये अिजाजत लेकर आज आपके सामने आया हूं कि आप अिस बिल को मंजूर कर लें।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—किसी पार्ट 'अे' स्टेट में भी सिरियल्स पर सेल्स टॅक्स लगाया गया है क्या ?

श्री. वि. के. कोरटकर :—तीन पार्ट अे स्टेट अैसे हैं जहां पर अिन चीजों पर भी सेल्स टॅक्स लगाया गया है। अुनमें मद्रास, आंध्र, और बिहार आते हैं। दूसरे अैसे भी स्टेट्स हैं जिनमें और दूसरे अिसेन्शियल गुड्स (Essential Goods) पर सेल्स टॅक्स लगाया गया है। मद्रास, बिहार तथा आंध्र के अलावा पार्ट बी स्टेट में राजस्थान को अिस के लिये अिजाजत दी गअी है। शायद सौराष्ट्र और मध्यभारत भी अुनकी कस्टम्स की पूर्ति करने के लिये अिसी तरह की अिजाजत मांगेंगे।

यह जो कमी होगी अुसको किस तरह पूरा किया जाय अिसके बारे में मैंने जो हिसाबात लगाये हैं वह आपके सामने रख देता हूं। अिस तरह से जो १ करोड और ७८ लाख रुपये का नुकसान होने वाला है अुस नुकसान को पूरा करने के लिये सेल्स टॅक्स लगाया जायेगा, और अुस के लिये सेंटर से अिजाजत भी मिल गयी है। सिरियल्स पर जो सेल्स टॅक्स वसूल होगा वह करीब १ करोड का होगा। हमारा यह अंदाजा है। कॉटन पर हम पहले सिंगल पॉअिंट सेल्स टॅक्स ले रहे थे। वह तीन पाअी था अुसको हम ६ पाअी कर रहे हैं। अुससे १२ लाख रुपये मिलेंगे। केरोसिन ऑअील पर ३ लाख रुपये

मिलेंगे। दूसरे जो ऑअिल्स हैं अुनपर ६ लाख ५० हजार रुपये मिलेंगे। ऑअिल केक्स पर ६ लाख ५० हजार रुपये मिलेंगे। अिस तरह से अेक करोड और ३८ लाख रुपये की आमदनी हो जाती है। अिसमें और ४० लाख की आमदनी होना जरूरी है। तब जाकर १ करोड और ७८ लाख की नुकसान भरपाओी हो सकेगी। हमारी यह पॉलीसी है कि आगे चल कर कस्टम्स डिपार्टमेंट नहीं रहेगा। और हालही में कॉंग्रेस पार्लमेंटरी पार्टी ने भी अपना अेक रेजोल्यूशन पास किया है कि कस्टम्स को जल्द से जल्द हटाया जाय। जब हम सरचार्ज निकालते हैं तो फिर बाकी सिर्फ कस्टम्स ही रहता है। मुझे कहा गया है कि मैं अिसे जल्द से जल्द खतम करूं। अुसके बारे में तो हमारे कदम चलते रहेंगे। आज हमारे कस्टम्स डिपार्टमेंट का खर्चा ३५ लाख रुपये का है। अुसमें पेनशन आदि का खर्चा जाधे के बाद अंदाजा है कि अिसमें ३० लाख रुपये की बचत हो सकेगी। और सेल्स टॅक्स के आमदनी में भी अगले साल कुछ अिजाफा होगा। वह करीब २० लाख का होगा अैसा अंदाजा किया जा रहा है। यह बीस लाख बढने से पहले के ३० लाख और यह २० लाख अिस तरह से ५० लाख की कमी पूरी होगी।

अिस तरह से १७८ लाख पूरे होते हैं। अिस तरह से अिसे पूरा करने के लिये हिसाब का अंदाजा लगाया गया है। अिस वर्ष की अंदाजा आमदनी में कस्टम्स और सरचार्ज से होनेवाली आमदनी का अंदाजा २ करोड बताया गया है। फिलहाल जो कमी हुअी है वह केवल १७८ लाख होती है। परंतु शीघ्र ही करोडगिरी पूरी तौरपर समाप्त की जानेवाली है। अैसा करने पर २२ लाख का बोझा बजेट पर और आनेवाला है। अिसको कैसा पूरा किया जाय यह अभी नहीं बताया जा सकता। अिसका प्लॅन अभी वर्क आअुट (Work out) नहीं किया गया है। यह लॉस (Loss) किस तरह पूरा किया जायेगा यह अगले बजेट में ही बताया जा सकता है। जो २२ लाख का नुकसान आयेगा अुसके बारे में अिस बिल के पास होने के बाद और सेल्स टॅक्स डिपार्टमेंट के काम को देखने के बाद ही मालूम हो सकेगा।

अभीतक जो वसूली हुअी हैं वह भी मैं आपके सामने रखना चाहता हूं। सरचार्ज ३० लाख, कस्टम्स १५ लाख, और कॉटन पर सेल्स टॅक्स ३० लाख। पूरा हिसाब अभी नहीं आया है। अंदाजा यह है कि अभी १ करोड की रकम और आनेकी है। यह रकम आने की है अिसमें कोअी बडी चीज नहीं है। आप जानते ही हैं कि रबी और खरीफ की पैंदावार अभी हुअी नहीं है। वह पैंदावार बाजार में आने के बाद ही यह रकम वसूल होती है, और अुसके बाद ही आमदनी होगी। अकसर फरवरी और मार्च में ही यह रकम ज्यादा वसूल होती है। अंदाजा है कि वह १ करोड तक चली जायेगी। अभी तो ६ महीनें और बाकी हैं, और यह बिल पास होने के बाद जो ज्यादा सेल्स टॅक्स मिलेगा वह भी अिसमें शामिल करना पडेगा। अिस लिये अंदाजा लगाया गया है कि अभी ६ महीने बाकी हैं तो साल आखीर में जो १७८ लाख का लॉस (Loss) होगा वह और अिनकम (Income) जो होगी अुससे लगभग बराबर हो जायेगा।

अिन सब बातों को सामने रखते हुअे अिन सारे प्रस्तावों का लुबेलुबाब यह है कि कस्टम्स और सरचार्ज के निकालने के बाद १ करोड ७८ लाख का नुकसान हो रहा है और नये टॅक्स आयद करने से १ करोड और ३८ लाख रुपये की प्राप्ति होगी।

जो असली प्राप्ति होती है वह करीब करीब चालीस लाख अभी भी कम होती है। अभी १३८ लाख की प्राप्ति होगी। अिस टॅक्स के पक्षमें मैं अेक चीज रख सकता हूं कि १७८ लाख के टॅक्स को

कम किया जा रहा है और १३८ लाख का नया टॅक्स आयद किया जा रहा है। अिसमें शक नहीं कि अिन टॅक्सेस का अिन्सीडन्स (Incidence) पहले के मुकाबले में अलग हो जाता है। १७८ लाख के टॅक्स का अिन्सीडन्स कुछ काश्तकारों पर, कुछ साहूकारों पर और कुछ स्टेट के बाहर के लोगों पर पडता था, लेकिन ज्यादातर अुसका बोझ बेचनेवालों पर आकर पडता है। लेकिन साथ साथ सीमावर्ती जिलों के काश्तकारों को अपने पैदावार की भाव जितना मिलना चाहिये अुतना नहीं मिलता है। अिस हाअुस के अेक मेंबर ने चूंकि वे सीमावर्ती जिले के मालूम होते हैं, बजट के जमाने में जोश में आकर कहा था कि जब तक यह सरचार्ज और कस्टम्स लिये जा रहे हैं तब तक हमें यह महसूस नहीं होता कि हम आजाद हो गये हैं। हमको आजादी मिलना न मिलना बेकार है और नहीं के बराबर है। यह सच है कि हम और आप तो काश्तकार नहीं हैं अतः अुनके कष्ट को अनुभव नहीं कर सकते जो कि अुनको ही ज्यादा मालूम हो सकते हैं। मगर सोसायटी के अेक हिस्से पर अिसका बहुत बडा बोझ था और अब जब नये अनाज पर टॅक्स लगाया जायेगा तब अुसका अिन्सीडन्स तीन प्रकार के लोगों पर ज्यादातर बढ जाता है। वह है काश्तकार, व्यापारी और आम जनता। जो १७८ लाख का टॅक्स हैदराबाद में आयद हुआ था अुसमें हैदराबाद के कन्ज्यूमर (आम जनता) पर अेक पैसा भी आयद नहीं होता था, जोकि अिस वक्त आयद होगा। लेकिन अगर कस्टम्स और सरचार्ज को हटाना है तो अिसके सिवा और कोअी चारा नजर नहीं आता। अगर यही चीज में १९५५ में करने के बारेमें सोंचता तब भी अिसके सिवा दूसरा कोअी रास्ता नहीं रहता। मैं अिसके अंदर कोअी अन्याय की चीज नहीं देखता क्योंकि टॅक्स का बोझ जहांतक हो सके सब को बांट कर अपने अपने अूपर लेना चाहिये। पुराने जमाने में यह होता था कि टॅक्सेस का बोझा सिर्फ अुसी पर रहता था जो किसी चीज को अुत्पन्न करता था। लेकिन जब से अिम्पोर्ट (आयात) और अेक्सपोर्ट (निर्यात) जेसे अिंडायरेक्ट टॅक्सेस लगाये जा रहे हैं तब से खर्च करने वालोंपर भी टॅक्स की जिम्मेदारी आ गअी है। अिस अुसूल को माना गया है अिस लिहाज से जो अनाज पर सेल्स टॅक्स लगेगा वह तीन लोंगों में बांटा जायेगा। यह टॅक्स बहुत कम है, यानी परसेंटेज के तौर पर सरचार्ज और कस्टम्सका जो टॅक्स था अुसके मुकाबले में यह बहुत कम है। अेक जगह पर तीन पाअी के करीब पडता है, और जैसा कि हमारा अुसूल व.की सब चीजों में है यह टॅक्स हमको दो जगहों पर मिलेगा। रुपये में छ: पाअी के करीब यह टॅक्स पडेगा। अिसमे शक नहीं कि जब अनाज पर टॅक्स लगाने का प्रस्ताव मैं रख रहा हूं तो मैं जानता हूं कि अिस पर समालोचना होगी। लेकिन मैंने पहले ही कह दिया था कि मैं भी बडे अुत्साह के साथ यह चीज ला रहा हूं अैसी कोअी बात नहीं है। अेक मजबूरी के तहत अिस चीज को किया जा रहा है। लेकिन अिसके साथ जिस चीज को हमें मजबूरी के साथ करना पड रहा है अुसको जरा क्रियात्मक तौर पर देखना चाहिये। और वह दृष्टी यह है कि जिस सरचार्ज और कस्टम्सका बोझ पहले काश्तकार पर पडता था अुसको हम सब लोग बांट कर अपने अूपर लेने के लिये तैयार हो रहे हैं। अिस ख्याल से कि सब अनाज के भाव काफी तादाद में घट गये हैं टॅक्स के तौर पर छ: पाअी का अिजाफा किसी तरह से त्रासदायक नहीं समझना चाहिये, क्यों कि छ: महीने पहले जो भाव थे वह आज नहीं हैं अिस वक्त अनाज के भाव गिर रहे हैं। अिस लिहाज से छ: पाअी का अिजाफा ज्यादा है अैसा महसूस नहीं होना चाहिये। अिन चंद चीजों को हाअुस के सामने रखते हुअे मैं यह आशा करता हूं कि अिस प्रस्ताव को जिसमें १७८ लाख का बोझा

कम करके १३८ लाख का नया बोझा नये तरीके से रखा गया है, कबूल करने में किसी तरह की आनाकानी नहीं होगी।

مسٹر اسپیکر :- اس بل پر امنڈمنٹس ۲۷ تاریخ کے ۱۲ بجے تک دئیے جائیں -

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Friday, the 24th September 1954.

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Wednesday, the 22nd September, 1954.

The House met at Half Past Two of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR].

QUESTIONS AND ANSWERS

(*See Part I*).

Motion for Adjournment

Mr. Speaker : Notice of an adjournment motion was given by Shri Annaji Rao Gavane. The subject-matter of the Adjournment Motion is not so important as to adjourn the business of the House. Another thing is, legal remedy is open, and I therefore, do not admit it.

(Some members of Opposition wanted to know the subject-matter of the motion).

Mr. Speaker : It is unnecessary.

* شری انا جی راؤ گوانے (پربھنی) :- مسٹر اسپیکر سر - میں نے جو اڈجورنمنٹ موشن (Adjournment motion) پیش کیا ھے اور اس کے لئے جو لیگل ریمیڈی (Legal remedy) ھونا کہا گیا ھے اس کے تعلق سے مجھے عرض کرنا ھے کہ یہ اڈجورنمنٹ موشن اس تعلق سے نہیں کہ پولیس نے سلوگن (Slogan) لگانے والوں کو مارا اس لئے اس کے خلاف کارروائی کی جائے - لیکن مجھے یہ کہنا ھے کہ جو بورڈنگ ھاؤس چلایا جارھا ھے اس کا خرچہ گورنمنٹ کی طرف سے کیا جاتا ھے - شیڈولڈ کاسٹ کے جو سپرنٹنڈنٹ رکھے گئے ھیں وہ اچھی طرح سپرنٹنڈ نہیں کررھے ھیں - وہ اسٹوڈنٹس کے ساتھ ھائی ھینڈیڈنس (Highhandedness) کررھے ھیں - اس کی کئی شکایتیں گورنمنٹ کے سامنے رکھی گئیں - گذشتہ سال ھر ضلع سے ایسی شکایتیں آئیں لیکن اس کا انتظام نہیں ھورھا ھے اور اسٹوڈنٹس کی شکایات رفع نہیں ھورھی ھیں - اس وقت تک گورنمنٹ نے اس کے لئے کوئی رولس بنائے ھیں اور نہ کوئی اسٹپ (Step) لیا ھے - شیڈولڈ کاسٹ ٹرسٹ فنڈ کی بورڈنگ کو اچھی طرح چلایا جانا چاھئیے - لیکن عام طور پر یہ دیکھا جاتا ھے کہ اس کو پیسہ کمانے کا ایک دھندہ بنالیا گیا ھے -

یہاں جو ریسنٹ آکرنس (Recent occurrence) بنایا گیا ھے اس کے تعلق سے بھی کئی شکایتیں کی گئی ھیں - وھاں اسٹوڈنٹس کو بیدوں سے مارا جاتا ھے اور

گالیاں بھی دی جاتی ھیں۔ وھاں ان کے رھنے میں بھی مشکلات پیدا کی جارھی ھیں۔ اور اون لڑکوں کو جو آفیسرس سے شکایت کئے ھیں انہیں بورڈنگ ھاؤز سے نکالدیا گیا ھے۔ آج کے جمہوری دور میں کوئی اپنی تکلیف بیان کرے تو وہ شکایت ناجائز کیسے ھوسکتی ھے؟ لیکن کچھ نہ کچھ حیلہ بناکر ان کو نکالدیا گیا ھے۔ اس میں ایسے بھی اسٹوڈنٹس ھیں جو میٹرک میں پڑھ رھے ھیں۔ ان کو دوسرے اسٹوڈنٹس سے پٹوایا گیا ھے اور ان کو پولیس میں لیجاکر جوتوں سے مارا گیا ھے۔ اس جمہوری دور میں یہ کہاں تک جائز ھوسکتا ھے سوچنے کی چیز ھے۔ اس کے لئے کیا لیگل ریمیڈی (Legal remedy) ھوسکتی ھے؟ اسٹوڈنٹس کہاں جاسکتے ھیں؟ سپرنٹنڈنٹ کے متعلق گریوینس (Grievances) ھوں تو وہ گورنمنٹ کے پاس ھی آسکتے ھیں۔ لیکن گورنمنٹ گذشتہ کئی سال سے شکایت ھونے کے باوجود کچھ نہیں سوچ رھی ھے اور آخر میں یہ چیز اس ھاؤز تک آئی ھے۔ آج یہ چیز اتنی بڑھ گئی ھے کہ دو ھزار لڑکے اپنا کالج چھوڑ کر مارچ (March) کئے ھیں اس پرو سیشن میں جتنے لڑکے تھے ان سب کو نکال دیا گیا ھے۔ تب وہ لڑکے کہاں کھائینگے اور کہاں رھینگے ۔ یہ مسئلہ اس لئے بہت اھم ھے اور اس پر ھاؤز میں ڈسکشن ھونا چاھیئے یہ موسٹ امپارٹنٹ (Most important) اور ریسنٹ آکرنس (Recent occurrence) کا ھے اور اس کے لئے کوئی لیگل ریمیڈی بھی نہیں ھے۔ اس لئے میں نے اس مسئلہ کو ھاؤز کے سامنے رکھا ھے۔

مسٹر اسپیکر:— اکسٹرا آرڈنری کیس (Extraordinary case) ھو تو ھاؤس کا کام ملتوی ھوتا ھے ۔ آپ نے جو واقعات بیان کئے ھیں ان کے لحاظ سے یہ کوئی اکسٹرا آرڈنری کیس نہیں ھے اور اس کے لئے لیگل ریمیڈی (Legal remedy) بھی موجود ھے۔

श्री. व्ही. डी. देशपांडे (अिप्पागुडा) :—मुझे अिसके बारे में यह कहना है कि अभी यहां पर जो अॅडजर्नमेंट मोशन आया है अुसके बारे में हाअुस को कॉनफिडेन्स (Confidence) में लेकर जानकारी दी जानी चाहिये। अैसे मसलों के लिये हाअुस को कॉनफिडेन्स में लिया जाय तो मुनासिब होगा।

مسٹر اسپیکر :— اس کا مطلب پورا معلوم ھوچکا ھے۔

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—मैं कहना चाहता हूं कि अिस पर डिसकशन का मौका दिया जाना चाहिये ।

شری آر۔ پی۔ دیشمکھ (گنگا کھیڑ) :—جب اڈجورنمنٹ موشن ھاؤز کے سامنے آیا ھے اور آنریبل ممبر نے واقعات ھاؤز کے سامنے رکھے ھیں تو آنریبل چیف منسٹر ھاؤز کو کانفیڈنس میں لینے کے لئے یہ کہدیں کہ گورنمنٹ کیا اقدام کررھی ھے۔ گرنمنٹ کی طرف سے کیا کیا جانے والا ھے آنریبل چیف منسٹر کہدیں تو مناسب ھوگا۔

Business of the House

شری کے ۔ راجندرا ریڈی (رامنا پیٹھ) :۔ میں نے جو پٹیشن پیش کیا ہے اس کا کیا ہوا ؟

Mr. Speaker : It is under consideration.

شری سی ایچ ۔ وینکٹ رام راؤ (کریم نگر) :۔ مسٹر اسپیکر ۔ میں نے تین دن قبل اینٹی کرپشن انکوائری کمیٹی رپورٹ کے بارے میں ایک موشن پیش کیا ہے اس لئے کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر اسپیکر :۔ آنریبل ممبر فارپاٹودہ نے پہلے اس قسم کا ایک موشن موو کیا ہے ۔

Shri V. D. Deshpande : Mr. Speaker, Sir. As far as I remember no motion was moved in the House.

Shri Ratanlal Kotecha : (Patoda) : The hon. Leader of the Opposition was not present. I had moved the Motion on 8th September. The motion stood in my name, Sir.

Shri V. D. Deshpande : I need not be present in the House. The other Members were present.

مسٹر اسپیکر :۔ شری رتن لعل کوٹیچہ کا موشن موو ہوچکا ہے ۔

Shri V. D. Deshpande : That was not a regular motion. We sent a regular motion and moved it.

Shri Ratanlal Kotecha : I had also sent a regular Motion, Sir, and you had accepted it and given some date.

Shri V. D. Deshpande : Mr. Speaker, Sir. I would like to have a record of this. I strongly feel against the procedure.

Mr. Speaker : The hon. Leader of the Opposition can see the record. Shri Ch. Venkatram Rao will have an opportunity to participate in the discussion.

Shri V. D. Deshpande : We were not informed about the other motion of Shri Kotecha. We had moved a regular motion and it was not brought before the House, and the hon. Member is not being given a chance.

Mr. Speaker : The hon. Leader of the Opposition may refer to the records.

श्री. रतनलाल कोटेचा :—अध्यक्ष महोदय, आज हमारे हाउस के सामने अँटी-करप्शन पश्न का रिपोर्ट था वह रखा गया है, अब अुस पर बहस का मौका—

Shri V. D. Deshpande : All of us were present in the House and we found that there was no motion. We want the record to be shown to us. Unless it is there we cannot agree.

Mr. Speaker: The Secretary will show it to the hon. Members.

Shri V. D. Deshpande : We were all in the House. No notice was given. Notice should be given and there is no question of my not being present.

Shri V. B. Raju (Secunderabad-General) : The hon. Member might not have been present at that time. The motion was moved and the House has accepted it. There should not be any trouble over it.

Shri Annaji Rao Gavane : I think all the Opposition members were not absent.

Shri V. B.Raju : If it is a matter of policy, we cannot accept it.

Discussion on the Report of the Anti-Corruption Enquiry Commission

श्री. रतनलाल कोटेचा :—अध्यक्ष महोदय, हमारी गव्हर्नमेंट ने अेक अॅन्टी करप्शन अेन्क्वायरी कमिटी मुकर्रर की थी और अुसका अेक रिपोर्ट जनता के लिये गव्हर्नमेंट की तरफ से शाया किया गया जो कि कमिटीनें गव्हर्नमेंट के पास भेजा था। और आज वह रिपोर्ट चर्चा करने के लिये और अपने ख्यालात का अिजहार करने के लिये हाअुस के सामने रखा गया है। और गव्हर्नमेंट की यह अिच्छा है कि अिस रिपोर्ट पर विचार किया जाये तो बाद में गव्हर्नमेंट अिस पर कुछ अॅक्शन लें। १० सप्टेंबर को अिस तरह का रेजोल्यूशन हाअुस में लाया गया था कि अिस कमिटी का रिपोर्ट हाअुस के सामने रखा जाय।

करप्शन का यह अेक अैसा मसला है जो आज सारे भारत का है। दुनिया के दूसरे लोग भी अिसके बारे में काफी सोंच रहे हैं कि यह बीमारी किस तरह से हटाअी जाय। यह कोअी सिर्फ हमारे स्टेट से ही संबंधित नहीं है। अिस तरह के मसलें पर सोंचने के लिये कअी राज्यों में कमिटीज कायम हुअी हैं, और वे लोग भी अिस पर काफी सोंच विचार कर रहे हैं। अुसी तरह हमने भी अिस बात की छानबीन के लिये अेक कमिटी कायम की जिसकी शिफारिशें आज हमारे सामने हैं और अुसपर हमें सोंचना है।

भारत ने अंग्रेजी सल्तनत से जो जद्दोजहद की अुसका मकसद सिर्फ यही नहीं था कि यहांसे हुकूमत करनेवाले अंग्रेजी अफसर हैं वे चले जायें और अुनकी जगह काले अफसर आयें। जो

अंग्रेजी डी.सी. या कलेक्टर और बडे बडे ओहदेदार थे वे चले जायें और अुनके स्थान पर हिंदी अधिकारी आ जायें अितना ही हमारे जद्दोजहद का मकसद नहीं था। हमारे जद्दोजहद का मक़सद यही था कि हमारे यहां से अिस तरह की विदेशी सल्तनत चली जाये और हमारे यहां डेमोक्रसी आवे। हम जनतंत्र लाना चाहते थे और अिसलिये हमनें अितनी जद्दोजहद की। सिर्फ अफसरों में तबदीली करना यही हमारा मकसद नहीं था। लेकिन जो ब्युरोक्रेटिक मशिनरी थी, और जो डेमॉक्रेसी के अुसूलों के बिलकुल खिलाफ थी, अुसमें भी हम सुधार करना चाहते थे। हम चाहते थे कि हमारे जो पब्लिक सर्वन्ट हैं वे जनता के ज्यादा से ज्यादा नजदीक आयें। लेकिन वैसा नहीं हुआ।

आज स्टेट की जो कल्पना हैं वह काफी बदल गअी है। आज हम वह पुराना ब्युरोक्रेटीक और सरंजामशाही स्टेट नहीं चाहते हैं जिसमें की राजा ही सबकुछ था। आज के स्टेट की कल्पना यानी अेक वेलफेयर स्टेट (Welfare State) हम बनाना चाहते हैं। जब हम वेलफेयर स्टेट चाहते हैं तो अुसमें पब्लिक सर्व्हन्ट जनता से अलग नहीं रह सकते जैसे की पहले रहा करते थे। अुसमें सबको अुन्नति का समान मौका रहता है। जब जनता और सरकार बिलकुल पास आयेंगे तभी वह वेलफेयर स्टेट हो सकता है। वेलफेयर स्टेट चलाने के लिये सरकार की जो मशीनरी है वह ज्यादा अेफिशियंट होनी चाहिये। और अुनका पुराना जो ढांचा होता है अुसे बदलने की जरूरत है। हमारे देश की भलाअी के लिये हमने जो पंचवर्षीय योजनाअें बनाअी हैं वह तभी आगे बढ सकेंगी जब जनता का अुसमें सक्रिय सहयोग रहेगा। अुसके लिये जनता और सरकार का निकट संपर्क रहना जरूरी है। तभी हमारी योजनाअें आगे बढ सकेंगी। अुसके लिये सरकारी मशीनरी ज्यादा अेफिशियंट होनी चाहिये। अुसके बारे में प्लानिंग कमिशन ने कहा है।

"Integrity in public affairs and administration is essential and there must therefore be an insistance on it in every branch of public activity.

The influence of corruption is insidious; it not only inflicts wrong which it is difficult to redress but undermines the structure of the administration."

अिसके अुपर मैं ज्यादा जोर देना चाहता हूं——

There must therefore be a continuous war against every species of corruption within the administration as well as in public life generally and the measures to root out the evil should be constantly reviewed.

अिस तरह से प्लॅनिंग कमिशन ने अपनी राय दी है। सिविल सर्व्हन्ट जो काम करते हैं अुनके लिये आखिर में मंत्रियों को ही जिम्मेदार रहना पडता है और अुसके बारे में असेंब्ली में जवाब भी देना पडता है। सिविल सर्व्हन्ट जो भी कमिशन या ओमिशन (Commission or

Omission) करते हैं अुसकी पूरी जिम्मेदारी मंत्रियों पर आती है, और अुसका जवाब अुन्हें असेंब्ली में देना पडता है। अिस लिये यह जो हमारी मशीनरी है वह डेमोक्रेसी में ज्यादा अेफिशियंट रहने की जरूरत है। और वह करप्ट तो बिलकुल नहीं होनी चाहिये। तभी वह जनता का कुछ भला कर सकती है।

यह बात सही है कि अिस हमारी सिव्हिल सर्व्हन्ट की टीम को स्वातंत्र्य के बाद काफी लिफ्ट मिला है। स्वातंत्र्य के बाद सब से ज्यादा फायदा अगर किसी का हुवा होगा तो वह सिव्हिल सर्व्हन्ट का हुवा है। अिसका कारण यह है कि अंग्रेजी अफसर अपने देश जाने के बाद अुसी तरह से पाकिस्तान निर्माण होने के बाद, हमारे सर्व्हिसमें अेक व्हॅक्यूम (Vacuum) पैदा हुआ, और अुसकी पूर्ति करना जरूरी था। हमें कअी अफसरों को फॉरिन अेंबसीज (Foreign embassies) में रखने की जरूरत हुअी। अुसी तरह से परदेश में जो कमिशन आदि भेजने पडे अुसमें भी अच्छे अफसरों की जरूरत हुअी। देश के अंदर भी अेक बडा व्हॅक्यूम (Vacuum) अिन बातों के कारण पैदा हुआ। जिसका नतीजा यह हुवा कि अिन अफसरों को अेकदम लिफ्ट मिला। और हमारें कअी अफसरों को बाहर जाने का और बहुत ही बडे बडे और अच्छे काम करने का मौका मिला। मैं यह कह सकता हूं कि हमारे जो भी अफसर बाहर गये थे अुनमें से काफी नें बहुत अच्छा काम बाहर कर दिखाया हैं और अुन्होंने हिंदुस्थान की शान बाहर की दुनिया में बढाअी है। हमारे कॉंग्रेस में कुछ लोग अैसे थे जो यह कहते थे कि जिन अफसरों नें हमारे जद्दोजहद के वक्त हमें जेलों में बंद किया या और तरह से तंग किया, अुन्हें हमारी हुकूमत आने के बाद नहीं रखेंगे। लेकिन अभी यह मानना पडेगा कि अुस समय हमारे नेताओंने काफी दूरदृष्टी से अिन अफसरों को ही रखा और आज अुन अफसरों ने भी कितना अच्छा काम कर दिखाया है। पुराने भी अफसर थे अुनमें से कअी तो हालात के लिहाज से बदल भी गये हैं। लेकिन यह बात सही हैं कि कुछ अफसर आज भी अैसे हैं जिनका चालचलन आज भी नहीं बदला, और वह अपनी पुराना ही चालचलन चला रहे हैं।

हमारे कअी ओहदेदार तो अैसे हैं जिनके बारे में हमें अभिमान करना चाहिये। सरदार पटेल ने श्री. व्ही. पी. मेनन और श्री. कृष्णा मेनन जैसे अफसरों को रखा और अुन्हों ने भारत के अंदर और बाहर भारत के लिये कितना अच्छा काम किया यह तो हम सब देखते ही हैं। और सरदार पटेल की श्री. व्ही. पी. मेनन ने भारत के अेकत्रीकरण में बहुत ही मदद की है। और अुसी तरह से सरदार पणिकर जैसे लोगों ने फॉरिन अेंबसीज में कितना काम कर दिखाया है यह तो आप जानते ही हैं। अितना ही नही लेकिन जब कि यू.अेन.ओ. के प्रतिनिधी भारत आये थे तो अुन्होंने भी कहा था कि दुनियाके चार देश अैसे हैं जिनका की अॅडमिनिस्ट्रेशन अच्छा है और अुसमें अेक भारत भी है। कुछ अफसर अैसे हैं जो बहुत अच्छा काम कर रहे हैं और हालात के लिहाज से अुन्होंने अपने खुद को काफी बदल लिया हैं लेकिन सब के बारे में यह बात सही नही है। काफी अफसर आज अैसे भी हैं जिनकी पुरानी चाल अभी बदली नही है। नीचें की सतह पर आज भी काफी रिश्वतखोरी और गंदगी मौजूद हैं।

हैदराबाद की हुकूमत जो पहले थी वह अेक फॅसिस्ट और कम्युनल हुकूमत थी । और अुनकी नौकरोंकी मशिनरीं जो थीं वह भी काफी कम्युनल थी। अुस समय की जो पुरानी नौकर-

शाही यहां पर है अु नमें से कुछ लोग तो हालात के लिहाज से बदल भी गये। लेकिन आज भी हमारे यहां कुछ लोग अैसे हैं जो की बिलकुल पुराने ढंग से ही सोंचते हैं और अुनका काम भी वैसा ही चलता है। हमें जो नोकरशाही मिली हैं अुसी को लेकर हमारा राज्य चलाना पड रहा है। यहां से भी कुछ अफसर पाकिस्तान चले गये। अुनकी खाली जगह भरने के लिये हमें भी दूसरे स्टेटों से लोग मंगाने पडे।

आज भी तालुकों में जो छोटे अफसर हैं अुनका चालचलन नहीं बदला है और वे जनता को काफी तंग करते हैं। अुनके रिश्वत लेने के ढंग अलग अलग होते हैं। नीचें के जो अधिकारी हैं या नीचे का जो काम करनेवालें मुलाजिम हैं वह २, ३, ४ से लेकर दस रुपये तक भी रिश्वत लेते हैं। हर जगह रिश्वत दिये बिना काम ही नहीं होता है। बात यह है कि हमारे हैदराबाद में जो डेमोक्रसी आअी वह काफी देरी से आअी और जो भी आयी वह लडखडाती आयी। वह मजबूत डेमोक्रेसी नहीं हैं। अिस लिये हमारी मशिनरी काफी अच्छी नहीं है। और अुसको काबू में लाने के लिये यहां पर काफी दिक्कतों का सामना करना पडा है।

अेक बात में साफ तौर पर कहना चाहता हूं कि हम भारतीयों में अक बडा दुर्गुण हैं। हम व्यक्तिगत तो बहुत अच्छे हैं लेकिन हम समाज के लिये बहुत खराब हैं। हम व्यक्तिगत ज्यादा सोंचते हैं और सामाजिक कम सोंचते हैं। अिस लिये हम देखते हैं कि हमारे समाज में करप्शन अितना बढा और यह रोग अूपर से नीचें तक सब जगह फैल गया है। अिस रोग को दूर करने के लिये हमें कुछ न कुछ सबको मिलकर करना चाहिये। यह हमारे समाज में लगा हुआ अेक बहुत ही बडा रोग है।

अिस खियाल से सरकारने अॅन्टी करप्शन कमिशन (Anti-corruption Commission) बनाया है। अुसके जो मेंबर हैं वे बहुत ही काबिल लोग हैं। अिसका पर्सोनेल (Personnel) काफी अूंचे दर्जे का और अच्छा है। अिसमें सब तरह के लोगों को लिया गया है। अिसमें आर.अेस. नाअिक हैं जो की पहले चीफ जस्टिस थे। कर्नल वाघरे जैसे भी लोग अिसमें हैं। अिसके अलावा डेप्युटी स्पीकर श्री. पंपन गौडा भी अिसमें हैं। मेरे कहने का मतलब यह है कि अिसका जो पर्सोनेल हैं वह सब तरह के लोगों की नुमाअिंदगी करनेवाला है। अिन लोगों ने जो रिपोर्ट दी हैं वह काफी छानबीन के बाद और काफी कोशिश करने के बाद दी है। अिस अिनक्वायरी कमिशन ने जो रिपोर्ट हमारे सामने रखी है अुसपर आज हमें सोंचना है।

अिस कमिशन ने अपनी रिपोर्ट में दो तरह के रेकमेंडेशन्स किये हैं। अुसमें कुछ रेकमेंडेशन लॅाग टर्म के हैं और कुछ रेकमेंडेशन्स शार्ट टर्म के हैं। यानी शार्ट टर्म और लॅांग टर्म (Short term and long term) अैसे दो तरह के रेकमेंडेशन्स अुन्हों ने रखे हैं। समाज के अंदर जो करपशन का रोग हैं अुसे दूर करने के लिये क्या तदाबीर अखत्यार करने चाहिये अिसके बारे में ही अिन रेकमेंडेशन्स में कहा गया है।

अुनके जो लॅाग टर्म सजेशन्स हैं अुनमें अेक सजेशन यह है कि विद्यार्थियों की नैतिकता पर ज्यादा जोर देना चाहिये और। विद्यार्थियों को अेथिक्स (Ethics) पढाना

चाहिये। मुझको शक है कि यह कहांतक यशस्वी हो सकेगा। आज के जो कॉलेज या स्कूलों के विद्यार्थी हैं वे शार्लाक होम्सकी नॉवल्स या चार आने माला जैसे किताबें पढते हैं और अुसी के लिये अुन्हें ज्यादा चाव है। अैसे हालत में हमारी अेथिक्स पढाने की स्कीम कहांतक कामियाब होगी अिस में मुझे बहुत शक है। बेपारी भी भगवान का या बालाजी का नाम तो हर वक्त लेते हैं लेकिन रिश्वत-खोरी में और कालेबाजार में जरा भी कमी नही करते। वह अुनका काम बराबर चलता ही जाता है। अैसी हालत में हमारे अेथिक्स पढाने का कहांतक फायदा होगा यह भी जरा सोचने की बात है। अेक जगह अेक अंग्रेजी अितिहासकारने अपनी किताब में लिखा हैं कि हिंदूस्तानी सैनिक बहुत बहादुर होते हैं लेकिन चन्द सिल्वर कॉअिन अुन्हें दिये जाय तो अिधर की बंदूक अुधर होने देर नहीं लगती। लॅांग टर्म रेकमेंडेशन्स जो दिये हैं अुसमें १२ रेकमेंडेशन्स हैं। अिस तरह अुन्होंने कुछ लॅांग टर्म के और कुछ शार्ट टर्म के रेकमेंडेशन्स दिये हैं।

लॅांग टर्म के लिये १२ और शार्ट टर्म के लिये चार पांच रेकमेंडेशन्स दिये गये हैं। करप्शन दूर करने के लिये दो मशीनरियां बताअी गअी हैं। अेक यह कि ट्रिब्युनल और दूसरी अेक्स ब्रांच। कमीशन की राय से ये दोनों मशीनरियां खतम की जायें और अुनके बजाय अेक अिंडिपेन्डेन्ट अेन-क्वायरी कमिशन (Independent Enquiry Commission) चार आदमियों का कायम किया जाय। कमिशन ने यह जो बताया है अुससे मेरे ख्याल से अिस तरहके कमीशन को अटानमस (Autonomus) स्वरूप मिलेगा। यानी यह कमिशन अिनवेस्टिगेटिंग अथारिटी हो जायगी, प्रासीक्यूटिंग अेजन्सी हो जायगी और जजमेंट देने की भी मशीनरी बन जायेगी। मैं जुरिस-प्रूडन्स (Jurisprudence) का विद्यार्थी नहीं हूं लेकिन मैं समझता हूं कि जुरिसप्रूडन्स के खिलाफ यह बात है और कान्स्टिटयूशन के खिलाफ भी है। कान्स्टिटयूशन नहीं चाहती कि ये तीनों काम अेक ही अेजन्सी के मार्फत हों। अिस कमिशन का जो स्ट्रक्चर बताया गया है अुसके लिये अिस रिपोर्ट में कोअी रूल्स नहीं बनाये गये हैं, सिर्फ यहां अेक अूपरी ढांचा बताया गया है। यानी अिससे कमिशन का ढांचा अेक सुपरस्ट्रक्चर बन कर रहेगा। और वह अिफेक्टिवली काम करेगा अैसा मैं नहीं समझता। अुसको अेक पब्लिक सर्विस कमिशन की हैसियत दिलाना मेरे ख्याल से कान्स्टिटयूशन के लिहाज से बहुत मुश्किल होगा। अिस तरह से करप्शन को दूर करने के लिये जो मशीनरी अुन्होंने बताअी है वह अिफेक्टिव नहीं होगी यह मेरी राय है। मैं मानता हूं कि वे लर्नेड आदमी थे जिन्होंने रिपोर्ट पेश की। लेकिन मैं सोचनेवाला अेक मामूली आदमी हूं। मेरी राय में यह मशीनरी अुपयोगी सिद्ध नहीं होगी। अिसके बजाय आज जो ट्रिब्यूनल है अुसमें सिर्फ अेक ही जज है और अुसके जिम्मे बहुत से काम दिये गये हैं। अुनके जिम्मे अिंडस्ट्रियल ट्रिब्यूनल का भी काम है। साथ ही साथ अुनको सर्विसेस की अेन्क्वायरी भी करनी पडती है। अिसलिये मैं समझता हूं कि अेक अफसर के बजाय अिसी ट्रिब्यूनल में दो अफसर रखे जायें और आज जो अेक्स ब्रांच का डिपार्टमेंट है वह सेंट्रलाअिज्ड हुआ है। अुसमें अफसर बहुत कम हैं और डिस्ट्रिक्टस में अुसके ब्रांचेस भी नहीं हैं। अेक्सब्रांच का जो डिपार्टमेंट है अुसके बजाय अेंटी करप्शन डिपार्टमेंट को बनायें और अुसमें काफी अफसर बढाये जायें और अुसकी तरफ से यह काम होना चाहिये। अिनवेस्टिगेशन का काम अुन्हीं की तरफ से होना चाहिये यह मेरा सजेशन है।

कमिशन ने यह राय दी थी कि हमारे गवर्नमेंट सर्व्हंटस के पास जो अिम्मूव्हेबल प्रॉपर्टी (Immovable property) है अुसके अिंटरीज (Entries) अुनको हर साल देना

चाहियें। आज वे दे रहे हैं। लेकिन मूव्हेबल प्रापर्टी (Movable property) के अेंटरीज देते हैं या नहीं यह मुझे मालूम नहीं। अुनके जो रिलेटिव्ज हैं जो कअी व्यवसायों में हैं और जिनके नाम हमारे अफसर कभी कभी पैसा जमा करते हैं। अिसलिये अुनके भी स्टेटमेंटस लिये जाने चाहिये कि अुनके पास पैसा कैसे आया, कहां से आया और अुसकी तफतीश की जानी चाहिये। साथ साथ हमारे अफसर जो अिन्व्हेंटरीज देते हैं वे सिर्फ कागज पर ही न रहें बल्कि अुनके बारे में अिफेक्टिव स्टेप्स लिये जाने चाहिये। अिस तरह का जो सजेशन कमीशनने दिया वह बहुत अच्छा है। साथ साथ में यह भी कहना चाहता हूं कि किसी अफसर के खिलाफ अखबारों में रिश्वतखोरी के बारे में अगर अिल्जाम लगाया जाय तो गवर्नमेंट को अुस अफसर से कहना चाहिये कि आप कोर्ट में जाकर अपना नाम साफ करा लें और गवर्नमेंट अुसका खर्च बर्दाश्त करे। अगर वह अफसर कोर्ट में जाकर केस जीतता है तो अुसका खर्च गवर्नमेंट को बर्दाश्त करना चाहिये, अगर वह हार जाय तो डैमेजेस के तौर पर अुस अफसर से वह पैसा वापस लेना चाहिये। अिससे करप्शन की कुछ रोकथाम होगी। साथ साथ हेड्ज आफ डिपार्टमेंटस को भी बहुत व्हिजिलंट (Vigilant) रहना चाहिये कि हमारी पालिसी के अेक्जीक्यूशन के कारण करप्शन का कहां मौका निर्माण होता है। दूसरी अेक बात यह मालूम होती है कि क्या डिले (Delay) की वजह से करप्शन का मौका पैदा होता है? आज हम देखते हैं कि मामूली से मामूली काम करने के लिये साल, दो साल या तीन साल भी लगते हैं। अिसकी वजह से हमारे काश्तकार और जनता त्रस्त हो गअी हैं। मामूली काम भी करवाने के लिये अुनको मजबूरी से रुपया देना पडता है, अिस तरह डिले (Delay) क्यों हो रहा है ? क्या अिसकी वजह यह है कि कुछ थोडे से अफसरों के हाथ में कान्सेन्ट्रेशन आफ पावर हो जाता है या काम करनेवालों की अिनअेफिशिअन्सी है या स्टाफ कम है अिसके बारें में डिपार्टमेंटको संजीदगी से सोचना चाहिये और अिस सिलसिले में अुनकी जो रिपोर्ट है अुस पर अमल करना पडेगा। हम देखते हैं कि जो लोग आनेस्ट हैं, जो सर्विसेस में रह कर गुड वर्क (Good work) बताते हैं अुनको रिवार्ड नहीं दिया जाता लेकिन जो लोग लुच्चे लफंगे हैं, काम करने में पीछे पीछे रहते हैं लेकिन बडे अफसरों के हमेशा आगे आगे करते हैं, जो डिस आनेस्ट होते हैं अुन्हीं को ज्यादातर तरक्की दी जाती है यह सर्वसाधारण अनुभव है । अिससे जो लोग आनेस्ट होते हैं वे निराश हो जाते हैं.। साधारण तया डिसआनेस्ट् आदमी आगे बढता है और आनेस्ट आदमी पीछे रहता है। अैसा न हो अिसलिये भी हमें सोचना चाहिये।

आखिर में हमारी सर्विसेस से भी कुछ कहना चाहता हूं। अुनको याद रखना चाहिये कि अुनका भाग्य हमारी डेमाक्रसी के साथ है। डेमाक्रसी भारत में सक्सेसफुल हुअी तो सर्विसेस चलने वाली हैं। अगर वह सक्सेसफुल नहीं हुअी तो भारतवर्ष का भविष्य अुज्ज्वल नहीं है। यहां अनारकी आनेवाली है और अगर अनारकी आ जाय तो जैसे फरेंच रेवोल्यूशन के वक्त सडक पर पकड पकड कर अफसरों को शूट किया गया अुसी तरह से यहां भी होगा। भारत सरकार की डेमॉक्रसी को मजबूत करने की पालिसी है और पंडित जवाहरलाल नेहरू की जो पालिसी है अुसको सक्सेसफुल करने में अगर सर्विसेस कोआपरेशन न दें तो मुझे खतरा मालूम होता है कि यहां पर अनारकी आयेगी जनता ला अेंड आर्डर हाथ में लेगी और जिन अफसरों नें करप्शन किया अुनको चुन चुन कर गोलियाँ मारेगी। चायना में अभी जो क्रांति हुअी वहां भी हमने यही देखा। वहां भी अफसरों को अिस तरह मारा गया है। हम चाहते हैं कि हमारे यहां अुस तरह का खून के साथ रेवोल्यूशन न आये। यहां

सत्य और अहिंसा के रास्ते से रेवोल्यूशन हो और डेमाक्रसी मजबूत हो और यहां सेक्यूलर गवर्नमेंट कायम रहे। अिस दृष्टि से सर्विसेस पर बहुत भारी जिम्मेदारी है। आज कअी डिपार्टमेंटस के हेडज अपने चपरासियों को अपने घर के कामों के लिये नाजायज तरीके से अिस्तेमाल करते हैं। डिपार्टमेंट की गाडियों का अपने खुद के काम के लिये अुपयोग करते हैं। अैसे हेडज आफ डिपार्टमेंटस अपने हाथ के नीचे काम करनेवालों के सामने कौन सा आदर्श रखते हैं और अुनमें से करप्शन कैसे दूर करवा सकते हैं ? अिसलिये अेक बहुत बडी जिम्मेदारी हेडज आफ डिपार्टमेंटस पर भी आयद होती है। साथ साथ हमारे समाज के नेताओं पर भी बहुत बडी जिम्मेदारी है। अगर भारतीय जनता को आगे बढना है तो जनता के नेता और सर्विसेस दोनों को अपनी अपनी जिम्मेदारियों को निभाना पडेगा। जैसे नदी के दो तट होते हैं अुस तरह से जनता रूपी नदी के नेता और सर्विसेस ये दो तट हैं। अगर जनता के नेताओं के अंदर पब्लिक लाअिफ में करप्शन न आवे तो भारतीय जनता का भविष्य अुज्ज्वल है। हमें निराश होने की जरूरत नहीं है। साथ साथ मैं कैबिनेट से भी अपील करूंगा कि वह अैलान कर दे और समय समय पर अैलान करते रहे कि हम करप्शन के खिलाफ हैं, करप्शन को हमें रूट आौट (Root out) करना है। हम देखते हैं कि बंबअी स्टेट में मुरारजी भाअी देसाअी अैसे मामलोंमे बहुत सख्ती बरतते हैं। वैसे ही हमारे यहां के कैबिनेट के मिनिस्टरों को स्ट्रांग हैंड से अिस करप्शन का मुकाबला करना चाहिये। अगर हमारे नेता, सर्विसेस और हमारा मंत्रि मंडल अिस दृष्टि से चलें तो हमें निराश होने का कारण नहीं है और हमारे जीवन में जो करप्शन आया है वह जल्द ही खतम हो जायगा अितना ही मुझे कहना है।

شری سی ایچ - وینکٹ رام راؤ:— مسٹر اسپیکر سر- قبل اسکے کہ میں اس رپورٹ کے بارے میں کچھ کہوں اسکی ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ اس رپورٹ کی ضرورت کیوں ہوئی اسکے متعلق کچھ کہوں- جب جنرل الکشن ہوئے اور اسمبلی قائم ہوئی اور اسکے ایک دو اجلاس ہوئے اور یہاں کرپشن کے تعلق سے متعدد سوالات کئے گئے تو حکومت اسکے جواب میں کہتی رہی کہ کرپشن نہیں ہے ایکن بالآخر حکومت کو یہ تسلیم کرنا پڑا اور اسکے نتیجہ میں یہ انٹی کرپشن انکوائری کمیشن (Anti-corruption Enquiry Commission) بٹھایا گیا- جس کی رپورٹ آج ایوان کے سامنے پیش ہے- میں زیادہ تفصیل میں نہ جاتے ہوئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انٹی کرپشن کمیشن نے جو پروسیجر (Procedure) اختیار کیا ہے اوسکی وجہ سے جتنی کارکردگی ہونی چاہئے تھی نہیں ہوئی انہوں نے حیدرآباد کے ایم- پیز (M. P's.) ایم- ایل- ایز (M.L.A's.) اور منوسپل کونسلرس (Municipal Councillors) سے تعلقات پیدا کئے اور کوئسچنیرس (Questionnaires) مرتب کرکے اوسکے جوابات حاصل کرتے ہوئے ایک رائے قائم کئے ہیں- حقیقت میں کرپشن کن کن جگہوں پر ہے اوسکو معلوم کرنے کیلئے انہیں دیہات کے کسانوں تک بھی پہنچنا چاہئے تھا- فیکٹریز کے مزدوروں اور کامن مین (Common men) تک بھی انہیں جانا چاہئے تھا- میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے دوسرے جو ذرائع

اختیار کئے ھیں وہ اختیار نہ کرنے چاھئے تھے۔ بلکہ ان ذرائع کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی اختیار کرنا چاھئے تھا۔ لیکن معلوم نہیں کہ وہ حیدرآباد سے آگے بڑھنا کیوں پسند نہیں کئے ؟ رورل پلیسس (Rural places) تک بھی انہیں جانا چاھئے تھا۔ یہی نہیں بلکہ حیدرآباد سے باھر چائینا (China) میں جو سکسس فل میژرس (Successful measures) اختیار کئے گئے ھیں اوس پروسیجر (Procedure) کو یہاں بھی اسٹڈی (Study) کرکے اون میژرس (Measures) کو یہاں بھی اپلائی (Apply) کرتے تو اس سے کسی قدر زیادہ فائدہ ہوسکتا تھا۔ اسلئے میں کہونگا کہ جو پروسیجر اختیار کیا گیا ھے بہرحال وہ ناکافی ھے۔ میں یہ کہونگا کہ کمیشن نے اسکو تسلیم کرلیا ھے کہ کرپشن موجود ھے۔ ونکے الفاظ اس سلسلہ میں یہ ھیں۔

"These evils have now become more wide in extent, more open in form, and have steadily pervaded almost all sections of our society".

اس سے ایوان کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ سماج میں کرپشن کس طرح پھیل گیا ھے۔ موجودہ سماج میں کرپشن جس طرح پھیل گیا اوسکے متعلق کمیشن نے جوکچھ کہا ھے میں سمجھتا ھوں کہ وہ بہتر ھے۔

حد یہاں تک پہنچ گئی ھے کہ کرپشن کے متعلق اس طرح کہا گیا ھے کہ وہ تو لینے والے کا معمول ھے۔ جو انکا حق ھے وغیرہ وغیرہ میں کم از کم کمیشن کو اس سلسلہ میں مبارکباد دیتا ھوں کہ انہوں نے اسکو تسلیم کرلیا ھے کہ رشوت ستانی کی حد ھوگئی ھے۔ قبل اسکے کہ میں دیگر ڈیٹیلس (Details) میں جاؤں کیسس میں جو ڈیلے (Delay) ھوتا ھے اوسکے متعلق کمیشن نے جو کچھ کہا ھے اوسکو کوٹ (Quote) کرونگا وہ کہتے ھیں کہ

"Delay in disposal of cases itself encourages corruption."

یعنی جب کبھی کسی پر کیس (Case) پٹ اپ (Put up) کیا جاتا ھے تو اوس میں ڈیلے جان بوجھ کر کیا جاتا ھے۔ اور یہ چیز خود کرپشن کو انکریج (Encourage) کرتی ھے۔ کمیشن نے کلیرلی (Clearly) اس کو جو پیش کیا ھے میں اوس کو اپریشیئیٹ (Appreciate) کرتا ھوں۔ میں سمجھتا ھوں کہ یہ سب سے بڑی ایول (Evil) ھے جو بڑھ رھا ھے۔ جب کوئی شخص کسی کیس کو وقت پر ختم نہیں کرتا اور اس میں ڈیلے کرتا ھے تو دوسرے آدمی ، تیسرے آدمی اور چوتھے آدمی کو بھی اس میں ڈیلے کرنے کی

جرأت ہوتی ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے ۔ مثلاً گزشتہ سال تلف مال کے سلسلہ میں کریم نگر میں (٦٤) ہزار کا مس اپروپریشن (Misappropriation) ہوا کانگریس کی جانب سے اس کے متعلق ریپریزنٹیشن کیا گیا اور خود میں نے بھی تین سوالات اس سلسلہ میں کئے ۔ لیکن اب تک انکوائری (Enquiry) ہورہی ہے ۔ ایک سال گزر جاتا ہے لیکن انکوائری ہورہی ہے ۔ انکوائری کے ٹریس (Trace) بھی نہیں مل سکے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسرے شخص تلف مال میں مس اپروپریشن کرتا ہے ۔ تیسرا کرتا ہے چوتھا کرتا ہے ۔ کیسس میں جو ڈیلے ہوتا ہے وہ خود کرپشن کے بڑھانے میں مدد دیتا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ اس سلسلہ میں کوئی مدت رکھدینے سے مسئلہ حل نہیں ہوسکتا لیکن ڈیلے کو دور کرنے کے لئے ایسے میژرس (Measures) اختیار کئے جانا چاھئیں کہ کیسس جلد ڈسپوز (Dispose) ہوسکیں ۔

Frequent tours by Ministers and Deputy Ministers.

کمیشن نے اس پر بھی نکتہ چینی کی ہے ۔ ٹورس کے سلسلہ میں جو سربراہی کی جاتی ہے اوس کی وجہ سے بھی کرپشن پیدا ہوتا ہے ۔ ادھر اور اودھر کے سب ھی آنریبل ممبرس جانتے ہیں کہ دس دس پندرہ پندرہ منٹ کے لئے دورہ ہوتا ہے لیکن انتظامات دس پندرہ دن پہلے سے ھی کئے جاتے ہیں ۔ اسی سلسلہ میں کئی روپیے خرچ کئے جاتے ہیں وہ بھی دوسری جگہ سے آتے ہیں ۔ میرا منشاء یہ نہیں کہ دورہ نہیں کرنا چاھئیے ۔ لیکن جب دورہ کیا جاتا ہے اوس کا مقصد بھی حاصل ہونا چاھیئے ۔ اگر اچانک دورہ کیا جائے تو فوائد کافی حاصل ہوسکتے ہیں ۔ لیکن پہلے سے ھی پروگرام بھیجکر دورہ کرنے سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا ۔ تو اس پر بھی حکومت کو سوچنا چاھئیے اور کم از کم غیرضروری دورے بند کرنے چاھئیں ۔ یہ بھی ایک اچھی چیز ہے کہ وہاں جو خرچہ ہوتا ہے وہ منسٹر خود برداشت کریں وہاں ڈپارٹمنٹ کو کسی کا انتظام کرنے کا موقع نہ دیں ۔ ڈپارٹمنٹ کے رولس کے سلسلہ میں کمیشن نے یہ بتلایا ہے کہ اس میں '' افس '' (Ifs) '' بٹس '' (Buts) '' اگر '' ۔ '' مگر '' اور '' چنانچہ '' وغیرہ جیسے الفاظ بھرے رہتے ہیں یہ بھی کرپشن کا موقع پیدا کرتے ہیں کرپشن کرنے ہیں رولس میں ان الفاظ کے رہنے سے بچ جاتے ہیں ۔ اس لئے اس سلسلہ میں کمیشن نے جو کچھ کہا ہے وہ موزوں ہے ۔ کئی رولس ختم کئے جاسکتے ہیں اور کئی رولس کو ری اناکٹ (Re-enact) کیا جاسکتا ہے ۔ نظام کے زمانے میں جو رولس بنائے گئے تھے اور جو اب بنائے گئے ہیں دونوں میں فرق نہیں ہے ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جب کوئی کیس گورنمنٹ سرونٹ کے خلاف پٹ اپ (Put up) کیا جاتا ہے تو آنریبل منسٹر یا حکومت جو بھی مناسب سمجھتے ہیں بچانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ یا تو اوس کو ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ (Head of the Department) بچا لیتا ہے یا پھر منسٹر بچالیتے ہیں ۔ ایک سے زیادہ کیسس کے ضمن میں یہ بتایا جاسکتا ہے ۔ خود کمیشن نے اس سلسلہ میں کہا ہے کہ کس طرح حکومت یا ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ کی طرف سے ڈسکریمینیشن

(Discrimination) برتا جاتا ہے - ڈپٹی کلکٹر کو معطل کرنے کی بجائے تحصیلدار کو معطل کیا جاتا ہے - کلکٹر کو معطل کرنے کی بجائے ڈپٹی کلکٹر کو معطل کیا جاتا ہے - اس کی وجہ سے بھی کرپشن کو انکریجمنٹ (Encouragement) ملتا ہے - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس طرف زیادہ غور کرنے کی ضرورت ہے - مثال کے طور پر میں بتاسکتا ہوں کہ گزشتہ مرتبہ جب ملکوٹے صاحب نئے طور پر پی - ڈبلیو - ڈی کے منسٹر ہوئے تھے اوسی وقت میں نے کریم نگر سے متعلق ایک کیس اون کے سامنے رکھا تھا کہ ایک انجینیر ایک کام کے سلسلہ میں دو مرتبہ (۲۲۵۰) روپیہ کے چک جاری کئے - انہوں نے کہا تھا کہ -

"I have taken it seriously, I am going to enquire".

وغیرہ وغیرہ - چھ سات مہینے ہوگئے مگر اب بھی انکوائری جاری ہے - پھر آخر میں ایک کلرک کو ڈیگریڈ (Degrade) کیا گیا - انجینیر جو ذمہ دار تھا اوسکو تو بحال رکھا گیا لیکن سزا دیگئی کلرک کو - ایک آنریبل ممبر نے اس سلسلہ میں ایک ڈیٹیل رپورٹ پیش کی جس میں کئی جگہ یہ ثابت کیا گیا کہ کسطرح ڈسکریمینیشن برتا جارہا ہے - مثلا جیل کی مثال لیجئے - ایک سندھی ڈپٹی جیلر کی پوسٹ پر اپائنٹ ہوتا ہے - چند دنوں کے اندر جیلر اور پھر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ بن جاتا ہے - یہاں کا کوئی آدمی ہوتا ہے وہ اوپر جانے کی بجائے نیچے آتا لیکن سندھی چھ مہینے میں ہی تین زینے طے کرتا ہے - اس سلسلہ میں جی - اے - ڈی - اور پبلک سرویس کمیشن مخالفت کرتا ہے لیکن اسکے باوجود وہ بچے رہتے ہیں یہ کیا قصہ ہے - کیوں ڈسکریمینیشن برتا جاتا ہے - میں نے جو مثالیں بتائی ہیں اون سے معلوم ہوا کہ کافی کرپشن بڑھ رہا ہے - اس لئے حکومت کو چاہئے کہ فوراً اس طرف توجہ کرے کمیشن نے اس سلسلہ میں لانگ ٹرم (Long-term) اور شارٹ ٹرم میژرس (Short-term measures) ۱۲ اور ۶ جو بتائے ہیں اون میژرس کی میجارٹی کو قبول کرنے میں مجھے کوئی عذر نہیں ہے - مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے جو پروسیجر اڈاپٹ (Adopt) کیا گیا ہے وہ ناکافی ہے جسکی وجہ سے وہ دیگر اقدامات کا ذکر نہیں کرسکے اور میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ۱۲ اور ۶ میژرس بتائے گئے ہیں اگر وہ اختیار کرلئے جائیں تو کیا ہمارے سماج میں سے کرپشن نکل سکتا ہے - میں تو نہیں سمجھتا کہ کرپشن ہمیشہ کے لئے چلا جائیگا - یہ اوسی وقت دور ہوسکتا ہے جبکہ موجودہ فیوڈل اور سرمایہ دارانہ ڈھانچہ کو تبدیل کیا جائے - یہ میں مانتا ہوں کہ ان اقدامات سے کچھ فائدہ ضرور ہوگا لیکن جب تک پرسنل انٹرسٹس اور مفادات حاصلہ ہمارے سماج کے ڈھانچہ میں رہینگے اوس وقت تک یہ کرپشن جاری رہیگا -

[*Shri B. D. Deshmukh (Chairman) in the Chair*]

میں ایک مثال دیتا ہوں - الکشن ہوا اور پاپولر منسٹری آئی - اوس وقت یہ جھڑپ ہوئی کہ کس گروپ کے منسٹر ہوں - پہلے تو (۱۳) آدمیوں کی کیبینٹ بنائی گئی - لیکن جب

یہاں کے آنریبل ممبرس کا دباؤ ـ سنٹرل گورنمنٹ کا دباؤ ہوا یا اور کوئی وجہ ہوئی کہ اونکو جھکنا پڑا ـ اپنے پرسنل انٹرسٹ کو کم کر کے ـ نویٹزم (Nepotism) کو کم کر کے اوس کو (۱۰) تک گھٹایا گیا ـ لیکن پھر جب پرسنل یا گروپ انٹرسٹ بڑھنے لگا تو پھر (۱۶) منسٹریاں قائم کی گئیں ـ اوپر سے نیچے تک اور نیچے سے اوپر تک فیوڈل سسٹم موجود ہے ـ مفادات کے درمیان ایک ٹگ آف وار (Tug of war) چل رہا تھا ـ چیف منسٹر اپنا انٹرسٹ چاہتے ہیں ـ دوسرا گروپ اپنا انٹرسٹ چاہتا ہے ـ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر میں (۱۶) منسٹریاں قائم ہوجاتی ہیں ـ ہر ڈپارٹمنٹ میں بھی یہی حال ہے ـ جب منسٹری میں یہ حال ہے تو ہر ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ بھی یہی کوشش کرتا ہے کہ اپنے اپنے آدمیوں کو لے ـ چنانچہ (I. G. P. Jail) بھونانی صاحب نے ایک پروپوزل پیش کیا تھا کہ ۱۲ سپرنٹنڈنٹ کی پوسٹس قائم کی جائیں ـ تا کہ سندھیوں کو اوس میں بھرا جاسکے ـ اس لئے ڈپارٹمنٹس میں بھی اپنے اپنے لوگوں کو بھرنے کی خاطر نئی نئی اسکیمیں پیش کی جاتی ہیں ـ کیبینٹ سے لیکر پٹیل پٹواری تک اور چھوٹے چھوٹے کارکس تک ہر شخص اپنا اپنا انٹرسٹ پیش نظر رکھتا ہے ـ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ موجودہ سماج کا ڈھانچہ جب تک نہیں بدلیگا کرپشن پوری طرح جانے والا نہیں ـ لیکن اس کے باوجود بھی کمیشن نے میژرس بتائے ہیں اگر اوس کو مان لیا جائے تو کافی فائدہ ہوگا ـ کرپشن کمیٹی کی جانب سے یہ میژرس بتائے گئے ہیں ـ

Propaganda, Ethics, Teaching, Burrakatha, Songs.

وغیرہ وغیرہ ـ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے جو میژرس بتائے گئے ہیں میں اون کے خلاف نہیں ہوں لیکن یہ کہونگا کہ جو میژرس بتائے گئے ہیں وہ بھی ناکافی ہیں ـ مثلاً ایتھکس کے ذریعہ کیا ہوسکتا ہے ؟ نظام کے زمانہ میں بھی اخلاقیات اور دینیات وغیرہ کے سبق دئے جاتے تھے لیکن اوس کا نتیجہ کیا ہے ـ آج جو مرچنٹس ہیں ـ جو اسٹوڈنٹس ہیں ـ جو ڈاکٹرس ہیں ـ جو وکیل ہیں وہ سب اوسی کی پیداوار ہیں ـ اور ہم بھی ہیں ـ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایتھکس پر ہی پورے معاملہ کا دارومدار رکھا نہیں جاسکتا ـ مورلس (Morals) بھی کئی قسم کے ہوسکتے ہیں ـ آپ کے کانگریس کا مورل الگ ہے ـ انڈیویجول مورل الگ ہے ـ گاندھین مورل الگ ہے ـ پولیٹیکل مورل الگ ہے ـ یہ سب الگ الگ مورلس ہیں ـ کونسے مورل کے بیسس دینا چاہئے ـ آپ کا پولیٹیکل مورل یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی الکشن ہوتا ہے تو مخالف کو جوتا مارکر الکشن جیتا جاتا ہے ـ میں مورلس اور اوس کے سبق دینے کے خلاف نہیں ہوں لیکن یہ الگ الگ مورل ہوسکتا ہے ـ اس لئے میں کہونگا کہ مورل سے کسی حد تک فائدہ ہوسکتا ہے ـ

دوسرے مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ اکزیکیٹیو پالیسی بنانا اور اڈمنسٹریشن رن (Administration run) کرنا یہ دو چیزیں الگ الگ ہیں ـ یہ کہا جاتا ہے ـ اس سے میں ڈفر (Differ) کرتا ہوں اور مجھے یہ آلٹرنیٹیو پروپوزل (Alternative proposal)

دینا ہے کہ سرویسس کو کمپلیٹلی (Completely) ری آرگنائز (Reorganise) کرنا چاہئے - جو بیوروکراسی (Bureaucracy) ہے اس کو نکالنا چاہئے - پولیس ایکشن حیدرآباد میں ہوا لیکن جس طرح کہ اودھر کے ایک ممبر فرما رہے تھے بعض دماغوں میں ابھی پولیس ایکشن نہیں ہوا ہے تو اس کے لئے ری آرگنائزیشن کرنا چاہئے - اور ٹائم ٹو ٹائم کیبینٹ کی طرف سے سکریٹریٹ چک اپ کرنا چاہئے - میں سمجھتا ہوں اب بھی جو پالیسی ہوتی ہے وہ اکزیکیٹیو ھی رن کرتی ہے - کیبینٹ نام کو ہے زیادہ وقت نہیں ہے ورنہ میں تفصیل سے اس پوائنٹ پر ڈسکس کرتا - میں دوسرے سجسشنس کی طرف بھی حکومت کی توجہ مبذول کراتے ہوئے ان کو قبول کرنے کے لئے کہونگا - لیکن اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے ایک اور چیز میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کمیشن کی طرف سے جو بھی سجیشن دئے گئے ہیں وہ پھر بھی بہترھیں - ابھی ایک آنریبل ممبر فرما رہے تھے کہ اگر کسی کو موجودہ کمیشن کے بتائے ہوئے کمیٹی یا کمیشن کے کہنے کے مطابق کسی شخص کو کورٹ کے تفویض کیا گیا اور کورٹ چھوڑ دے اور موجودہ حکومت کے خلاف دعوی کر بیٹھے کہ مجھے پورے معاوضہ کے ساتھ بحال کیا جائے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ یہ صحیح ہوسکتا ہے - جب موجودہ قوانین ناکافی ہیں تو انہیں ری انیکٹ (Re-enact) کرنا چاہئےاور ہم ایسا قانون بناسکتے ہیں جن کے ہونے کے بعد پھر ملزم بحال نہیں ہوسکتے - میں چاہتا ہوں کہ کمیشن اتنا پاور فل ہو جتنا کہ سپریم کورٹ ہوتا ہے - پبلک سرویس کمیشن کے رکمنڈیشن کی طرح ان کے احکامات یا سفارشات رد نہ کیا جانا چاہئے - ایک آنریبل منسٹر جس طرح کہہ رہے تھے کہ ایک الگ ڈپارٹمنٹ اس کے لئے قائم کیا جائیگا اور جو ڈائرکٹ منسٹر صاحب کے تحت رہیگا - میں آنریبل منسٹر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ نظام کے زمانے میں جو اکزیکیٹیو کونسل تھی اس کے تحت بھی ایک اینٹی کرپشن ڈپارٹمنٹ دو سال تک قائم رہا لیکن اوس سے کیا فائدہ ہوا - کیا آپ اوس ہسٹری کو دھرانا چاہتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ کمیشن بنانے کا سجیشن اچھا ہے لیکن پبلک سرویس کمیشن کے جیسے پاورس ہیں ویسے پاورس اس کے لئے کافی نہیں ہونگے بلکہ اوس کو پورے پورے پاورس ہونا چاہئے جیسے سپریم کورٹ کے ہیں -

دوسرے یہ کہ اس کمیشن کو ڈسٹرکٹ کے مسائل پر رائے دینے کے لئے ہر ڈسٹرکٹ میں ایک اڈوائزری کمیٹی بنائی جائے - مجھے اس کے لئے بھی آلٹرنیٹیو سجیشن (Suggestion) دینا ہے - انجینیرس جب ورک الاٹ (Work allot) کرتے ہیں تو جیسا کہ خود کمیشن نے رپورٹ کی ہے دس فیصد بجٹ کرپشن میں چلا جاتا ہے - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ورک الاٹ کرنے کے لئے لوکل اڈوائزری باڈیز سے مشورہ کرکے لوکل کنٹراکٹرس کو ھی دیا جائے - مجھے یہاں دھرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ لوکل کنٹراکٹرس کو کیوں دینا چاہئے لوکل لوگوں کو اپنے ضلع کو اچھا بنانے یعنی اپنے گھر کو اچھا بنانے کی زیادہ فکر رہتی ہے اس لئے لوکل کنٹراکٹرس کو دیا جائے تو زیادہ فائدہ ہوسکتا ہے - اگر وہ آگے نہیں آتے ہیں تو دوسروں کو دیا جا سکتا ہے -

اس کے بعد امپلائمنٹ اکسچینج کے ضمن میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اس کی شاخیں ہر ضلع میں کھولی جائیں۔ ہر ضلع میں ایک ایک برانچ ہو تو اڈوائزری باڈیز جنہیں بنانے کے لئے میں نے کہا ہے وہ اور برانچ کے لوگ بیٹھکر اپوائنٹمنٹ کے لئے تجویز پیش کر سکتے ہیں ۔ اس سے نپوٹیزم اور کرپشن میں کمی ہوسکتی ہے۔

پرزنٹ پٹیل پٹواری سسٹم کے ضمن میں مجھے زیادہ عرض کرنا نہیں ہے ۔ سجیشن میں تو یہ بتلایا گیا ہے کہ ان کو کافی سہولتیں نہیں ہیں لیکن میں سمجھتا ہونکہ کن کن طریقوں سے پٹیل پٹواری کرپشن کرتے ہیں کمیشن اس کو نہیں جان سکا ۔ ہم جانتے ہیں کہ اس میں بہت زیادہ کرپشن ہے اس لئے اس طریقہ کو ختم کرکے ان کو ایک پیڈ کلرک (Paid Clerk) کے طور پر رکھا جائے تو اس سے کرپشن میں کمی ہوسکتی ہے ورنہ نہیں ۔

مجھے اور ایک چیز یہ کہنا ہے کہ نظام کے زمانہ کے بوسیدہ قوانین '' افس '' اینڈ '' بٹس '' کے ساتھ اور غیر معمولی کامپلیکیشنس (Complications) سے بھرے ہوئے ہیں ان میں اسکی گنجائش ہے کہ کرپشن کرنے کے باوجود آسانی سے بچ سکتے ہیں ممکن ہے کہ بعض قوانین ایسے نہوں لیکن اسمبلی ان سب قوانین کو ری انیکٹ کرے ۔

ڈفرنس آف پے (Difference of pay) کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ایک شخص کی تنخواہ ٥ - ٦ روپیے ہوتی ہے دوسرے کی ٣٠ - ٣٥ ہوتی ہے اور تیسرے چیف سکریٹری کی ٣٧٠٠ ہوتی ہے ۔ یہ حال کبتک رہیگا ۔ کیا یہ کرپشن کی وجہ نہیں بن رہی ہے ۔ اگر آپ چاہیں تو گزیٹیڈ اور نان گزیٹیڈ آفیسرس کو زیادہ سے زیادہ سوشیل امینیٹیز دیسکتے ہیں ۔ لیکن بہرحال وائڈ ڈفرنسیس (Wide differences) کو ختم کرنا چاہئے ۔ میں پورے سوشلسٹ بیسس پر تو سجسٹ نہیں کررہا ہوں ۔ موجودہ تنخواہوں میں ایک تا پندرہ کا فرق رکھئے یا ایک تا بیس کا بھی فرق رکھئے اور جبتک آپ ایسا نہیں کرتے یہ کرپشن جانے والا نہیں ہے ۔

ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ جب کسی کیس میں پرائمافیسی ملجاتی ہے اور کیس کمیشن کو جاتا ہے تو اسکی خوب پبلیسٹی کیجئے کہ فلاں تحصیلدار نے ایسا کیا ہے ۔ اسکی حد سے زیادہ پبلیسٹی کیجئے تاکہ دوسروں کو ہمت نہ ہوسکے کہ آئندہ اسطرح کرنے سے اوس کا بھی وہی حال ہوگا ۔

آخر میں مجھے اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ جو بھی میژرس کمیشن کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں اور آلٹرنیٹیو کے طور پر میں نے اور دیگر آنریبل ممبرس نے جو سجیشن دئے ہیں انکو مان لیا جائے ۔ اور انکو ایک ساتھ آنسٹلی امپلیمنٹ (Honestly implement) کیا جائے ۔ میں نہیں کہتا کہ آپ امپلیمنٹ نہیں کرائینگے لیکن اگر امپلیمنٹیشن میں آنیسٹی کا دخل ہو تو کچھ نہ کچھ ضرور فائدہ ہوگا ۔ ہوسکتا ہے کہ

دس ۔ پانچ یا کم از کم دو فیصد کرپشن گھٹے ۔ لیکن مجھے شبہ ہے کہ آنیسٹی کو دخل نہ رھیگا ۔ جو رولس اینڈ ریگولیشنس ہیں وہ خود ایسے ہیں کہ جن سے کرپشن (Corruption) ہوسکتا ہے ۔ اور جبتک انکی ترمیم نہیں کی جاتی پورا کرپشن دور نہیں ہوسکتا ۔ لیکن پھر بھی جو سجیشن بتلائے گئے ہیں ان پر عمل کیا جائے تو کچھ کرپشن دور ہوسکتا ہے کچھ کرپشن ختم ہونے کے بعد جو باقی رھیگا اسکو دور کرنے کے لئے ہم پھر سوچ سکتے ہیں اسلئے ایوان اور خاص طور پر منسٹر کنسرنڈ اس پر زیادہ توجہ دیں ۔

* شری انا راؤگن مکھی (افضل پور) :— اس رپورٹ کے بارے میں ابتک جو رائے زنی ہوئی اور جو آئندہ ہونے والی ہے وہ زیادہ تر اسی رپورٹ سے لیگئی ہے ۔ اس میں ہر ممبر اپنی طرف سے مزید کچھ رائے پیش کررھا ہے ۔ میں نے جہاں تک اس رپورٹ کو دیکھا ہے اور اس میں جو ریمیڈیز (Remedies) بتلائے گئے ہیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ واقعی طور پر قابل ستائش ہیں اور انکی واقعی طور پر گورنمنٹ پوری پوری تعمیل کرے تو بہت کچھ کرپشن ، بھرشٹا چار کم ہوسکتا ہے ۔ اودھر کے ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ سرویسس کا ایک فیوڈل (Feudal) ڈھانچہ ہے اور جبتک فیوڈل ایزم نہ جائے کرپشن بھی نہیں جاسکتا ۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اودھر کے ممبرس ہی متفق ہوسکتے ہیں ادھر کے نہیں ۔ کیونکہ سرویسس کی ایک بالکل علحدہ کلاس ہے ۔ اگر انکو فیوڈل لوگوں کی جماعت سمجھتے ہیں تو وہ آپکی نظر میں کرپٹ ہوسکتے ہیں لیکن سرویسس میں جو ہماری برادری کے لوگ ہیں جو ہمارے بھائی ہیں وہ آپکی طرف سے بھی ہیں اور ہماری طرف سے بھی ہیں اور تمام طبقات کے لوگ اس میں شامل ہیں ۔ آج ہمیں یہ سوچنا نہیں ہے کہ پبلک کس حد تک کرپٹ ہے ۔ پبلک سرویس کمیشن نے یہ بتلایا ہے کہ زیادہ تر ذمہ داری پبلک پر ہی ہے کیونکہ کسی معاملہ پر غور کرتے وقت جب ڈیلے (Delay) ہوتی ہے تو لوگ پیسہ یا اورکوئی لالچ دیکر کام نکالنا چاہتے ہیں ۔ اسطرح پرائمری (Primary) یا اصل ذمہ داری تو سرویسز پر عائد ہوتی ہے اور سکنڈری (Secondary) ذمہ داری پبلک پر عائد ہوتی ہے ۔ اگر ڈیلے کو کم کیا جائے تو اس کی نوبت ہی نہیں آتی ۔ ہمیں ساری مشنری ڈیلے کو دور کرنے میں کام میں لانا پڑیگا ۔ ہمیں اس بات پر دھیان دینا نہیں ہے کہ اس کے لئے ابتک حیدرآباد میں کون کون سی کمیٹیاں بنیں اور انہوں نے کیا کیا کام کیا ۔ بلکہ ہمیں دیکھنا ہے کہ اس وقت ہم کیا کرسکتے ہیں ۔ اس جانب کے ایک آنریبل ممبر نے فرمایا کہ پبلک سروس کمیشن کو زیادہ اختیارات دئے جائیں ۔ لیکن وہ تو ایک کنسلٹنگ باڈی (Consulting body) ہے ۔ جو اتھارٹی (Authority) اپوائنٹمنٹ کرتی ہے وہی ڈسمس (Dismiss) بھی کرسکتی ہے ۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی کے لئے شہادت زیادہ لیجائے ۔ تحقیقات کے لئے ایک ٹریبیونل (Tribunal) یا باڈی بنائی جائے جس کے سامنے شہادت آیا کرے ۔

اس میں یہ تصور بھی ہے کہ اسپلائر (Employer)جو چارج لگانے والا ہوتا ہے وہی پراسیکیوٹر (Prosecutor) اور وہی جج نہ بنے - ایک ایسی کمیٹی ہونی چاہئے جس پر کسی کا اثر نہو - اسی صورت میں اسپلائی کے ساتھ نا انصافی ہونے کا اندیشہ نہیں رہ سکتا - رپورٹ میں جو کمیشن یا باڈی بنانے کی سفارش کی گئی ہے اس کے لئے وہ یقیناً قابل مبارک باد ہے - لیکن اس میں بھی کچھ مشکلات پیدا ہوتی ہیں - رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ ایکس برانچ اور ٹرایبیونل آف انکوائری کو ختم کرکے اسکی جگہ ایک باڈی بنائی جائے - یہاں ہاؤس کے سامنے دو چیزیں غور طلب ہیں - ایک یہ کہ جہاں کہیں ایسی الليگل گراٹیفیکیشن (Illegal gratification) یا کرپشن کی صورت نظر آتی ہے تو اس پر فوجداری ذمہ داری عائد ہوتی ہے - اور اس کو پریونشن آف کرپشن ایکٹ (Prevention of Corruption Act) کے تحت چالان کرنا پڑتا ہے - ایسی صورت میں یہ تفتیش کرنے والی کمیٹی پراسیکیوٹر نہیں بنتی - سنٹر کا جو قانون لاگو کیا گیا ہے اس کے ساتھ فوجداری کا چالان انکے سامنے نہیں ہوتا - چالان تو مجسٹریٹ کے سامنے ہوتا ہے - ایسی صورت میں ایسا کوئی نہ کوئی آلہ رہنا چاہئے چاہے وہ ایکس برانچ ہو یا کوئی اور آفیسر اس کے لئے مقرر کرکے مدد دیجائے - لیکن ایک پراسیکیوٹر ہونا ہی چاہئے - اور اسکو ہائی پاور دیکر چالان پیش کرکے الزام کی تحقیقات کرنے کا اختیار دینا چاہئے - یہ هلپ فل (Helpful) ثابت ہوگا - ورنہ کمیشن کے سامنے صرف ڈسپلینری ایکشن(Disciplinary action) کے کیسس آئیں تو وہ کورٹ تو نہیں ہے - ٹریبیونل آف انکوائری ایکٹ کے تحت جو ٹریبیونل ہوتا ہے اسکے تحت سنٹرل ایکٹ کا چالان عدالت میں جاتا ہی نہیں ہے - میں گورنمنٹ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جہاں تحصیلدار اورگزیٹیڈ آفیسرس کو نوٹس پر دستخط کر کے دیتے ہیں اور وہ کیس ٹریبیونل آف انکوائری میں جاتا ہے - حالانکہ اسکو فوجداری میں جانا چاہئے - اسکی بجائے ڈسپلینری ایکشن کے لئے ٹریبیونل آف انکوائری میں بھیجا جاتا ہے - یہ کس حد تک صحیح ہے - ایسے کتنے کیسس ہیں جن میں فوجداری نوعیت کے جرائم ہیں - لیکن اس کے باوجود ٹریبیونل آف انکوائری میں بھیجا گیا - یہ ٹرایبیونل کیا ہے - اسکو زیادہ سے زیادہ ضابطہ فوجداری اور دیوانی کے کچھ ڈاکومنٹس اور ایویڈنسس (Evidences) کے پاورس دیئے گئے ہیں - وہ زیادہ سے زیادہ یہ رائے دے سکتی ہے کہ سروس سے ڈسمس کیا جائے - اسکو تعزیری سزا دینی ہوتی ہے لیکن محکمہ بہت نرم دلی سے کام لیتا ہے - اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرکار کو اپنے ملازمین سے بہت محبت ہے - اسلئے انہیں سپرد فوجداری کرنے یا فسٹ کلاس مجسٹریٹ کے سامنے بھیجنے کی بجائے ٹریبیونل میں بھیجتے ہیں - اگر ہمیں اپنی سرویسز کو افیشینٹ بنانا ہے تو ایک کمیشن کا قیام ضروری ہے - البتہ ایکس برانچ ہو یا چیف سکرٹری کے پاس ایسا برانچ رہے کہ جو بھی پبلک کی درخواست آتی ہے اس پر تحقیقات کرکے اسکو عدالت میں بھیجا جائے - ٹریبیونل آف انکوائری کا نام تو بہت بڑا ہے لیکن وہ صرف ڈسپلینری ایکشن لے سکتی ہے - صرف رائے دیتی ہے -

کیونکہ اپوائنٹنگ اتھارٹی (Appointing authority) ھی ڈسمس کرنے کا اختیار رکھتی ھے - ھمیں یہاں تین چیزیں دیکھنا ھے - ایک تو یہ ھے کہ ڈپارٹمنٹل رولس کی خلاف ورزی ہوتی ھے - دوسرے یہ کہ بعض سیریس (Serious) کیسس ھوسکتے ھیں جنکی سزا ڈسمسل (Dismissal) ھوسکتی ھے - اور تیسرے فوجداری نوعیت کے مقدمات ھوتے ھیں - جو چھوٹے چھوٹے ڈپارٹمنٹل خلاف ورزیاں ھوتی ھیں وھاں ویسی ھی کارروائی ھوتی ھے - فوجداری کارروائی کی نوعیت کی صورتیں بھی ھوتی ھیں - یہ سب کمیشن کے سامنے آنے چاھئیں - اگر کہیں کوئی شدید خلاف ورزی ھوتی ھے یا کوئی رڈ ٹیپزم (Red Tapism) ھوتا ھے تو ویسے کیسس بھی ڈسپلینری ایکشن کے لئے ڈسمسل یا ڈی موشن (De-motion) کے لئے کمیشن کے سامنے بھیجے جائینگے - فوجداری نوعیت کے لئے ایک اعلی باڈی ھونی چاھئے - یہاں ایک ھائی پیڈ آفیسر (High paid officer) کو رکھنے کی سفارش کی گئی ھے - یہ شبہ پیدا ھوسکتا ھے کہ یہی پراسیکیوٹ کرنے والا ھے اور یہی سزا دینے والا ھے - میں کہونگا کہ اگر پراسیکیوٹ کرنے والا اور جج ایک ھی ھوتو انصاف کی توقع نہیں ھوتی - جسکے ساتھ انصاف کیا جا رھا ھے اس کو معلوم ھونا چاھئے کہ اس کے ساتھ انصاف ھورھا ھے - اسلئے پراسیکیوٹنگ مشینری علحدہ ھونی چاھئے - اگر ھیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ کوئی کیس بھیجیں تو کمیشن کو یہ دیکھنے کا اختیار ھونا چاھئے کہ آیا وہ میجر (Major) خلاف ورزی ھے یا مائنر ھے - یا فوجداری نوعیت کی ھے - اسی طرح سے پینل (Penal) ھوتو ایکس برانچ کے ذریعہ عدالت میں بھجوایا جائے - اس سے کم ھوتو کمیشن کے سامنے آئے - مائنر خلاف ورزیوں کی ڈپارٹمنٹل تحقیقات ھوکر ڈپارٹمنٹ کے ذریعہ ھی سزا دی جانی چاھئے - آج یہ ھورھا ھے کہ کوئی چیز معین نہیں ھے - فوجداری مقدمات کو ٹریبیونل میں بھیجا جاتا ھے شدید خلاف ورزیاں بھی ھوتی ھیں تو ھیڈس آف دی ڈپارٹمنٹ کوئی ایکشن نہیں لیتے رپورٹ میں یہ بتایا گیا ھے - ھمارے طلب کرنے پر وہ کیسس لائے گئے یہ بتایا گیا ھے اسلئے کمیشن قائم ھوتو اسکے سامنے یہ چیزیں رھینگے - عدالت میں چالان ھونا ٹریبیونل کے ذریعہ تحقیقات ھونا لازمی ھے - چھوٹے چھوٹے کارروائیوں کی ڈپارٹمنٹل انکوائری ڈپارٹمنٹ میں ھونی چاھئے - اس طرح کمیشن کو پاور دیا جائے - یہ ایسا کمیشن ھوکہ اس میں آفیسرس رھینگے - اس میں جو چیف جسٹس چیف منسٹر اور پبلک سرویس کمیشن کے چیرمن ان تینوں کو رکھنے کی جو رائے دیگئی ھے وہ بہترین رائے ھے - ایسا سلکشن ھو جائے تو اس انڈپنڈنٹ باڈی کے ذریعہ آفیسس کی مشنری کو بہترین بنانے میں بہت بہترین کام ھوسکتا ھے -

رپورٹ میں یہ بتایا گیا ھے کہ کونسے کونسے ڈپارٹمنٹس میں کسطرح کرپشن ھوتا ھے - ایک یہ ھے کہ پبلک کا پیسہ لیکر اپنا جیب بھرتے ھیں - ایک یہ ھے کہ پبلک جو پیسہ جمع کرتی ھے اس میں اسکو اسکوانڈرنگ (Squandering) ھوتی ھے - اسطرح پبلک منی ویسٹ (Public money waste) ھوتی ھے - ممکن

ہے اس میں کچھ اگزاجریشن ہو لیکن یہ کسی حد تک صحیح بھی ہے - مجھے ایک قصہ یاد آتا ہے کہ کسطرح پبلک کا پیسہ خرچ ہوتا ہے - ایک راجہ تھا اور اسکا ایک منتری تھا دونوں شکار کو نکلے - واپسی میں انہیں ایک دیول میں ٹھیرنے کا اتفاق ہوا - دیول میں ایک پجاری تھا - لیکن دیول میں کوئی بتی نہیں تھی - راجہ نے پوچھا کہ دیول میں چراغ کیوں نہیں ہے - پجاری نے بتایا کہ دیول کی تھوڑی بہت انعامی اراضی ہے - آمدنی اسکے لئے کافی نہیں ہوتی - راجہ نے کہا کہ یہاں چراغ لگانے کا کیا صرفہ ہوگا - پجاری بولا ۵۰ من تیل لگیگا - راجہ نے اپنے منتری سے کہا کہ اچھی بات ہے میں یہاں کا راجہ ہوں اسکا انتظام کردونگا اس نے اپنے منتری سے کہا کہ اس دیول کے لئے ۱۰۰ من تیل منظور کردو - منتری نے کہا مہاراج وہ تو ۵۰ من مانگتا ہے اور آپ ۱۰۰ من دے رہے ہیں - راجہ بولا کہ شہر سے (حیدرآباد سے) یہاں آنے تک وہ ۱۰۰ من ۵۰ من ہی ہو جائیگا - کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خزانہ سے منظور تو ہوتا ہے لیکن درمیان میں بہت سا ہڑپ ہو جاتا ہے - اس کو سختی کے ساتھ روکنے کی ضرورت ہے - پولیس ڈپارٹمنٹ میں کرپشن ہوتا ہے ہمارے پاس پولیس کو اس بات کا اختیار ہے کہ کسی شخص کو پکڑ کر ۱۲ گھنٹے اپنی کسٹڈی (Custody) میں رکھ لے - حالانکہ جب تک کہ اس کے خلاف پرائیمافیسی ایویڈنس (Prima facie evidence) نہو ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہے - ایک ماہر قانون کا خیال ہے کہ تاوقتیکہ کسی کے خلاف بادی النظری شہادت موجود نہو اسکو گرفتار نہیں کرسکتا - لیکن بادی النظری تو ایک طرف یہاں پولیس کو پورا اختیار دیدیا گیا ہے جسکی وجہ سے کرپشن کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں - موجودہ سوسائٹی کے لحاظ سے ان چیزوں کو موثر طور پر روکنے کی ضرورت ہے - اس رپورٹ میں بھی یہ صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ منسٹرس جو پالیسی طے کرتے ہیں اس کو اسپلیمنٹ کرنے والے یہی سرویسز ہیں اس میں ڈیلے ہوتی ہے تو کرپشن کے مواقع پیدا ہوتے ہیں - اس ڈیلے (Delay) کو روکنے کے قواعد نہیں ہیں - قواعد بنانے پر بھی ایک درخواست موصولہ میں ۱۵ دن تک پڑی رہتی ہے - منسٹرس بھی پیچھا کرتے ہیں تو اس کا پتہ نہیں چلتا - مجھے خود اس کا تجربہ ہے - جب تک اسکو نہ روکا جائے پبلک کو شکایت رہیگی -

اس لئے ٹریبیونل کے جو لانگ ٹرم (Long - term) سفارشات ہیں ان پر عمل کرنے کا ایک طریقہ ہوسکتا ہے - اور دوسرا طریقہ اخلاقیات کا - اخلاقیات تو ہم یونیورسٹی میں پڑھتے رہے ہیں - یہ شیعہ لڑکوں کو بھی پڑھایا جاتا ہے - لیکن انسان کی کچھ اس قسم کی طبیعت ہے کہ وہ پڑھتا سب کچھ ہے لیکن عمل نہیں کرتا اور اپنی غرض کا بندہ بن جاتا ہے - حالت یہ ہے کہ جب کوئی نان گزیٹیڈ ملازم غلطی کرتا ہے تو اوسکی چھوٹی چھوٹی غلطی قابل سزا و قابل چالان سمجھی جاتی ہے لیکن جو گزیٹیڈ آفیسر ہوتے ہیں مثلاً تحصیلدار وغیرہ وہ انکوائری ٹریبیونل (Enquiry tribunal) میں بھیجدئے جاتے ہیں - انکو جو سزا دیجاتی ہے وہ بڑی سے بڑی سزا یہ ہوتی ہے کہ برطرف کردیا جاتا ہے - فوجداری مقدمات ان پر نہیں چلائے جاتے

کیونکہ عدالت میں جائیں تو انکی بے عزتی ہوتی ہے اسکا خیال رکھا جاتا ہے - اور
نان گزیٹیڈ ملازمین سے ایسی غلطی ہوتو چالان کردیا جاتا ہے - ٹریبیونل انکوائری
فوجداری نوعیت کے جرائم کرنے کی صورت میں رکھی گئی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے - اسلئے
میں عرض کرونگا کہ کمیشن نے جو سفارشات کئے ہیں چار متدین لوگوں کو جن میں
ججس بھی ہوں ایسے لوگوں کا کمیشن بنایا جائے اور تحقیقات کے لئے ایسے لوگوں کو
مامور کیا جائے جیسے کہ ایکس برانچ (Exbranch) ہوتی ہے اسکے
ذریعہ تحقیقات کرائی جائے - اگر گورنمنٹ ان امور پر واقعی طور پر وچار کرے تو میں
سمجھتا ہوں کہ ہمارے ڈپارٹمنٹس سے اور ہمارے ملازمین سرکار سے کرپشن دور ہوجائیگا -
اور آفیشل مشینری اچھی طرح سے چلیگی -

The House then adjourned for recess till Thirty-Five Minutes past Five of the Clock.

The House re-assembled after recess at Thirty-Five Minutes past Five of the Clock.

[*Shrimathi Masooma Begum* (*Chairman*) *in the Chair*]

* شری سید اختر حسین (جنگاؤں) :— میڈم چیرمن - انٹی کرپشن کی جس رپورٹ
پر آج ایوان میں مباحث ہورہے ہیں اوس سلسلہ میں مجھے ایک شعر یاد آتا ہے کہ :—

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے

جب سے یہ اسمبلی قائم ہوئی اوس وقت سے خاص طور پر حکمران طبقے کو اس
جانب متوجہ کیا جاتا رہا کہ ہمارے دیش کے اندر رشوت ستانی و بدعنوانیاں بڑھ رہی
ہیں لیکن ہمیں ہمیشہ اس قسم کا جواب ملتا رہا کہ یہ الزامات صحیح نہیں ہیں یا
اونکی اہمیت اتنی نہیں ہے جتنی کہ بیان کی جا رہی ہے مگر اس کمیشن کی رپورٹ سے
جو انکشافات ہوئے وہ صاف صاف ہمارے سامنے آچکے ہیں - اس کمیشن کو حکومت نے
مقرر کیا تھا - اس کمیشن نے اپنی رپورٹ کی ابتداً جن الفاظ سے کی ہے وہ خاص طور پر
قابل غور ہیں - کہتے ہیں کہ

"While corruption has existed for long past, it has lately become more widespread and is still on the increase".

یعنی ایک طرف تو اس بات کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ ہمارے ملک میں کرپشن
بہت زمانے سے موجود ہے - اوسکے ساتھ ساتھ یہ انکشاف بھی کیا جاتا ہے کہ حال حال
میں کمی کی بجائے اضافہ ہوگیا ہے - آگے چلکر اعادہ کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ

"From the material at our disposal we are convinced that while corruption and malpractices have undoubtedly

existed in the past also, these evils have now become more wide in extent, more open in form, and have steadily pervaded almost all sections of our society".

تو یه اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے سماج کے اندر اس وقت کرپشن کی جو حالت ہے اوسکی شدت دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے - اور دوسری طرف ہمارا یہ دعوی ہے کہ ہمارے دیش میں جمہوریت آچکی ہے - اوس عمل اور اس قول میں کسطرح ربط قائم کیا جاسکتا ہے اور کن نتائج پر پہنچ سکتے ہیں اسکی جانب اشارہ کرنے سے پہلے میں زیر بحث رپورٹ کا سرسری جائزہ لینا مناسب سمجھتا ہوں - اس رپورٹ کو ہم آسانی کے ساتھ تین حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں - پہلے حصہ میں کمیشن کے ارکان نے مختلف شہادتوں کے بارے میں ضروری اقتباسات پیش کئے ہیں - دوسرے حصے میں ان شہادتوں کی بنیاد پر کنکلوژن (Conclusion) ہمارے سامنے رکھا گیا ہے اور اسکی بناء پر دو قسم کے سفارشات کئے گئے ہیں - ایک تو لانگ ٹرم ریکمنڈیشنس (Long-term recommendations) ہیں اور دوسرے وہ سفارشات ہیں جن پر فوری عمل کیا جاسکتا ہے - پہلے حصے سے متعلق یہ عرض کرنا ہے کہ زیادہ بہتر ہوتا کہ ارکان کمیشن نہ صرف اون لوگوں سے معلومات حاصل کرتے جو اوپر کے درجے کے ہیں بلکہ عوام تک بھی پہنچنے کی کوشش کرتے تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ مفید مشورے مل سکتے - کمیشن کے ٹرمس آف ریفرنس (Terms of reference) میں اسکا ذکر کیا جاتا اور ان پر یہ ذمہ‌داری عائد کی جاتی اور موجودہ جو حالات ہیں انکی اصلاح کے طریقہ کار کے معین کرنے کا کمیشن کو اختیار حاصل ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ کمیشن بنیادی اسباب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اوس بناء پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا اور ایک جامع رپورٹ ہمارے سامنے آسکتی - لیکن ٹرمس آف ریفرنس میں اس قسم کا کوئی اشارہ نہیں ہے اسلئے کمیشن نے بنیادی اسباب کے تلاش کی کوشش تو کی ہے لیکن ساتھ ساتھ کنکلوژن (Conclusion) کے چاپٹر (Chapter) پر غور کرتے ہوئے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ زور جن بنیادوں پر عائد کیا گیا ہے در اصل وہ بنیادیں نہیں ہیں بلکہ وہ صرف ریفلکٹ (Reflect) کی حیثیت رکھتی ہیں - مثال کے طور پر کنکلوژن کے سلسلہ میں کمیشن نے کہا ہے کہ

"This sad state of affairs, in our opinion, is basically due to a progressive fall in the moral standards of our people in all walks of life."

مجھے اس نکتہ پر اور کنکلوژن پر ایوان کی توجہ مبذول کرانا ہے - اگر کسی عمارت کی بنیاد میں پہلی اینٹ ہی تیڑھی رکھدی جائے تو وہ عمارت مستحکم نہ ہوسکیگی - ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا سماج بنیادی طور پر جاگیر دارانہ سماج ہے - اس جاگیر دارانہ سماج میں مختلف طبقات کے جو رشتے ہیں انکی وجہ سے مختلف قسم کی خرابیاں ہمارے سماج میں پیدا ہوئی ہیں - ٹریژری بنچس کی جانب سے ایک معزز رکن نے یہ بات کہی - مجھے تعجب ہوتا ہے کہ وہ کسطرح اس قسم کے سوچ بچار کرتے ہیں

ہماری سرویسس کا تعلق فیوڈل کلاس سے نہیں ہے ۔ لیکن وہ کسطرح اسکا ذکر کر گئے معلوم نہیں ۔ اگر ہم اپنے سماج میں اسطرح کا اظہار کرتے ہیں تو اسکا اثر کیا ہوگا ۔ پاپولر گورنمنٹ کے جو ارکان کابینہ ہیں کسی قسم کے خاص طبقہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ تمام طبقات سے ہٹکر عوام کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ رشوت یا بدعنوانی کا جہاں تک سوال ہے سرویسس سے زیادہ عوام سے وابستہ ہے ۔ اسطرح الگ الگ قانون میں کسی مسئلہ کو تقسیم کرنا بنیادی طور پر غلط ہوگا ۔ ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہئیے کہ کرپشن اور مالپراکٹس (Malpractice) جو ہمارے عوام میں موجود ہیں اوسکے بنیادی اسباب کیا ہیں ۔ ظاہر ہے کہ کسی چیز کے بنیادی اسباب کو سماج میں تلاش کرنا ہوگا ۔ سماج کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فیوڈل (Feudal) سماج سے ہم گزرتے آئے ہیں اور آج بھی اوس فیوڈل سماج کا ڈھانچہ تھوڑی بہت تبدیلی کے بعد باقی ہے ۔ مرض کی صحیح طور پر تشخیص کرکے اوسکے علاج کی طرف آگے بڑھیں تو ہم سماج کو صحت مند کرسکینگے ۔ یہ فیوڈل سماج دو سو سال کا پرانا مریض ہے ۔ اس جانب کمیشن نے بھی اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے لوگوں کے اخلاق خراب ہیں ۔ انہوں نے آسان نسخہ اس مریض کے لئے تجویز کردیا ہے کہ مورل ری آر مامینٹ (Moral rearmament) کی ضرورت ہے ۔ ہمیں معلوم ہے کہ کے ۔ ایم ۔ منشی سے لیکر حیدرآباد کے بعض خاص سماجی کارکنوں نے بھی برابر یہ نعرہ دھرایا ہے ۔ امریکہ سے دوست ممالک میں طالب علموں کو بھیجکر وہ چاہتے ہیں کہ سماج کی اصلاح کریں ۔

یہ مورل ری آرمامینٹ ۔ لوگوں کے اخلاق درست کرنے اور اونکی اصلاح کی کوشش یا یہ ہردئے پری ورتن (हृदय परीवर्तन) یا قلب ماہیت اس قسم کے مضحکہ خیز نعروں کے متعلق آج سے نہیں ہزاروں سال سے تجربہ کرتے چلے آرہے ہیں ۔ میں یہ مانتا ہوں محدود طور پر ایسے اصلاحی اقدامات یا اصلاحی نعروں کا اثر ہوسکتا ہے ۔ چاہے اس کا تعلق بھودان سے ہو یا کسی دان سے ہو۔ اگر کوئی اخلاقی نظریہ پیش کیا جائے تو اوس سے محدود حلقہ ۔ محدود وقت اور عارضی مدت کے لئے ہی فائدہ ہوسکتا ہے ۔ ہم جانتے ہیں کہ آج سے نہیں بلکہ جب سے تاریخ کا ریکارڈ موجود ہے اوس وقت سے اب تک مختلف مذاہب عالم وجود میں آئے جو مسلسل اخلاق اصلاح کی کوشش کرتے رہے ۔ انسانی اخلاق کو درست کرنے کے لئے حضرت عیسی سے لیکر گاندھی جی تک جتنے پیغمبر اور رہنما اور مصلحین گزرے ہیں انہوں نے یہی کوشش کی کہ لوگوں کے اخلاق کی اصلاح ہونا چاہئیے بہت سے واعظ اور ناصح ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اس پر زور دیا لیکن اس کے باوجود گاندھی جی کی طویل جدوجہد اور کوششوں کے باوجود اون کے اخلاقی لکچروں کے باوجود اون کے فالوورس اور چیلوں کے برابر نعرے دھرانے کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ اخلاقی حالت پست سے پست تر ہوتی جارہی ہے ۔ جیسا کہ میں نے بھی معزز ایوان کے سامنے اپنے خیال کا اظہار کیا کہ اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ

هم چونکه اس مسئلہ کو سبجکٹیو(Subjective) طریقہ سے دیکھتے ھیں اور اصلاحی نقطہ نظر سے آگے بڑھاتے ھیں اس لئے پوری طرح سے اصلاح ہونے والی نہیں ۔ اس لئے کہ آج ہم سائنسی دور میں داخل هوچکے ھیں ۔ آج سنہ ۵۴ع میں هم اٹامک انرجی(Atomic energies) کے دور سے گزررہے ھیں۔ اسی دور کا تقاضہ یہ ہے کہ اس مسئلہ پر بھی سائنٹیفیک یا ریاشنل (Rational)طریقہ پر غور کیا جائے۔ لہذا هم اسی نتیجہ پر پہنچتے ھیں کہ سب سے پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ سماج کے اندر جو طریقہ طبقاتی اونچ نیچ ہے اوسکو ختم کرنے کے لئے پرانے سوشیل آرڈر کو بدلا جائے اور ایک سائنٹیفیک یا ریاشنل اپروچ کیا جائے ۔ ھمارے معزز دوستوں اور ساتھیوں کی جانب سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کا اپروچ الگ ہے اور ھمارا اپروچ الگ ہے ۔ بنیادی طور پر جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے ہم اور آپ متفق ھیں مگر ھمارا اپروچ گاندھی واد ہے ہم آپ کے اپروچ کو تسلیم نہیں کرینگے ۔ لیکن مجھے کہنے دیجئے کہ اگر گاندھی جی آج ھمارے درمیان موجود رھتے تو میں یقین سے کہتا ھوں کہ وہ اس نئے اپروچ کو قبول کرلیتے ۔ کیونکہ ایک خصوصیت اون میں یہ تھی کہ حالات کے تحت وقتاً فوقتاً اپنے آپ کو تبدیل کرتے رھتے تھے ۔ آج جو حالات پیدا ھوگئے ھیں اوس کے تحت ھم دیکھ رہے ھیں کہ گاندھی جی کے جانشین پنڈت نہرو اپنی خارجی پالیسی کے تعلق سے ایسا بہادرانہ اور دلیرانہ اقدام کررہے ھیں۔ اس کے تحت ھم یہ سوچنے پر مجبور ھوجاتے ھیں کہ اب تک جو اصلاحی اقدام کئے گئے وہ کافی نہیں بلکہ اب آگے بڑھ کر انقلابی اپروچ سے کام لینا پڑیگا ۔ اس کا جب سوال آتا ہے تو یہ بات پیدا نہیں ھوتی کہ کہاں سے یہ اپروچ حاصل کیا جائے۔ ماسکو سے لیا جائے۔ چائنا سے لیا جائے یا کسی دوسرے جمہوری ملک سے مستعار لیکر اسی کو اپنے ملک میں پھیلایا جائے ۔ ھم کو چاھئے کہ ھمارے ملک کے عوام کے شعور میں ایک تبدیلی لائیں۔ جو پرانی باتیں اور نظریات اون کے دماغوں میں ھیں ۔ اون میں تبدیلی اور لچک لانے کی کوشش کریں ۔ بحث کی خاطر یا تبدیلی کی خاطر اگر اس پر اڑے رھیں یا ضد کریں کہ ھمارا اپروچ اور آپ کا اپروچ مختلف ہے اس لئے اون ھی حالات کو باقی رکھتے ھوئے سماج کو سدھارنا چاھیں تو ھم صدیوں تک اس میں کامیاب نہیں ھوسکتے ۔ وقت آپ کا انتظار نہیں کرسکتا ۔ وہ اٹیم کی رفتار سے آگے بڑھ رھا ہے ۔ اس لئے کسی سیاسی پارٹی کے عقائد کا لحاظ کئے بغیر وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے تبدیلی تصورات پر غور کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ ھم اسی پر عمل کر کے کسی کارآمد نتیجہ پر پھونچ سکتے ھیں یا نہیں ۔ ھم کو پچھلے سات آٹھ سال کے تجربوں کی کسوٹی پر گھسکر نتیجہ پر پہنچنا چاھئے ۔ ایک چیز کی طرف مجھے پھر اشارہ کرنا پڑیگا جس کی جانب خود پنڈت نہرو نے بھی اشارہ کیا تھا ۔ اس لئے اگر میں بھی اوسکی جانب اشارہ کروں تو مذاق میں اڑانے کی کوشش نہ کیجائے بلکہ اوس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے ۔ ایک طرف

چین ہے اور دوسری طرف ہمارا ہندوستان ہے ۔ دونوں جگہ آزادی آئی ہے ۔ ایک جگہ آزادی کا اپروچ اور دوسری طرف دوسرا اپروچ ہے ۔ پہلے اپروچ کی وجہ سے حالات میں جو تبدیلی آتی ہے اوسکے نتائج ہمارے سامنے آتے ہیں ۔ چین میں تو پانچ سال کے اندر ہی انقلابی تبدیلی آتی ہے اوسکی کیا وجہ ہے ۔ اور ہندوستان ابھی تک اوس منزل کی طرف نہیں پہونچ سکا اسکی کیا وجہ ہے ۔ اگر ہم ان دونوں کو تقابلی مطالعہ کریں تو ہم کسی نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں ۔ جب ہم کو کوئی اچھا راستہ ملتا ہے چاہے چین سے ملے یا کہیں سے ملے ۔ تو ہم کو اوسکے اختیار کرنے میں کوئی تکلف یا جھجک نہیں ہونا چاہئے ۔ ہندوستان کی قوموں کی یہ تاریخی خصوصیت رہی ہیکہ ہندوستان نے ہمیشہ دوسرے ملکوں کی جو چیزیں قابل قبول ہیں اون سے فائدہ اٹھایا ۔ آج زمانہ سائنس کی بدولت اور عقلی علوم کی بدولت تیزی کے ساتھ ترقی کررہا ہے ۔ ایشیا ۔ مشرق بعید اور دوسرے ملکوں کے حالات بھی اسی طرح بدل چکے ہیں اور اون کا اثر ہمارے ملک پر بھی پڑرہا ہے ۔ اس کو قبول نہ کرنا یا اوس سے اختلاف کرنا بغاوت ہے ایک مجرمانہ غفلت ہے ۔ اگر اصلاحی تصورات کو قبول کرتے وقت اگر اون میں کوئی انقلابی اثر آجائے تو میں نہیں سمجھتا کہ اوس سے کوئی ہرج ہونے والا ہے ۔ اگر اون تصورات کی وجہ سے ہمارے سماج میں اور ہماری سوسائٹی میں اصلاح ہوتی ہو تو یہ ایک اچھی بات ہے ۔ میں اپنے خیال کو زیادہ واضح الفاظ میں رکھنا چاہتا ہوں ۔ اس رپورٹ کے اندر اخلاقیات کا ایک فلسفہ پیش کیا گیا ۔ اس فلسفہ پر آج سے نہیں کئی صدیوں سے عمل کیا جارہا ہے لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ اب تک برآمد نہیں ہوسکا ۔ ہم سب اپنے ذہنوں میں یہ اچھی طرح محسوس کرتے ہیں کہ اس قسم کے اخلاقی لکچر دینے سے دماغی اور ذہنی تصورات نہیں بدلے جاسکتے ۔ نہ ہی رشوت ستانی یا اس قسم کی دوسری خرابیاں یکلخت دور ہوسکتی ہیں ۔ فرض کرلیا جائے کہ کچھ لوگ اس امر کا عہد کرتے ہیں کہ آج سے ہم جھوٹ نہیں بولینگے ۔ آج سے ہم کوئی ایسا کام نہیں کرینگے جس میں دھوکہ بازی ہو ۔ ہم کسی پر ظلم و ستم نہیں کرینگے تو کیا اس طرح کا عہد کرلینے سے وہ خرابیاں دور ہوسکتی ہیں ؟ ہماری سوسائٹی کے اندر کچھ ایسے عناصر موجود ہیں جو ہم کو اپنی چکر میں لے لیتے ہیں ۔ ہم کو اپنی طرف کھینچتے ہیں ۔ اور اس طرح رگڑتے ہیں کہ کوئی ایماندار سے ایماندار آدمی بھی مجبور ہوکر بے ایمانی پر تل جاتا ہے ۔ اسکی مثالیں ایک نہیں سینکڑوں مل سکتی ہیں ۔ میں یہ فرض کرلیتا ہوں کہ فلاں وزیر صاحب ایماندار اور دیانتدار ہیں ۔ وہ پوری ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ اپنے اڈمنسٹریشن کو چلانا چاہتے ہیں ۔ اور جب اس کے واسطے کوئی قدم اٹھانا چاہتے ہیں تو اونکو جگہ جگہ پر روکاٹیں نظر آتی ہیں ۔ وہ بالآخر یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ میں تنہا اس معاملہ میں کچھ نہیں کرسکتا ۔ سماجی زندگی کے اندر جو تانا بانا ہے اوس کے اندر وہ پھنس جاتے ہیں اور مجبور ہوکر وہی رنگ اور روپ اختیار کرلیتے ہیں جو اون کو نظر آتا ہے ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اون کے اخلاق

فلسفه کو شکست ہو جاتی ہے - اور وہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتیے - یہی حال عام افراد کا بھی ہے - اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک فرد کو سماج میں اوس کا صحیح مقام نہ ملیے یہ رکاوٹیں دور نہیں ہوسکتیں - اون کو دور کرنے کے لئیے اخلاقی فلسفہ کارآمد نہیں ہوسکتا - اس لئے ضرورت ہے کہ آج ہمارے ملک کے اندر جو معاشی بحران ہے جو معاشی پستی ہے جو بیروزگاری ہے اور جو غربت ہے ان کو دور کیا جائے - کیونکہ در اصل اس قسم کی خرابیوں کی وجہ سے عوام مجبور ہو کر اون کا شکار ہوجاتے ہیں - اون کو دور کرنے کی جانب سب سے پہلے قدم اٹھایا جائے - اس رپورٹ میں اس جانب اشارہ کیا گیا اور یہ کہا گیا ہے کہ ہمارے سماج میں اور خاص طور پر سرویسس میں جو کرپشن ہے اوس کی وجہ یہ بھی ہے کہ انڈسٹریز کو ڈسکریج (Discourage) کیا جارہا ہے اور ہمارے پاس بیروزگاری بڑھ رہی ہے ہمارے پاس عام خوشحالی اور ترقی کا راستہ جس طرح کھلنا چاہئیے نہیں کھولا گیا - ظاہر ہے کہ رپورٹ کا یہ جز زیادہ قابل غور ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اسی کو بنیاد قرار دینا چاہئیے - اگر رپورٹ کے لکھنے والوں نے اس کو بنیاد نہیں قرار دیا ہے تو کم از کم مجھے توقع ہے کہ حکومت اس کو بنیاد قرار دیکر آگے بڑھائیگی - اس کے بعد ہی اس لحاظ سے اخلاقی فلسفہ کو جس کو نیگیٹیو (Negative) طریقہ سے بیان کیا گیا ہے پازیٹیو (Positive) طریقہ سے حاصل کرنے میں حکومت کامیاب ہوسکیگی - اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ انفرادی اور اجتماعی اخلاق اور قدروں کا معیار الگ الگ ہوتا ہے - جب ہم سیاست میں داخل ہوتے ہیں تو جھوٹ بولنا - دھوکہ بازی کرنا اور اکسپلائٹیشن (Exploitation) کرنا ان کو ہم تدبیر کہتے ہیں - یہ ہمارے سیاسی اخلاق ہیں اسکی آڑ میں ہم وہ سب کچھ کرسکتے ہیں جس سے نقصان پہنچ سکتا ہے - اسی طرح تجارتی اخلاق بھی ہوتا ہے - جھوٹ بولنے کو جائز قرار دیکر تجارت کی جاتی ہے - جس طرح سے کہ

"Every thing is fair in war and love".

اوسی طرح سے تجارت میں بھی ہر چیز فیر (Fair) ہوجاتی ہے - کامپیٹیشن اور مسابقت میں اپنا اثر بڑھانے کے لئیے جگہ جگہ اس قسم کی باتیں کرنی پڑتی ہیں - اس قسم کے کام کرنے پڑتے ہیں - اس قسم کا قدم اٹھانا پڑتا ہے - اس لئیے ہمارا اخلاقی معیار جو انفرادی شکل میں ہوتا ہے وہ یہاں شکست کھا جاتا ہے - جب تک ہمارے طبقاتی رشتوں کو نہ بدلا جائے اوسی وقت تک ہمارے اخلاقی فلسفہ کا یہی حشر ہونے والا ہے جس کی جانب میں نے اشارہ کیا ہے -

اس کے بعد میں رپورٹ کے دوسرے اجزا کی جانب بھی اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں - اس میں ایک چیز جو رپورٹ کے اندر خاص طور پر ہمیں ملتی ہے وہ یہ ہے کہ پٹیل پٹواری سے لیکر اراکین کابینہ تک اور پھر اراکین کابینہ سے لیکر پٹیل پٹواری تک رشوت - بد عنوانیاں اور دوسری قسم کی خرابیاں موجود ہیں اور ان کا تانا بانا اس کے اندر

کچھ اس طرح کا ہے کہ اگر ایک گرہ کھولنا چاہیں تو سینکڑوں پیچ در پیچ گرہیں اس میں پیدا ہو جاتی ہیں - جب ایک گرہ کو ہم کھولنا چاہتے ہیں کئی گرہیں الجھ جاتی ہیں - اور ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے - اس سلسلہ میں کمیشن نے کچھ تجاویز رکھے ہیں - اور جیسا کہ ہمارے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ اس میں سے بعض تجویزیں ایسی ہیں کہ اگر اون پر سختی سے عمل کیا جائے تو تھوڑا بہت فائدہ حاصل ہوسکتا ہے - جہاں تک لانگ رینج (Long range) پالیسی کا تعلق ہے یعنی جو طویل المدتی میژرس ہیں اونکی جانب میں نے اشارہ کیا ہے - اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے نقطہ نظر میں تبدیلی پیدا کریں - ہم اپنے اپروچ (Approach) میں تبدیلی پیدا کریں - تا کہ ہم منزل تک پہنچ سکیں - لیکن فوری کس قسم کے اقدامات کرنا چاہئیں اس کے لئے بعض تجاویز عمل میں لانے کے لئے طریقہ کار متعین کیا ہے - اون میں استحکام پیدا کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ کچھ ایسی چیزوں کا اضافہ کیا جائے جس کی وجہ سے ہم زیادہ عجلت کے ساتھ مقصد حاصل کرسکیں - اگر ایسا کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ ہم بہت جلد ایک حد تک کامیاب ہوسکتے ہیں - اس سلسلہ میں کمیشن نے ذکر کیا ہے کہ جو ڈپارٹمنٹ اس مقصد کے لئے قائم ہے وہ کافی نہیں ہے - اسی لئے ضرورت ہے کہ ایسا کمیشن قائم کیا جائے جو ٹریبیونل سے لیکر ایکس برانچ تک اور ایکس برانچ سے لیکر ڈپارٹمنٹ تک تمام اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لے اور کام کرسکے - میں اس سلسلہ میں یہ کہونگا کہ اگر واقعی طور پر ہم ایسی مشینری اوالو (Evolve) کرسکیں جو دیانتدارانہ طور پر دوسرے اثرات سے بچے رہتے ہوئے کام کرسکے تو واقعی یہ کمیشن رشوت دور کرنے میں ایک مفید آلہ کار ثابت ہوسکیگا - لیکن ساتھ ساتھ ہمیں مختلف محکموں میں جو رشوت ستانی ہے اس کا نفسیاتی تجزیہ کرنا بھی ضروری ہے - اس تجزیہ پر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ رشوتوں کے لینے والوں کو بقول کسی کے -

"رشوتوں کے لینے والے رشوتیں دیتے بھی ہیں"

اس جال کو توڑنے کی ضرورت ہے - مجھے اس موقع پر خاص طور پر اس ڈسپیارٹی (Disparity) یا عدم مساوات کی جانب اشارہ کرنا جس کو دور کئے بغیر ہم کامیاب نہیں ہوسکتے - ایک چپراسی یا اہلکار یا معمولی ملازم رشوت کیوں لیتا ہے - اس لئے کہ اس کی تنخواہ اتنی محدود ہوتی ہے کہ وہ اسکی ضروریات زندگی کے لئے کافی نہیں ہوتی - اس جانب کمیشن نے بھی اشارہ کیا ہے لیکن کوئی خاص ٹھوس تجویز پیش نہیں کی ہے میں حکومت سے عرض کرونگا کہ ان سفارشات پر غور کرتے وقت اس ڈسپیارٹی (Disparity) کو دور کرنے کی جانب بھی توجہ کی جائے -

اس رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا کہ ہمارے پاس سکریٹریٹس اور ڈائرکٹوریٹس کے حلقول پر کرپشن زیادہ نہیں ہے - لیکن کرپشن صرف "رشوت لینے" یا نوٹوں کی شکل

میں روپیہ لینے دینے کا نام نہیں۔ انگریزی زبان میں یہ لفظ اتنے وسیع معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ اس میں کئی باتیں آجاتے ہیں۔ اس میں کوئرشن (Coercion) اکسپلائیٹیشن اور کئی باتیں آجاتے ہیں۔ اسکی مثالیں اوپر کے عہدہ‌داروں میں بھی ملتی ہیں۔ اسکا سبب وہی "ڈھانچہ" ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ جنتا راج قائم تو ہوا لیکن اس کا صحیح طریقہ پر پرچار (प्रचार) نہیں کیا گیا۔ لوگوں میں جنتا راج کا شعور پیدا نہیں ہوا۔ یہ قصور اس پالیسی کا ہے جو موجودہ جمہوری پالیسی ہے۔ ہمارے حکمران طبقے اور سیاسی جماعتوں کا کام ہے کہ ملک سے ایسی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے سخت قدم اٹھائیں۔ اس بارے میں مختلف بحثیں ہونگی مختلف تجاویز پیش کی جائینگی۔ لیکن میں اتنا ہی کہونگا کہ اس رپورٹ میں جتنی تجاویز ہیں کم از کم انہیں جلد سے جلد عمل میں لانے کے لئے اپنی مشینری کو متحرک کیا جائے۔ اگر اپنی لانگ رینج پالیسی کے تحت جمہوریت کو ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلانا چاہتے ہیں تو اس لحاظ سے ہی اقدام ہونا چاہئیے۔

श्री. गोविंदराव मोरे (कंधार-आम) :—अध्यक्ष महाशय, अिस वक्त रिश्वतसितानी के बारे में कमिशन की जो रिपोर्ट है अुसपर चर्चा चल रही है और काफी ऑनरेबल मेंबर्सने अपने ख्यालात का अिजहार किया है। सवाल यह है कि अिस तरह के कमिशन के तकर्रुर की जरूरत भी आज ही क्यों महसूस हुअी ? साबिका हुकूमत जब राज्य कर रही थी तब भी रिश्वत सितानी काफी थी। लेकिन अुस वक्त अिस तरफ ज्यादा ध्यान नहीं दिया गया। साबिका हुकूमत के खातमे के बाद यह रिश्वतसितानी का मामला आज की पॉप्युलर गव्हर्नमेंट के सामने आया, तब अिसके विरोध में काफी आवाजें अुठाअी गयीं, और कॉंग्रेस की तरफ से और अपोजिशन पार्टीज की तरफ से भी यह मांग की गयी कि अिसके बारे में तहकीकात होनी चाहिये और अिसको रोकने के लिये कुछ तदाबीर अेख्त्यार करने चाहिये। अितना ही नहीं बल्कि यह जो मर्ज हमारे समाज को लगा है अिसके बारे में हर शख्स नें आवाज अुठाया कि अिसको रोकने के लिये कुछ न कुछ किया जाना चाहिये।

अुसके बाद फिर अिस तरह के अेक कमिशन का तकर्रुर अिस के तहकीकात के लिये किया गया। यह जो कमिशन ने अपना रिपोर्ट काफी तहकीकात के बाद दिया है अुसको देखने के बाद सभी लोगों को अैसा मालूम होगा कि यह अेक अच्छा रिपोर्ट हमारे सामने आज पेश किया गया है। कमिशन ने अिस मसले पर काफी गौरखोज के साथ सोचा और अपनी अेक रिपोर्ट हमारे सामने और अव्वाम के सामने पेश की है। अुन्होंने जो सजेशन दिये हैं अुसपर अमल किया जाय, और सरकार का यदि अुसपर अमल करनेका पक्का अिरादा हो तो मुल्क का काफी फायदा हो सकता है। कमिशन ने अपने रिपोर्ट में काफी बातें बताअी हैं। और कमिशन ने सब डिपार्टमेंट के अफसरों के और दूसरे भी लोगों के काफी बयानात लिये हैं। अुन्होंने जो रिपोर्ट पेश की है अुसमें अेक बात यह है कि अुन्होंने अपनी क्या राय है यह कहीं भी नहीं लिखा है। लेकिन अुनको जब अेक खास मकसद से काम करने के लिये कहा गया था तब अुसपर अुनकी क्या राय है यह आना जरूरी था। अुन्होंने सिर्फ बयानात लिये और अुन बयानात देनेवाले की जो राय थी वह अपने रिपोर्ट में रख दी है कि फलां फलां शख्स नें अिसके बारे में यह राय जाहीर की। लेकिन कमिशन की क्या राय है अिसका जिकर

कहीं भी नहीं किया गया। करप्शन, नेपोटिझम, वगैरा कैसे बढता है अिसके बारे में जो बयानात की राय थी वही हमारे सामने रखी गयी। यह सही तरीका नहीं हो सकता है। कमिशन को अिन तमाम बातों पर अपनी राय देना जरूरी था। लेकिन दूसरे ही लोगों के ख्यालात हमारे सामने रखे गये।

हमारे पास अेक अँ ी करप्शन ब्रँच भी अिसके लिये मौजूद है। यह कहा जाता है कि रिश्वत देनेवाले देते हैं और लेनेवाले लेते हैं अिस लिये करप्शन चलता रहता है। जैसा कि मैंने कहा कि हमारे पास अेक अँटी करप्शन ब्रँच है लेकिन जबतक अुसे कोअी सूचना ही नहीं मिले तबतक वह कर ही क्या सकती है? रिपोर्ट ही नहीं आयी तो अुसपर मामला कैसे चल सकता है? नेपोटिझम और करप्शन यह दो चीजें है। लेकिन दोनों अेक ही किसम की हैं। जबतक अेक्स ब्रँच के पास कोअी मामला आयेगा ही नही तबतक वह कर ही क्या सकती है? हमारी अेक्स ब्रँच अिनअेफिशियंट (Inefficient) है अैसी बात नहीं है।

करप्शन के सिलसिले में मै यह कहना चाहता हूं कि करप्शन जो होते हैं वो दो तरह के होते हैं। अेक है व्हिजिबल करप्शन (Visible corruption) जिसे हम साफ देख सकते हैं। और दूसरा जो है वह अिनव्हिजिबल (Invisible) या अदृश्य करप्शन, जिसे हम देख नहीं सकते हैं। अिस तरह से जो व्हिजिबल करप्शन होता है वह तीन तरह का हो सकता है—

In the form of ornament or cash
In the form of ornaments or token rewards
In the form of goods.

लेकिन जो अिनव्हिजिबल करप्शन होते हैं जैसे ट्रॅन्सफर ऑफ प्रापर्टी और दूसरे तरह के, अुसमें अेक्स ब्रँच नहीं जा सकती है। अिसे साबित करना बडा मुश्किल होता है।

شری سی ایچ - وینکٹ رام راؤ :- آپ کنکلوژن اور آبزرویشن دیکھئے - اس میں یہ ہے -

श्री. गोविंदराव मोरे:—जो अिनव्हिजिबल करप्शन होता है वह खोजना बडा कठीन काम है अुस के लिये तो अव्वाम को ज्यादा सतर्क रहना चाहिये। अुसके बिना अुसपर काबू पाना कठिन हैं। जो हेड्स ऑफ डिपार्टमेंट हैं वह दूसरी तरह से रिश्वत लेते हैं। लेकिन जबतक अेक्स ब्रँच के सामने कोअी सुबूत न आवे वह कैसे काम कर सकती है? जो बडे बडे ओहदेदार होते हैं वे दूसरी तरह के यानी अिनव्हिजिबल रिश्वत लेते हैं जिसे खोजना कठिन है।

شری کے- انت ریڈی (بالکنڈہ):- انویزیبل کی کچھ مثالیں دیجئے- کیا کسی کو۔۔۔

श्री. गोविंदराव मोरे:—मिसालें तो बहुत हो सकती हैं। और अुन्हें तफसीलसे बताया भी जा सकता है। लेकिन अुन तमाम को मैं अेक सूत्र के रूप में आपके सामने रख रहा हूं।

شری کے - انت ریڈی :- کسی کو کسی کمیٹی کا ممبر بنانا کیا یہ انویزیبل کرپشن ہے ؟

श्री. गोविंदराव मोरे :—किसी फेल का तर्क करना, या बाज आना, और अफसर जो दूसरी तरह की रिश्वत लेते हैं वह जो रिश्वत होती है वह नजर के परे की रिश्वत होती है।

जैसा की मैंने बताया कि दूसरे तरह की जो रिश्वत होती है वह अिनव्हिजिबल होती है। बैसी होती है।

By way of fulfilling unsocial desires and wills of officers

अिसके माने आप समझ सकते हैं कि अिसमें अेक्स ब्रँच नहीं जा सकती है। ऑफिसरों को जो रेप्युटेशन होता हैं अुसे रखना पडता है। अिस तरह से बडे अफसर रिश्वत लेते हैं। व्हिजिबल अगर हैं तो आप कुछ स्टेप लेसकते हैं और अुसे साबित कर सकते हैं। अिसको रोकने के लिये गव्हर्नमेंट को अगर कुछ स्टेप लेना है तो कुछ अिन्तहाअी स्टेप लेना पडेगा और अुसपर बहुत सख्ती के साथ अमल करना पडेगा। पनाह देने की कोशिश की गयी तो कुछ फायदा नहीं होगा। वह अफसर कितना भी बडा क्यों न हो वह अगर रिश्वत लेता है तो अुसे बिलकुल पनाह देने की कोशिश नहीं करनी चाहिये। अिससे कुछ भी फायदा नहीं होगा। अिसके लिये कुछ अुसूल भी कायम करने की जरूरत है। और अुन्हे ज्यादा से ज्यादा सख्ती से अमल में लाना चाहिये। और यह मर्ज जो हमारे तमाम समाज को लगा है अुसे बाहर निकाल कर फेकने की कोशिश की जानी चाहिये।

अिस सिलसिले में हुकूमत के सामने मैं अेक चीज रखना चाहता हूं कि आज हमारे अदालतों मे जो शहादत अदाअी का तरीका है वह बहुत ही लेंग्दी (Lengthy) और कनफ्यूज्ड (Confused) तरीका है। अुसे पहले सरल बनाने की कोशिश की जानी चाहिये। अुसके सिवा अिस तरह के जो मुकद्दमात चलेंगे वह कामियाब नहीं हो सकेंगे।

[*Shri Anna Rao Ganamukhi (Chairman) in the Chair*]

आज तो पटेल पटवारी और गिरदावर जिनके सामने शहादतें पेश होती हैं वे भी रिश्वत खाते हैं। तो अैसे हालत में काम कैसा होगा ? देहातों में आम तौर से देखा जाता है कि पटेल पटवारी के खिलाफ शहादतें मिलना बडा मुश्किल होता है। अिस लिये यह जो शहादतों का तरीका है अुसे ज्यादा सरल। करने की जरूरत है। अिसमें रिप्युटेशन (Reputation) का सवाल आ जाता है। जब तक आप किसी ऑफिसर का रिप्युटेशन आदि बचाने की कोशिश करेंगे आप रिश्वत को कभी नहीं बंद कर सकेंगे।

यह जो रिपोर्ट हमारे सामने है अुसमें यह बताया गया कि हर डिपार्टमेंट में रिश्वत किस तरह से ली जाती है और अुन रिश्वतों के क्या तरीके हैं। पुलिस डिपार्टमेंट, रेव्हिन्यू डिपार्टमेंट, मेडिकल डिपार्टमेंट अितनाही नहीं बल्कि अेज्युकेशन डिपार्टमेंट भी अिससे छूटा नहीं है। अिन तमाम महकमोंमें किस तरह से रिश्वतें ली जाती हैं यह अिस रिपोर्ट में विस्तार से बताया गया है।

डिप्टी मिनिस्टर फॉर अेज्युकेशन (श्रीमती संगम लक्ष्मीबाअी) :—अेज्युकेशन में किसी तरह रिश्वत नहीं दी जा सकती है। वहां रिश्वतखोरी के लिये गुंजायश नहीं है।

श्री. गोविंदराव मोरे :—अैसा नहीं है। वहां भी रिश्वत के लिये गुंजायश है। जब टेक्स्टबुक्स लगाये जाते हैं तब, या प्रमोशन या तकर्रूरात के वक्त भी रिश्वत लेने की गुंजायश होती है। कहने का मतलब यह है कि हर जगह रिश्वत ली जाती है। जिसके बारे में रिपोर्ट मे जिकर किया गया है। रिश्वत लेनेवालों में नॉनगॅझेटेड और गॅझेटेड अफसर दोनों भी शामील होते हैं। नॉन गॅझेटेड अफसर मामूली तौर पर रिश्वत लेता है। वह १०० या २०० रुपये तक होती है। अगर कानून की खिलाफ-वर्जी करने से कुछ काम बनता हो तो अुससे कुछ पैसा हासिल करने की वह कोशिश करता है।

شری پنڈم واسدیو(گجویل) :— آنریبل ممبر تین چار شکلیں بتلائے ہیں ان میں سے رولنگ پارٹی اپنے ساتھیوں کو جو ۲۰ - ۳۰ روپیے ڈی - اے دلانے کے لئے مختلف پارٹیوں میں بٹھاتی ہے وہ کس شکل میں آتا ہے میں جاننا چاہتا ہوں -

مسٹر چیرمن :— اس کا جواب دینا ضروری نہیں -

श्री. गोविंदराव मोरे :—यह किस तरह से ली जाती है वह मैं आपके सामने बिलकुल प्लॅन और नकशे के साथ रख सकता हूं। अगर स्पीकर अिजाजत दें तो रखूंगा। लेकिन अभी समय कम है, अिस लिये मैं अुतने डिटेल में नहीं जाना चाहता हूं।

मैंने पहले ही बताया है कि नॉन गॅझेटेड लोग किस तरह से रिश्वत लेते हैं। अब गॅझेटेड अफसर किस तरह से रिश्वत लेते हैं वह मैं आपको बताना चाहता हूं। अिस कॅटॅगरी में कलेक्टर और डिप्टी कलेक्टर और दूसरे बडे बडे ओहदेदार आते हैं। यह कहा गया कि अुपर के तबके में रिश्वत कम है लेकिन यह सही नहीं है। वह अिस तरह से रिश्वत लेते हैं जो की आपको और हमको दिखती नहीं है। कलेक्टर जो रिश्वत लेता है वह किसी बेपारी को कॉंट्रेक्ट (Contract) वगैरा देते समय लेता है। या किसी को कुछ परमिट आदि देना हो तो अुसमें अुसका भी कुछ हिस्सा होता है अिसलिये कमिशन नें कहा है कि अुपर के लोगों में रिश्वत कम है, लेकिन आप यदि अिसमे डीप (Deep) जायेंगे तो आपको मालूम होगा कि वहां भी कुछ कम रिश्वत नहीं है। अुन्होंनें अितने डीप में जाने की कोशिश नही की अिस लिये वे अैसा कहते हैं।

यह कहा गया कि अिस मर्ज को कम करने के लिये अखलाक की तालिम देना जरूरी है। मैं कहता हूं कि ये जो लोग हैं वह काफी पढे लिखे हैं, और ये अखलाक काफी अच्छी तरह से जानते हैं। अिनको अखलाख सिखाने की कुछ जरूरत नहीं है। अफसरों को अखलाक सिखाने के बजाय पब्लिक को ज्यादा आगाह किया जाय कि अगर कोअी शख्स अिस तरह से रिश्वत लेता है तो तुरंत अुसके बारे में जानकारी दी जाय अगर अैसा किया जाय तो बहुत कुछ काम हो सकता है, अैसा मेरा ख्याल है।

पब्लिक को अिसमें ज्यादा हिस्सा लेने की जरूरत है। हम सबको मिलकर अिसे खतम करने की कोशिश करनी चाहियें। अिसके लिये जरूरत पडी तो जानकी बाजी भी लगानी पडती है। और अुसके लिये हमें तैयार रहना चाहिये।

हुकूमत को अगर अिसे दूर करना है और अपनी मशिनरी को अच्छा बनाने की अिच्छा है तो यदि कोअी अिस तरह कि शिकायत आती है तो अुसके बारे में बिलकुल चौकन्ना होना चाहिये। हमने फलाने को डिग्रेड किया है या अुसके अिन्क्रीमेंट रोके हैं अितना कहकर काम नहीं चलेगा।

कमिशन ने यह सिफारिश की है कि अिस काम के लिये अेक अलग डिपार्टमेंट कायम किया जाना चाहिये। यह डिपार्टमेंट अलग रखा जाय तो ज्यादा काम तो हो सकेगा और अच्छा काम भी होगा। लेकिन मुझे अिस बात का डर है कि कुछ दिन के बाद कहीं यह डिपार्टमेंट भी अुन्ही पुराने डिपार्टमेंट मे शामील न हो जाय। अिस लिये अिस तरह से डिपार्टमेंट कायम करनेसे पहले काफी सोंचना चाहिये। और अुसके बाद ही अिस पर अमल किया जा सकता है। अिस डिपार्टमेंट को कायम किया गया तोभी दूसरे भी कुछ तरीके कायम करने की जरूरत है। मिनिस्टर साहब को अिसमें ज्यादा ध्यान देना चाहिये और सिर्फ जो सी. आय. डी. की तरफसे रिपोर्ट आती है अुसपर ही पूरा भरौसा नहीं करना चाहिये बल्कि अपने किसी जानकार आदमी को भी अैसे मामले की तहकीकात करने के लिये कहना चाहिये जो बिलकुल अिपारशल (Impartial) हो और सी. आय. डी. की जो रिपोर्ट आयेगी और अिस आदमी की जो भी रिपोर्ट आयेगी अुन दोनों को देखकर बाद में कार्यवाही करनी चाहिये।

अिस तरह यदि कमिशन के जो रेकमेंडेशन्स हैं अुन्हे भी माना जाय तो भी काफी अच्छा काम हो सकता है। अितना कहते हुअे मैं अपना भाषण समाप्त करता हूं।

**Shri V. B. Raju:* I would not like to take a very long time as many of the hon. Members desire to speak on this motion.

I have come across two types of diseases: one, the mental, and the other, the physical, for which anybody and everybody gives a prescription. Dysentery, for example, is a physical disease and I have not met a single man who has not given a prescription for that. Corruption, on the other hand, is a mental disease, for which everybody is ready with a prescription, or a proposal. We have been patiently hearing about these things and we are made to understand that these prescriptions are being used effectively. And yet, the degree of cupidity is growing higher. It has spread from one rank to another; and, today, the Society is facing a great crisis, and I am not sure by invoking what force we can at least minimise its intensity. Even by invoking religion—the sanctity of religion, or by even invoking the name of God or even by preaching Ethics—even by these acts, I am not sure we will be able to minimise the intensity. This needs a very drastic approach and a surgical operation—a surgical treatment. And then alone, we can save the society from being victim to this ever-growing scourge and save certain values in society from being washed off at the onsalught of corruption.

It is not that the previous Governments or the present Government has not tried any measures. There is a Tri-

bunal and there is the Public Service Commission. The Government has referred cases to them and kept off some; the Government has published some and condoned some others. But there has not been that sense of urgency or that psychological approach by the authorities who hold power; and that has been the reason for the evil of corruption not being minimised. Not that the Government was not intending to do so but it was the value or the urgency that we associate with, the problem or the importance that we attach to it that matters. That is the point that we should consider. At last the Government has done this good job of constituting a Committee and that Committee has placed its recommendations before us. This is itself proof that the Government is seized of the problem and gives an importance to it as No. 1 problem.

When we discuss here, it is not the extent of corruption that we should assess in this House or the methods that are employed in different sectors by different types of people for different purposes. Whatever it is, the immediate way or the easiest method that we can employ in minimising this, though not eradicating it—that is the point that should engage our attention.

The one important recommendation that the Commission has made is the constitution of a Commission. This report is called "the Anti-Corruption Enquiry Commission Report". But it ought to have been "Corruption Enquiry Commission" Report. It is not a question of enquiring into anti-corruption. After enquiring into the causes of corruption the Commission concluded in one para of its report that it is not the structure or it is not any other cause that has failed to minimise corruption but it is the time-lag. The Commission felt that the effectiveness of decisions in cases of corruption and mal-practices is lost by the time-lag. The Commission would therefore like to stress that in dealing with cases of corruption and mal-practices action must both be speedy and deterrant to produce the desired effect. In my speech I want to emphasize on this point only, that is, quick, immediate and drastic action, by whatever machinery it is—whether it be on the recommendation of the Public Service Commission or it be on the recommendations of the Tribunal or any new Commission that may be constituted. Unless the Government is determined to take action, all these recommendations will go a waste. Not that the

previous bodies which have been constituted for this purpose have not enquired into or reported or recommended—they have done so. But the speed or the intensity with which the Government or the executive Authority should move, has not been there. The House feels that this is the lacuna or the missing link which should be made up.

The next question is whether the executive machinery of the Government can do so. We should take into consideration the recommendation made by the Commission to constitute a Commission for this purpose; and many hon. Members have tried to throw light on that. Should it be a part of the Executive or should it be an autonomous body? It is said it should be an independent body in the report itself. The autonomous bodies that we have got today are the Public Service Commission, the High Court and the hon. the Speaker's office. These are the autonomous bodies which are not under the purview of the Executive. Does the Commission mean such similar body to be constituted? If such a body as the Public Service Commission is to be constituted as suggested at one place, it can only recommend things; it cannot investigate and it cannot enquire and it cannot interfere with the day-to-day working; it cannot even call for files, unless some other Department in the Executive helps that Commission. We must be specific about our recommendation—whether this Commission should be an investigation machinery in the Executive of the Government or whether it should be kept separate taking the assistance of some other department in the Government?

In my opinion, the correct course would be that there should be some executive Department which should assist this new Commission. There is already an anti-corruption Department. But it is not very effective; it is not moving quickly; its mobility is not appreciable. So, it is felt that such a Department should be under the Chief Secretary or a senior Officer like that and should have close liason with that Commission. It should not be at the mercy of the Departmental Secretaries or heads of Departments—I would say at the moment, nor at the mercy of the Ministers. Since it is an emergent problem, since we have given importance to the solution of this problem, we must see that this body has special powers and it can get sufficient assistance from the executive machinery which as I have just now suggested should be under the Chief Secretary. If the Chief Secretary or an Additional Chief Secretary could work as the Secre-

tary of the Commission, I think that the co-ordination factor would also be satisfied. But the difficulty that arises is only this: what about the Public Service Commission?

There is some sort of—I do not call it clash— confusion in respect of what matters should be referred to the Tribunal even now, and what matters should be referred to the Public Service Commission. In disciplinary matters both have got the purview, but in the Act constituting the Tribunals it is said that the Government would decide what matters should be referred to the Tribunal and what matters to the Public Service Commission. In my opinion, when this new Commission is constituted it may be necessary to amend the Public Service Commission Rules. Some may feel that the Constitution will come in the way, but in my opinion, it may not come in the way. Article 320 (3) (*c*) of the Constitution reads thus:

..........the State Public Service Commission.........shall be consulted.......................

(*c*) on all disciplinary matters affecting a person serving under the——Government of a State in a civil capacity, including memorials or petitions relating to such matters".

Thus, there is an obligation placed on the State Government to consult the Public Service Commission in disciplinary matters. The proviso to the Article reads thus:

"Provided that the····Rajpramukh may make regulations specifying the matters in which either generally, or in any particular class of case or in any particular circumstances, it shall not be necessary for a Public Service Commission to be consulted".

Taking the help of the proviso, it may be possible to amend the Rules of the Public Service Commission to avoid any reference. Otherwise, what happens is, even after constituting this Commission, the Government after receiving the recommendations of the Commission will, perforce, be compelled to refer the matter to the Public Service Commission, and the bottleneck which we have been feeling hitherto will not be avoided, and two autonomous bodies, the Public Service Commission and this new Commission, enquiring into the same matter will result in delay. Therefore, I want to avoid one body from the picture and save time and see that the matters are disposed of quickly. By amending the Rules

of the Public Service Commission we can give powers to the Commission to recommend to the Government as to what action has to be taken. Necessary legislation as has been suggested by the Commission has to be introduced and quick action must be taken.

I can only, in the end, stress again that if the Government would take into its head that this matter should be given due attention and results must be achieved, at the district level, with the Collector as the Head, certain advisory Committees to begin with, should be constituted. These advisory Committees will be in a position to receive complaints directly from the people and those complaints will be transmitted to the Commission. It is very necessary to obtain the people's co-operation in this regard. But in an enquiry or on the investigation side it may be difficult initially to associate non-officials. There will be some sort of looseness springing up if non-officials and officials come and interfere with the day-to-day administration. So, for some time to come, the non-officials in association with officials would work in an advisory capacity. Thereby, we can fill a gap. That is, through public co-operation and the complaints that are received, the Advisory Committee will try to secure any other information, which may be of public knowledge, or non-officially in respect of a particular case, and will thus be able to help the Commission at the top. I would conclude by repeating what I have already stated, *viz.*, that at the district-level advisory Committees should be formed, and on the executive side an anti-corruption Department under the the Chief Secretary should be created, and a Commission of two or three Members, vested with the necessary powers and eliminating the process of reference to the Pulbic Service Commission, should be constituted.

شری انا جی راؤ گوانے :- مسٹر اسپیکر سر - آج جو رپورٹ هاؤس کے سامنے ہے اوس سے متعلق چرچا کرتے وقت یه کہنا ضروری نہیں هے که کرپشن کس طرح سے هوتا هے اوس کے کتنے کوالیفیکیشنس (Qualifications) هیں اور کتنے اقسام هیں - کیونکه خود کمیشن نے یه تمام چیزیں هاؤس کے سامنے رکھی هیں که همارا کوئی ڈپارٹمنٹ ایسا نہیں هے جس میں کرپشن نہیں هے - انہوں نے صاف طور پر یه بیان کیا هے که کرپشن هائیسٹ اسٹیپ (Highest step) پر پہنچ چکا هے - اگر اس کو دور کرنے کے لئے حکومت نے ڈراسٹک اسٹیپ (Drastic step)

نہیں لیا تو انہوں نے آپ کے لئے خطرے کی گھنٹی بجائی ہے - میں پورے ہاؤس کو یہ بتا نا چا ہتا ہوں کہ یہ مسئلہ خا ص طو ر پر کسی پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ہمارے پورے اڈمنسٹریشن کا مسئلہ ہے اس لئے حکومت کے سامنے خاص طور پر یہ چیز رکھنا چاہتا ہوں کہ جو بیاری ہمارے اڈمنسٹریشن کو لگی ہوئی ہے ممکن ہے کہ آج ایک پارٹی کی حکومت ہے کل دوسری پارٹی کی حکومت آجائے لیکن یہ بیاری جب تک رہیگی اڈمنسٹریشن ٹھیک نہیں ہوسکے گا - جس طرح ہمارے ہاں کچھ دن پہلے فسادات کی وجہ سے ان سیکیورڈ (Unsecured) فضا پیدا ہوگئی تھی جس کے تعلق سے گورنمنٹ نے یہ سوچتے ہوئے اور دوسری پارٹیوں سے کو آپریشن کرتے ہوئے کہا کہ صرف گورنمنٹ سے اس کا تعلق نہیں ہے بلکہ راشٹریہ اننی (राष्ट्रीउन्नति) کے لحاظ سے اوسکو دیکھنا چاہئے اسی طرح گورنمنٹ اس معاملہ میں بھی خاص طور پر فل کو آپریشن (Full Co-operation)کےساتھ پارٹی کا لحاظ کئے بغیرجب تک اس کو دور کرنیکی کوشش نہ کریگی یہ چیز دور ہونے والی نہیں ہے اور اگر تمام پارٹیوں کے کوآپریشن کے ساتھ اس کو دور کرنے کی کوشش کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت آسانی کے ساتھ یہ کام ہوسکتا ہے - اس کو پارٹی پالیٹکس (Party politics) کا رنگ دیکر سرویسس پر الزام لگائیں تو یہ چیز دور ہونے والی نہیں ہے لیکن اس تعلق سے یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ ہماری پارٹی کی طرف سے کیا غلطیاں ہوتی ہیں - جب تک ان غلطیوں کو دور کرنے کی کوشش نہ کریں گے صرف مرہم پٹی سے یہ مرض اچھا ہونے والا نہیں ہے - کرپشن بڑھ رہا ہے - ظاہر ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہے - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اس کو دور کرنے کے لئے کتنی کوششیں کی گئیں - جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو یہ چارج لگانے پر مجبور ہیں کہ کرپشن کو دور کرنے کی بجائے زیادہ کرنے کی جانب توجہ کی گئی ہے - اس لحاظ سے میں کہوں گا کہ انٹی کرپشن کمیشن نے جو سفارشات آپ کے سامنے رکھے ہیں اون سفارشات کو صحیح معنوں میں امپلی منٹ (Implement.) کرنا چاہئیے اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کرپشن رہ سکتا ہے بشرطیکہ گورنمنٹ بھی پارٹی پالیٹکس کو ملا کر سختی سے اس کو ہینڈل (Handle) کرنے کی کوشش کرے - کمیشن نے اس کو دور کرنے کے دو طریقے بتائے ہیں - ایک لانگ ٹرم اور دوسرا شارٹ ٹرم لیکن کرپشن کے وجوہات جو کمیشن نے بتائے ہیں اوس کا ڈائرکٹ تعلق گورنمنٹ کی مشنری کے علاوہ رولنگ پارٹی (Ruling party) سے بھی آتا ہے - جیسا کہ انہوں نے کہا سربراہی - انسٹی ٹیوشن کے لئے چندے جمع کرنا وغیرہ اس قسم کے چارجس (Charges) انہوں نے لگائے ہیں اور یہ وجوہات بتائے ہیں جن کی وجہ سے کرپشن کے لئے عہدہ داروں کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے - پارٹی پالیٹکس کی بھی ایک وجہ انہوں نے بتائی ہے - ان چیزوں پر ہمیں ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئیے کہ یہ چیزیں کس طرح دور کی جاسکتی ہیں - رولس (Rules) میں تو کہیں یہ چیز نہیں ہے کہ جب آفیسرس دورے پر

جاتے ہیں تو انکی سربراہی کا انتظام کیا جائے - لیکن یہ حالات موجود ہیں اور ان کو دور کرنے کی جانب متوجہ ہونا چاہئیے - اس جانب خاص طور پر رولنگ پارٹی کو متوجہ ہونے کی ضرورت ہے - منسٹرس اور سکریٹریز کا یہ کام ہے - اگر یہ لوگ کرپشن کو دور کرنا چاہیں تو میں سمجھتا ہوں جلد یہ مرض دور ہوسکتا ہے - دوسری چیز جیسا کہ یہاں بتایا گیا یہ ہے کہ اس کے لئے ایک کمیشن مقرر کرنا چاہئیے اور وہ کمیشن ایسے ارکان پر مشتمل ہو جو در اصل اس بیماری کو دور کرنا چاہتے ہیں - ان کا فرض ہونا چاہئیے کہ وہ ضلع ضلع کا دورہ کرکے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں اور جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے سجھاؤ پیش کیا کہ ہر ضلع میں ایک اڈوائزری باڈی (Advisory Body) مقرر کرنا چاہئیے - جو شکایت لوگوں کی جانب سے آجائے وہ اون کے سامنے آئے - کمیشن یا پبلک سرویس کمیشن یا ٹریبیونل جو کوئی بھی ہو اون تک عوام آسانی سے پہنچ سکیں - یہ طریقہ اختیار کیا جائے تو کم از کم پبلک کو معلوم ہوسکے گا کہ کرپشن واقعی دور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے - اس کمیشن میں بتایا گیا ہے کہ چند لوگوں سے اویڈنس (Evidence) لی گئی - میں سمجھتا ہوں کہ عام طور پر تو کوئی دیہاتی آدمی اون تک نہیں پہنچ سکتا - بہت سے آنریبل ممبرس - یا گورنمنٹ آفسرس یا انٹیلیجنشیا (Intelligentia) کمیشن کے سامنے اویڈنسی کے طور پر بیان دئے ہوں گے - اون میں سے چند لوگوں نے یہ کہا ہے کہ ہم کو معلوم ہی نہیں کہ ایسا کوئی ڈپارٹمنٹ یا ٹریبیونل ہے جو اس قسم کے معاملوں کی تحقیقات کرتا ہے - اس سے کیا پتہ چلتا ہے - کرپشن دور کرنے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا وہ پبلک کو معلوم ہونا چاہئیے - صرف - صرف انٹیلیجنشیا کلاس تک ہی پہنچایا گیا تو کیا فائدہ ہوگا - اس لئے میرا یہ کہنا ہے کہ کمیشن نے جو ریکمنڈیشنس کئے ہیں اون پر غور کرکے اس کو اس طرح بنایا جائے کہ ایک معمولی آدمی بھی اون تک پہنچ سکے - اور اپنی شکایت پیش کرسکے - جب تک یہ پروسیجر اڈاپٹ نہیں کیا جائیگا کرپشن مینیائز (Minimise) نہیں ہوسکتا - لیکن کمیشن کے ریکمنڈیشن کو منظور کرنے کے علاوہ اور بھی جو طریقے ہوسکتے ہیں وہ بھی اختیار کرنا چاہئیے - جیسا کہ میں نے پہلے کہا سیاسی پارٹیوں کے فل کوآپریشن کے ساتھ ہر پارٹی کو کانفیڈنس میں لیکر سب لوگ متفق ہوکر کوشش کریں تو یہ بیماری دور ہوسکتی ہے - اور ہم ایک طرح اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکتے ہیں - آنریبل ڈپٹی منسٹر کو ہنسی آرہی ہے لیکن میں دعوی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ....

डिप्टी होम मिनिस्टर (श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—मैं आपके बोलने पर नहीं हस रहा हूं, बल्कि मैं अिधर कुछ बातचीत कर रहा था ।

شری اناجی راؤ گوانے :— اگر آپ صحیح معنوں میں اس چیز کو کرنا چاہتے ہیں تو پبلک میں یہ فیلنگس (Feelings) پیدا کیجئیے کہ ہم سب

لوگ مل کر اس کینسر (Cancer)کو ختم کرنے کے لئے متفقہ طور پر کوشش کریں ۔ وہ جو طریقے اختیار کرینگے اوس کی پبلیسٹی پبلک میں اچھی طرح کرنی چاھئیے ۔ تاکہ ہر شخص کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوجائے کہ اگر کوئی شخص رشوت لینے کی کوشش کرے تو ہم قریب ھی میں کسی مقام پر جاکر اسکی اطلاع کرسکتے ہیں ۔ اور فوراً اوس کو دور کراسکتے ہیں ۔ جب تک یہ طریقہ اختیار نہیں کیا جائیگا تب تک آپ کے کمیشن اچھی طرح کام نہیں کرسکینگے ۔ کرپشن ویسا ھی رھیگا اور کمیشن اپنی جگہ رھینگے ۔ اس لئے میں نے جو سجیشنس رکھے ہیں اون پر غور کیا جائے کہ اس کے متعلق پبلک میں زیادہ پبلیسیٹی کی جانی چاھئیے تاکہ شکایت کرنے والوں کی شکایت آسانی سے رفع ہوسکے ۔ اتنا کہہ کر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

شری ایم ۔ کنڈل ریڈی (کنارم) :- مسٹر اسپیکر سر ۔ آج ھمارے ھاؤس کے سامنے جو رپورٹ زیر بحث ہے اوس کے متعلق کسی مکتب خیال اور کسی سیاسی پارٹی کے آنریبل ممبروں میں اختلاف رائے نہیں ہوسکتا کہ رشوت کا انسداد ہونا چاھئیے ۔ اسی امر پر سب ھی متفق ہیں ۔ بیماری سب تسلیم کرتے ہیں ۔ مگر ہم کو سوچنا یہ ہے کہ دراصل یہ بیماری ہے کہاں ۔ سالانہ (۳۶) روپیہ تنخواہ پانے والے سیت سندھی سے لیکر ایک کروڑ روپیہ پانے والے راج پرمکھ تک سب یہی کہتے ہیں کہ رشوت بند ہونا چاھئیے ایک ووٹ دینے والے ووٹرسے لیکر ایک لاکھ ووٹرس حاصل کرنے والے اسمبلی کے ممبروں تک سب یہی کہتے ہیں کہ رشوت ہے ۔ بند ہونا چاھئیے ۔ ھمارے سامنے جو رپورٹ پیش ہوئی ہے اوس میں یہ بتایا گیا ہے کہ گورنمنٹ سرونٹس جو رشوت لیتے ہیں اوس کا انسداد کس طرح کرنا چاھئیے ۔ لیکن ایک چیز میں عرض کرونگا ۔ جو بیجا نہیں سمجھی جائیگی ۔ دراصل رشوت اور بدعنوانی کی شکل کیا ہے ۔ بہت سے آنریبل ممبر کہہ چکے ہیں کہ ھمارا سماجی نظام ۔ ھمارا معاشی نظام اور حکومتی نظام ھی ایسا ہے کہ اوس میں اسکی گنجائش ہے ۔ جو گورنمنٹ سرونٹس ناجائز طریقہ پر پیسہ حاصل کرتے ہیں اوس کا نام رشوت ہے ۔ ایک بیوپاری ہے جو سالانہ دس لاکھ روپیہ حاصل کرتا ہے اوس کا نام ہے منافع ۔ ایک زراعت پیشہ زمیندار اپنے قبضہ میں ہزاروں ایکر زمین رکھتا ہے اور آمدنی پیدا کرتا ہے اوس کا نام ہے زراعتی آمدنی ۔ ایک لیڈر لوگوں سے پیسہ جمع کرتا ہے اوس کا نام ہے چندہ ۔ ایک آدمی سالانہ (۵۲) ہزار روپیہ کماتا ہے اوس کا نام ہے تنخواہ ۔ اور جو لوگ سو دوسو روپیہ یا پچاس ساٹھ روپیہ تنخواہ کے عہدہ پر ہوتے ہیں وہ پیسہ کماتے ہیں تو اوس کا نام ہے رشوت ۔ ٹھیک ہے ۔ اس کی شکل اور سوروپ (स्वरूप) الگ الگ ہیں ۔ دراصل یہ ناجائز کمائی ہے یہ سماج کے لئے نقصان دہ ہے ۔ ھمارا حکومتی اور سماجی نظام ایسا ہے جس میں عہدہ دار ۔ ساھوکار زمیندار وغیرہ ان طبقوں کی وجہ سے بدعنوانیاں پیدا ہوتی ہیں ۔ سب آنریبل ممبرس نے ملک کے تمام لوگ اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ رشوت ہے ۔ سب کی یہی رائے ہے کہ اس کا انسداد کیا جانا چاھئیے ۔ لیکن انسداد کے متعلق جو طریقہ بتلائے گئے ہیں اوس

سلسلہ میں اختلاف ہے اور وہی مسئلہ حل طلب بھی ہے - میں ہاؤس کا زیادہ وقت نہ لیتے ہوئے اتنا ہی عرض کرونگا کہ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں یہ کہا ہے کہ اس کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے تاکہ رشوت کا انسداد ہوسکے - میں اس سلسلہ میں چند تازہ واقعات ہاؤس کے سامنے پیش کرونگا - قبل اس کے کہ میں کچھ اپنے تاثرات کا اظہار کروں مجھے ایک شبہ ہوتا ہے - مثال کے طور پر ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں ہمارے گاؤں میں سنہ ۱۲۸۲ ف میں ایک مقطعہ دار رہا کرتے تھے اون کو حساب لکھنا نہیں آتا تھا - (میرے پاس اوس کے متعلق کاغذات بھی موجود ہیں) پٹیل پٹواریوں سے حساب لکھایا کرتے تھے - جب کبھی مقطعہ دار کسی کو پانچ دس روپیہ دینے کے لئے کہتے تو پٹیل پٹواری اوس رقم کو کئی بار لکھتے کہ فلاں شخص کو دی گئی - فلاں کو دی گئی - فلاں کو دی گئی تین چار بار اس طرح رقم کو دھراتے اور اون کی حجامت کرتے تھے - پٹیل پٹواریوں میں سے غالباً کسی کو اپنا حصہ نہیں ملا ہوگا اوس نے مقطعہ دار کے پاس رپورٹ کردی کہ یہ لوگ حساب میں غلطیاں کرتے ہیں - اون کو چک کرائے تو پول کھل جائیگا - اون کو بھی شبہہ تھا انہوں نے اپنے ایک رشتہ دار کو حساب چک کرنے کے لئے بلوایا جو حساب جانتے تھے - جب پٹیل پٹواری کو معلوم ہوا کہ حساب جانچنے والے آئے ہیں تو انہوں نے اون صاحب کو ایک سو روپیہ دے دئے (یہ کوئی قصہ کہانی نہیں حقیقی واقعہ ہے) حساب کی جانچ کرنے والے صاحب نے وہاں پندرہ دن مقام کیا - مقطعہ کی دس بارہ مرغیاں - دو چار بکریاں اور سو پچاس انڈے کھائے اور پھر آخر میں تصفیہ کیا کہ واقعی حساب میں غلطی ہے - مگر وہ اس طرح کہ خود مقطعہ دار صاحب کے دو سو روپیہ نکلتے ہیں - گویا انہوں نے ایک الٹا ہی حساب نکالا - اس لئے میرا یہ کہنا ہے کہ انسداد رشوت کے لئے جو طریقے اختیار کئے جائینگے اوس کا نتیجہ اسطرح نہیں ہونا چاہئے - رشوت پرانے زمانے سے چلی آرہی ہے اوسکے انسداد کے لئے بھی ایک زمانے سے کوشش ہوتی رہی ہے - خود نظام گورنمنٹ کے زمانہ میں بھی کئی کمیٹیاں مقرر تھیں - اس لئے پرانے تلخ تجربات کو پیش نظر رکھکر کوئی ایسا قدم اٹھایا جائے جس میں غلطیاں نہ ہوں - میں دو چار مثالیں رشوت کی کارروائیوں کی بتاتا ہوں جو میرے ہاتھ پر چلی ہیں اور جو بالکل تازہ ہیں تاکہ ہاؤس کو معلوم ہوجائے کہ کمیٹیاں رہنے کے باوجود بھی رشوت کم نہیں ہوئی - آئندہ ہم جو طریقہ اختیار کریں اوس وقت ان امور اور غلطیوں کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے - ہمارے گاؤں میں مدرسہ کی ایک بلڈنگ تھی وہ ایک پرانی عمارت تھی جو گرتی جا رہی تھی - وہاں کے صدر مدرس صاحب نے تعلیمات کے مہتمم صاحب کو رپورٹ کی کہ اسکی داغ دوزی کے لئے پیسے دئے جائیں - جب پیسے آگئے تو صدر مدرس صاحب وہ پیسے بھی کھا گئے - اور مکان کی لکڑی وغیرہ بھی فروخت کرلئے - مہتمم صاحب کو مخبری کے طور پر ایک مقامی شخص نے درخواست دی - لیکن کوئی فیصلہ نہیں ہوا - صدر مدرس صاحب نے مدرسہ کی کچھ زمین بھی بیچ لی - لیکن نہ اون سے پیسہ وصول کئے گئے نہ اونکا وظیفہ بند کیا گیا - رشوت کی کئی قسم رہتی ہیں اور اس میں دینے والا اور لینے

والا دونوں بھی مجرم ہوتے ہیں - دینے والا اس لئے خوشی سے دیتا ہے کہ اوسکو ناجائز فائدہ ہوتا ہے- مثلا ہمارے پاس تمباکو کی کاشت پر گورنمنٹ نے ٹیکس لگایا ہے - رعایا یہ خیال کرتی ہے کہ اگر کاغذات میں صحیح رقبہ درج ہو جائے تو کافی ٹیکس لگ جائیگا - کچھ دیکر کہا جاتا ہے کہ کم رقبہ ہی درج کردیجئے - میں نے جب اس چیز کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی تو ناکامی ہوئی - باوجود اسکے کہ میں نے اوسکو اطمینان دلایا لیکن رشوت دینے والا اس امر پر راضی نہیں ہوا کہ اوسکو قبول کرلے - بعض رشوت ایسی ہوتی ہے کہ جبراً وصول کی جاتی ہے - مثلا انکم ٹیکس کے آفسس سے ساہورکاروں کو نوٹس دیجاتی ہے کہ تمھارا اتنا سرمایہ ہے یہ حساب کا تخته ہے تم اتنا ٹیکس داخل کرو - ہمارے گاؤں میں چار ساہوکاروں کے نام نوٹسیں آئیں - وہ لوگ دفتر میں گئے - جب میں نے اون سے پوچھا کہ کیا تصفیہ ہوا تو کہنے لگے کہ ہم آفیسروں سے مل لئے ہیں معاملہ رفع دفع ہوگیا - ہماری ریاست میں چند قوانین ایسے ہیں کہ اونکی وجہ سے مجبور ہوکر رشوت دنیا پڑتا ہے - جیسا کہ میں نے پچھلے سال آبکاری کے حق مالکانہ کی وصولی کے سلسلہ میں جو ایک درخت پر دو ڈھائی روپیہ سے زیادہ نہیں ملتا کسی کسان کو اپنے گاؤں سے خزانہ پر جا کر رقم حاصل کرنا پڑتا ہے - دس بارہ میل کا فاصلہ طے کرکے اوسکو جانا پڑتا ہے اور پھر وہاں اوسکو اوس رقم کے لئے پٹیل پٹواری کی تصدیق حاصل کرنی پرتی ہے - نمبر اندازی کی تصدیق - گرد اور کی تصدیق سب انسپکٹر آبکاری کی تصدیق - صیغه دار متعلقه کی تصدیق صیغه دار انجمن کی تصدیق - محفوظ قولدار کی تصدیق - فوطه دار کی تصدیق وغیره وغیره ان سب لوگوں سے تصدیق حاصل کرکے اوسکو رقم لینا پڑتا ہے - اوسکے علاوہ جب کسان اوس آفس میں جاتا ہے تو وہاں اوسکا کوئی خلیرا بھائی تو نہیں ہونا کہ جاتے ہی پیسے دے دئے جائیں کردی نویس وغیرہ کو بھی کچھ دینا پڑتا ہے تب کہیں رقم ملتی ہے - میں نے اس سلسلہ میں منسٹر صاحب کو متوجہ کیا کہ فلاں فلاں اشخاص نے اتنا لیا ہے وغیرہ رعایا کی درخواستیں میرے پاس ہیں - میں نے اسکے متعلق رپورٹ پیش کی مجھے اوسکا جواب کیا ملتا ہے میں وہ سناتا ہوں - جواب ملتا ہے -

”بجواب درخواست مورخه فلاں - فہمائش دیجاتی ہے کہ آپ کا ایم - ایل - اے - بنتا کافی نہیں - اوسکے فرائض سے بھی واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے - ورنہ عوام کو فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان پہنچاؤ گے ،، -

میں نے تحریک یہ کی تھی کہ دیکھئے یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے - آپ پابندی کیجئے - لینے والے اور دینے والے بہت سے ہیں اور میرے پاس انکے فائلس بھی بہت سے ہیں لیکن لینے والے اور دینے والے کدھر گئے پتہ نہیں اب بلا مجھ پر پڑی ہے - کہا جاتا ہے کہ تم جو الفاظ مدرسے میں پڑھے ہو انکے یہ معنے نہیں ہیں - بلکہ انکے معنے پولیٹیکل ڈکشنری میں کچھ اور ہوتے ہیں - جو رشوت دیتے ہیں اور لیتے ہیں تم بھی اون سے کچھ مانگ لیکر خاموش بیٹھنا تھا - یہ سب کہاں کی لگائے - یہ کہا گیا - (Laughter) حالانکہ آپکے کمیشن کی رپورٹ میں بھی ہے کہ آبکاری کی

ایک ایک بیٹھک وصول ہوتی ہے لیکن میں آپکو بتلاتا ہوں کہ ایک نہیں بلکہ دو دو بیٹھک وصول کرتے ہیں - اس سلسلہ میں آنریبل منسٹر صاحب کو ایک رپورٹ دیا تھا اس کا جواب مجھے یہ ملتا ہے -

(It is sent to the Excise Commissioner on 16-1-1954 for necessary action).

یہ رسید مجھے ۱۶ جون سنہ ۱۹۵۴ع کو ملی جسکا آج تک اور کچھ نتیجہ نہیں نکلا میں اسکے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں -

جا کر دعا جناب الہی میں رہ گئی
عرضی پہنچ کے دفتر شاہی میں رہ گئی
بے کس سمجھ کے وہ آئی نہ تیرے ساتھ
تقدیر بارگاہ الہی میں رہ گئی

میں ایک اور چیز عرض کرنا چاہتا ہوں - ہمارے پاس ایک گرداور مال ہے وہ تلف مال کی کارروائیاں شروع کئے - میں آنریبل منسٹر اگریکلچر کے پاس جا کر کہا کہ آپ جو لیوی کا تقاضہ کر رہے ہیں وہ سخت ہے - لیکن آنریبل منسٹر نے اسکا جواب کچھ نہ دیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گرداور ستر ہزار میں سرکار کو ڈبایا اور خود سات ہزار روپیہ گھٹ کرلیا - اس طرح تلف مال کی منظوری یعنی والی رعایا سب پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے نہیں - یعنی پی - ڈی - ایف - کے بھی ہیں سوشلسٹ کے بھی ہیں کانگریس کے بھی ہیں - میں نے کوشش کی کہ مقدمہ چلایا جائے مگر مجھ سے رعایا نے یہ کہا کہ کہاں بدعنوانیوں کی لیکر بیٹھے ہیں تم کو بھی کچھ کرالینا ہے تو کرالو کیونکہ پیسہ دئے بغیر وہ معاف نہیں ہوتا اور معاف نہیں ہوا تو پھر اتنا غلہ سرکار کو بھرنا - لوگوں نے یہ کہا کہ قانون دانوں کی بات تم جانو تمہاری اسمبلی جانو ہم کو آ کر مت بتاؤ - (Bell was rung) - ایک لاوارث آدمی کے ساتھ اتنی جلدی مت کرو - (Laughter)

سال حال گذشتہ جنوری میں ایک واقعہ ایسا ہوا کہ ایک گرداور نے چالیس ایکر تری کو فرضی طور سے تلف مال میں شامل کردیا - میں اس گاؤں میں جا کر پوچھا کہ تلف مال کہاں ہوا ہے تو گاؤں والوں نے کہا کہ تلف مال ہمارے پاس کچھ نہیں ہوا - ڈپٹی کلکٹر اور تحصیلدار وہاں لیوی کے لئے آئے تو میں نے ان سے کہا کہ صاحب ذرا ریکارڈ منگوائیے مجھے دیکھنا ہے تو چالیس ایکر کا ریکارڈ اس میں بھی نہیں ہے - پٹواری کو عہدہ داروں نے ڈانٹ کر پوچھا تو اوس نے کہا کہ تلف مال میں لکھا ہوا ہے لیکن گاؤں والوں کو بلوا کر پوچھا گیا تو انہوں نے نفی میں جواب دیا کیوں کہ نہ پنچنامہ ہوا اور نہ کسی کو معلوم ہے بلکہ سب معاملہ فرضی تھا - حالانکہ فی ایکر ۸ پلے دھان اس میں ہوا لیکن اس کو تلف مال میں لے لیا گیا - ڈپٹی کلکٹر صاحب بیانات لے لئے - میں پوچھا کہ صاحب اس پر کیا کارروائی کریں گے تو انہوں نے کہا کہ

چارج لگائینگے ۔ اس کے بعد اب دیکھتا ہوں تو وہ گرداور اور پٹواری ویسے ہی ہیں اور ڈپٹی کلکٹر صاحب اور تحصیلدار کا تبادلہ ہوگیا ہے ۔ اب میں وہ ریکارڈ دیکھنا چاہتا ہوں تو وہ بھی نہیں ہے۔ چلو ''لا الہ الا اللہ '' میں سچ کہتا ہوں کہ وہ مثل ہی نہیں ہے ۔ (Laughter) ۔ (Bell was rung) صرف اور تین منٹ ۔ میں ایک ایک آنریبل ممبر سے ایک ایک منٹ بھی لیا تو اور دس منٹ مجھے مل سکتے ہیں ۔ (Laughter) ۔

اس طریقہ سے میں دو تین اکزامپلس ہاؤس کے سامنے رکھا ہوں لیکن یہ اس وجہ سے نہیں رکھا کہ آپ جو قانون بنا رہے ہیں اس کو ری ٹراسپکٹیو ایفکٹ (Retrospective effect) دیکر پچھلے کارروائیوں کو بھی اس کے تحت لیں ۔ (Laughter) لیکن اگر آپ ان کو اس کے تحت لینا چاہے بھی تو لے سکتے ہیں ۔ آپ دوسرے قوانین کو تو ری ٹراسپکٹیو ایفکٹ دے سکتے ہیں لیکن اس قانون کو نہیں دے سکتے ۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا ۔ لیکن عہدہ دار اس پر نظر رکھیں کہ کس طریقہ سے کرپشن کا انسداد ہوسکتا ہے۔ میں جو دو تین مثالیں دیا ہوں ویسے اورکئی مثالیں دے سکتا ہوں لیکن ان کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ سب اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ کرپشن ہے اور سب آنریبل ممبرس کو مجھ سے زیادہ ہی تجربہ ہوا ہوگا ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اب کرنا کیا چاہئے ۔ یہ قانون لگانداری کا مسئلہ تو نہیں ہے کہ فیملی ہولڈنگ کے لئے ایک پارٹی کچھ کہے اور دوسری پارٹی کچھ کہے ۔ یہ تو متفقہ مسئلہ ہے۔ اس لئے پہلے سے سوچ لینا چاہئے ۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگرچیکہ یہ رپورٹ گورنمنٹ سرونٹس سے متعلق ہے مگر بد عنوانی کا تعلق صرف اون ہی سے نہیں ہے بلکہ سماج میں رہنے والے ہر شخص سے بدعنوانی کا سوال متعلق ہو سکتا ہے اور جب تک معاشی نظام میں تبدیلی نہیں ہوتی یہ بد عنوانیاں رہینگے ۔ آپ کے قوانین ہی کچھ ایسے ہیں کہ رشوت بغیر دئے کام نہیں بنتا ۔ دفتریت کا چکر کاٹتے کاٹتے اتنی دیر لگتی ہے کہ کام وقت پر نہیں ہوسکتا اس لئے مجبوراً رشوت دیکر کام نکالنا پڑتا ہے۔ چنانچہ میں جانتا ہوں کہ ایک مقدمہ ۱۲۹۹ ف سے چل رہا ہے اور اب سنہ ۱۹۵۴ع میں یعنی ۶۳ سال کے بعد بھی اس کا تصفیہ نہیں ہوا ہے بلکہ وہ ابھی زیر تصفیہ ہے ۔ اس لئے آپ کو قوانین ایسے بنانے چاہئیں کہ کم سے کم مدت میں تصفیہ ہوجائے ۔ اور رشوت لینے والوں کو ایسی دھشتناک اور عبرتناک سزا دی جائے کہ کسی کی ہمت نہ ہوسکے ۔ آپ یہ نہ دیکھئے کہ ایویڈنس نہیں ملتی ۔ آپ یہ دیکھئے کہ ایک معمولی گورنمنٹ سرونٹ کے پاس اس قدر روپیہ کہاں سے آیا ۔ ایک آفیسر کی ہنمکنڈہ روڈ پر پچاس ہزار کی بلڈنگ ہے ۔ ایک لاکھ کی پالیسی ہے روز دسترخوان پر مرغیاں اڑتی ہیں تو یہ آخر آیا کہاں سے ۔ یہ آپ کیوں نہیں پوچھتے ۔

[*Mr. Deputy Speaker in the Chair.*]

لیکن جیساکہ کہا جاتا ہے ایک کمیٹی بنائینگے ۔ ایک قانون کے تحت شہادت لی جائیگی پھر تحقیقات ہوگی تو یہ اتنا لمبا پروسیجر ہے کہ اس سے رشوت ستانی کا انسداد

ہونا نا ممکن ہے اور یہ بھی کہ ساری ریاست میں ۲۲ ہزار دیہات کے لئے ایک ہی کمیٹی کافی ہے انسداد رشوت ستانی ناممکن ہے ایک ہی کمیٹی کے اگر ہر ضلع اور تعلقہ کے لئے کمیٹیاں بنائی جائیں اور جہاں کہیں رشوت ستانی کے واقعات ہوں اس کی فوراً تحقیقات کرکے دہشت زدہ اور عبرتناک سزا دی جائے تو اس کا انسداد ہوسکتا ہے نیز وہ کمیٹیاں بھی اپنے طور پر آزاد ہوں ۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

شری شرن گوڑہ انعامدار (اندولہ ۔ جیورگی) :— آج جو رپورٹ ہاؤس کے سامنے ہے . . .

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :— میں امید کرتا ہوں کہ آپ دس منٹ میں ختم کرینگے ۔

شری شرن گوڑہ انعامدار :— بیس منٹ میں ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :— صرف دس منٹ میں ۔

* شری شرن گوڑہ انعامدار :— اس رپورٹ کے بارے میں ہر دو جانب سے کہا گیا ہے ۔ میں بھی اس سلسلہ میں ایک چیز کہنا مناسب سمجھتا ہوں ۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے (بہت سے لوگ اس کو بیماری کہتے ہیں) جو باہر سے نہیں آتی جیسے قدرتی طور پر دوسری بیماریاں اور اپیڈ مکس باہر سے آتی ہیں بلکہ کرپشن ایک ایسا مرض ہے جو انسان کے اندر ایک بیماری کی طرح پیدا ہوتا ہے اور وہیں سے اس کی ابتدا ہوتی ہے ۔ کمال کی بات یہ ہے کہ اس کا اپیڈ مکس یا دیگر امراض کی طرح سے باہر سے کوئی علاج نہیں کیا جاسکتا یہ کوئی فلڈ (Flood) یا اور کسی قسم کی آسمانی مصیبت نہیں ہے جس کے انسداد کے لئے ہم بیرونی تدابیر اختیار کریں بلکہ یہ ایسی چیز ہے جو ہمارے دل سے نکلتی ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جہاں جو مرض پیدا ہوتا ہے وہیں اسکو روکنے کے لئے علاج بھی کرنا چاہئے ۔ تب ہی یہ چیز جلد ختم ہوسکتی ہے ۔ مال پراکٹیسس (Malpractices) یا کرپشن کا مسئلہ حیدرآباد میں پولیس ایکشن کے بعد ہی زیادہ ہوا یا اس کا وجود پہلے نہیں تھا بلکہ اب ہوا ہے ایسی تو کوئی بات نہیں ہے ۔ بلکہ جب سے دنیا میں سماج نے جنم لیا ہے اور انتظامات کے مختلف طریقے رائج ہوئے ہیں تب سے اس کا وجود بھی ہے ۔ اس کو دور کرنے کے لئے بہت سے آنریبل ممبرس نے کہا ہے کہ اخلاقی معیار کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے ۔ میں بھی ان سے متفق ہوں ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اخلاقی معیار کو اونچا کئے بغیر اس کو کامل طور سے ختم بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن اخلاقی معیار کو اونچا کرنے کے لئے کس قسم کے سماجی حالات کی ضرورت ہے اس کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ ہمیں کیا حالات پیدا کرنا ہے اور ان میں لوگوں کی ضروریات کس حد تک پوری ہوسکتی ہیں ان کا بھی لحاظ کرنا ضروری ہے ۔ آج ہمارے چھوٹے بچے مدارس میں جاتے ہیں ۔ پھر وہ بڑے ہوکر کالج میں جاتے ہیں لیکن جب وہ کالج سے تعلیم پاکر نکلتے ہیں تو انہیں عملی میدان میں یا عملی زندگی میں قدم رکھنا پڑتا ہے ۔ چاہے وہ نوکری کریں یا زراعت یا تجارت لیکن ان میدانوں میں

عملی کام کرنے ھیں تو ان کے سامنے کئی مسائل کھڑے ھو جاتے ھیں - وہ دیکھتے ھیں کہ انہیں موقع سے فائدہ اٹھانا چاھیئے اور لطف سے زندگی بسر کرنی چاھیئے چاھے اس کے اثرات سماج پر کچھ ھی پڑیں اور میں سمجھتا ھوں کہ یہیں سے ان کے ذھنوں میں خلل پیدا ھوتا ھے اور یہیں سے وہ راہ بھٹکتے ھیں - یہیں سے ان میں خود غرضی - مفاد پرستی اور مفت خوری جیسے گھناؤنے امراض کی ابتدا ھوتی ھے - جب ایک انسان ایک سماج - ایک قوم اور ایک ملک میں رھکر یہ چاھتا ھے کہ وہ دوسرے انسان کے مقابلہ میں پر لطف زندگی گزارے - زیادہ سے زیادہ آرام و آسائش حاصل کرے اور اس کی خواھشات کو پورا کرنے کے لئے اس کے پاس اتنا پیسہ نہیں ھوتا تو وہ کرپشن کرتا ھے - کرپشن کو اختیار کرنے کی بنیادی وجہ یہ بھی ھوسکتی ھے کہ اس کو دوسرے وسائل اتنے آسان نظر نہیں آتے جہاں کہ وہ اتنا پیسہ آسانی سے حاصل کرسکے - مثال کے طور پر اگر ایک آدمی سروس میں جاتا ھے اور اس کو اپنی ذمہ داریوں کے پورا کرنے کے بعد جو تنخواہ ملتی ھے اس میں اپنی زندگی بنانا چاھے تو میں نہیں سمجھتا کہ کرپشن کریگا اور دوسرے لوگوں سے رشوتیں لیگا - اسی طرح پبلک کا بھی حال ھے - جو رولس ھیں - جو قواعد اور قوانین ھیں اگر ان پر سختی کے ساتھ عمل کریں تو ان کا کام اگر تحصیل میں نہ نکلے تو تعلقداری میں نکلیگا - تعلقداری میں نہ نکلے تو معتمدی میں اور اسکے آگے جاکر بھی وہ اپنا کام نکال سکتے ھیں بشرطیکہ وہ قانون کے خلاف نہ ھو - اگر اس قسم کا احساس ھو تو میں نہیں سمجھتا کہ رشوت ستانی کی گنجائش باقی رہ سکتی ھے - لیکن عملاً نہ تو پبلک اتنے اونچے اخلاق کا ثبوت دیتی ھے اور گورنمنٹ سرونٹس ھی اتنے فرشتے ھوتے ھیں کہ جو رشوت انہیں دی جائے وہ قبول نہ کرلیں - اس لئے میں یہ کہنے کے لئے ھرگز تیار نہیں ھوں کہ پبلک پوتر (पवित्र) ھے اور گورنمنٹ سرونٹس کرپٹ ھیں - بلکہ آج جو سماج کا نقشہ ھے اور اس میں جو حالت آج ھے اس کے لئے دونوں برابر کے ذمہ دار ھیں - کوئی کم کوئی زیادہ - لیکن اس کرپشن کے دونوں ذمہ دار ھیں کیونکہ ایک آدمی تو کرپشن نہیں کرسکتا - اس کے لئے دینے والا اور لینے والا دونوں ضروری ھے -

جس سماج میں ھم رھتے ھیں اس میں کوئی تاجر ھے - کوئی ملازم ھے کوئی مزدور ھے - کوئی سماجی کارکن ھے اور کوئی پولیٹیکل ورکر ھے - لیکن ان میں سے ھر انسان کی نفسانی خواھشات ھوتی ھیں - ان نفسانی خواھشات میں جب تک تبدیلی نہ کی جائے ان میں کوئی روحانی تبدیلی نہ ھو کرپشن دور نہیں ھوسکتا - اس مرض کے لئے جیسا کہ میں نے کہا کوئی بیرونی علاج کارگر نہیں ھوسکتا - یہ کوئی ایسا دشمن نہیں ھے جس کا مقابلہ آرمڈ کارس تھری ناٹ تھری اور ایٹم بامس سے کیا جاسکے - نفسانی خواھشات کا جال ایسا ھے جس میں انسان آسانی سے پھنس جاتا ھے اور جب تک انسان کی اخلاقی حالت نہ سدھر جائے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی - چنانچہ یہ مسئلہ جتنا آسان ھے اتنا ھی مشکل بھی ھے - اگر آپ اس کو مشکل سمجھتے ھیں تو مشکل ھے اور آسان سمجھتے ھیں تو آسان ھے - کمیشن نے اپنی رپورٹ میں اس کو ختم کرنے کے لئے مختلف ذرائع بتلائے ھیں

لیکن عام طور پر جس ذریعہ سے اس کو ختم کیا جاسکتا ہے وہ اخلاق کا ذریعہ ہے۔ لیکن اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود بھی ہمیں کچھ نہ کچھ قانون کی مدد لینی پڑتی ہے۔ بغیر قانون کی مدد لئے بھی ہم کچھ نہیں کرسکتے لیکن زیادہ اہمیت جس پہلو کو دی جانی چاہئے وہ اخلاقی پہلو ہی ہے قانون کے ذریعہ ہمیں سماج میں ایسا انوائرنمنٹ (Environment) پیدا کرنا چاہئے کہ حالات کو سدھارا جاسکے اس لئے میں آنریبل ممبر سے درخواست کرونگا کہ وہ اس مسئلہ کو سیاسی رنگ نہ دیں بلکہ یہ سوچیں کہ اس مسئلہ کی برائی کا تعلق ہر انسان سے ہے جس کو اچھا ماحول پیدا کرنے سے اور اخلاق بلند کرنے سے ختم کیا جا سکتا ہے۔

*श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—अध्यक्ष महोदय, मैं सिर्फ पांच मिनिट में कुछ कॉंकरीट पॉअिंट्स (Concrete points) रखना चाहता हूं। मुझे सिर्फ पांच मिनिट बोलने का मौका दिया जाय।

श्री. शेषराव माधवराव वाघमारे :—मैं सिर्फ चार मिनिट बोलना चाहता हूं।

چیف منسٹر (شری بی - رام کشن راؤ) :— یہ مسئلہ ایسا ہے کہ تمام آنریبل ممبرس تقریر کرنا چاہتے ہونگے - لیکن اب تک اس پر کافی جنرل ڈسکشن ہو چکا ہے - میں اس کو وائنڈ اپ (Wind up) کرتے ہوئے . . . .

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—वाअिंडअप करने के पहले सिर्फ पांच मिनिट में खतम करता हूं। मैं सिर्फ पॉअिंट रखूंगा।

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :— آپ اس کو پانچ منٹ میں ختم کریں -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—अध्यक्ष महोदय, यह जो रेकमेंडेशन कमिशन ने दिये हैं असी की हदतक अर्ज करूंगा। पहले मैं साफ तौर पर यह कहना चाहता हूं कि जो रेकमेंडेशन अिस कमिशन ने किये हैं अुनसे में जनरली अॅग्री (Agree) करता हूं। जो रेकमेंडेशन्स किये गये हैं अुन्हे अगर अमल में लाया गया तो हम बहुत हदतक करप्शनको रोक सकते हैं। अिस लिये मेरी यह प्रार्थना है कि अिसे जल्द से जल्द अमल में लाया जाय।

दूसरी बात यह है कि अिसके पहले भी हमनें कअी मर्तबा यह चीज यहां पर रखी है कि अिस तरह का अेक अॅन्टी करप्शन डिपार्टमेंट डायरेक्टली होम मिनिस्टर के ताबे होना चाहिये। और अुसको यह अेखत्यार होना चाहिये की वह डायरेक्टली अैसी बातों का कॉगनिझन्स ले सकें, और केसेस चला सके, और करप्शन के केसेस के सिलसिले में कदम अुठा सके। लेकिन अिसके बारे में हुकूमत ने अबतक कोअी कदम नहीं अुठाया है। मालूम नही है कि अिसके बारे में कुछ सोंचा गया या नहीं। लेकिन हमारे सामने तो अबतक अैसी कोअी बात नहीं आयी है। मेरे कहने का मतलब यह है कि अैसी जो मशिनरी होगी वह होम डिपार्टमेंट से अलग हो और वह डायरेक्टली होम मिनिस्टर के अंदर हो। अिसके बारे में काफी सोचा जाना चाहिये था। कमिशन ने भी अिस तरह का सुझाव दिया है कि अिसके लिये अेक अलग मशिनरी होनी चाहिये जो अिसके बारे में काफी सोच सकें और

किसी नतीजे पर पहुंच सकें। आज के हालत में अिसके लिये अिडिपेंडेंट मशिनरी (Independent Machinery) होना बहुत जरूरी है। जो कि अैसे केसेस का कॉगनिझन्स (Cognizance) ले सके और अुसको प्रायमा फेसी अेविडन्स (Prima facie evidence) के लेने का भी अेखत्यार होना चाहिये: और अिसके लिये बिलकुल अेक अिडिपेंडेंट मशिनरी रखना जरूरी है। अलबत्ता अिनक्वायरी करने के लिये और दूसरे काम के लिये लायझन कमिटी (Liason Committee) कायम की जा सकती है। लायझन की मशिनरी कायम की जा सकती है। लेकिन अिनक्वायरी और केसेस के काम के लिये अिडिविज्युअल मशिनरी कायम करनी चाहिये।

दूसरी चीज जो रिपोर्ट में कही गयी है कि हर डिस्ट्रिक्ट में अिस तरह से लायझन कमिटियां होनी चाहिये, और अुनमें सब पार्टिज के लोग आने चाहिये। मेरा कहना है कि अिसी तरह से सेंटर में भी अेक लायझन कमिटी कायम होना जरूरी है। अिस तरह से यदि लायझन कमिटियां कायम की गयीं तो करप्शन के मसले और दूसरे भी मसले अिन कमिटियों के सामने आ सकते हैं। और वह कमिटी अैसे मसलों को हल करने के लिये आमादा होगी।

अिस तरह से यदि लायझन कमिटियां और सब कमिटियां कायम होंगी तो करप्शन को रोकने के लिये बहुत मदद होगी। और अिन लायझन कमिटीज का डायरेक्टली कमिशन से संबंध होना चाहिये।

और अेक मेरा सुझाव यह है कि जब डिपार्टमेंट में प्रमोशन्स होते हैं, या अपॉअिंटमेंटस् होते हैं तब अुसमें भी करप्शन के अंदेशे, या फेव्हरिटिझम के अंदेशे होते हैं। और अिनमें जो धांदली होती है अुसपर चेक रखने के लिये और अुसे रोकने के लिये कोअी जॉअिंट कमिटी होनी चाहिये जो कि अिसके बारे में विचार करें। और अिसमें वहां का जो यूनियन होगा अुसें भी नुमाअिंदगी दी जानी चाहिये, ताकि वह पहरेकरी का काम कर सके। यूनियन की जो तंजीम है अुसे तो डेमाक्रसी मे माना जाना चाहिये।

मैं सिर्फ गव्हर्नमेंट मशिनरी के लिये यह नहीं कहता बल्कि अिडस्ट्रीज में भी अिस तरह की जॉअिंट कमिटीज होनी चाहिये ताकि अुसमें वर्कर्स के भी नुमाअिंदे आ सकें। अुसी तरह कॉंट्रॅक्ट देने के बारे में भी अिस तरह से जॉअिंट कमिटी होना जरूरी है अिसमें गव्हर्नमेंट के अधिकारी और वर्कर्स के नुमाअिंदे हों। अगर अैसा किया जाय तो कॉंट्रॅक्ट में आज जो धांदली चलती है वह नहीं होगी, और अुन कॉंट्रॅक्टस पर अेक चेक रहेगा, और काम भी ज्यादा अच्छा होगा।

अब मुझे व्हिलेज ऑफिसर के बारे में कुछ अर्ज करना है। व्हिलेज ऑफिसर के तकर्रुगत करने के बारे में काफी देरी की जा रही है। सिमला कॉनफरन्स में तय किया गया था कि हर व्हिलेज के लिये व्हिलेज ऑफिसर रखना चाहिये लेकिन अुसकी तरफ अभी तक ध्यान नहीं दिया जा रहा है। और कमिशन ने शॉर्ट टर्म मेजर्स (Short-term measures) जो बताये हैं अुसमें भी अिस बात की ताअीद की गअी है। अुसमें यह भी बताया गया है कि चंदा आदि जो जमा किया जाता है अुसमें भी करप्शन होता है। अिन तमाम बातों पर सोचा जाना जरूरी है। लॉंग टर्म मेजर्स

(Long-term measu 'e) जो बताये गये हैं अुममें हमारा जो सोशल बेस है अुसमें ही तबदीली करने की जरूरत है। पहली बात जो कि हमने कअी बार आपके सामने रखी है वह यह है कि अन-अर्नड अिनकम (Unearned income) किसी का भी नहीं होना चाहिये। हमने जब कोऑपरेटिव्ह कॉमनवेल्थ का अुसूल माना है तो अुसमें सबको कोऑपरेशन देना चाहिये। और मुफ्त बैठकर खाने की किसे भी अिजाजत नहीं होनी चाहिये। अिस लिये पहले जो भी अनअर्नड् अिनकम (Unearned income) है अुसे बंद करना चाहिये। तभी हम करप्शन को रोक सकते हैं।

दूसरी चीज मैं पगारों के बारे में कहना चाहता हूं कि हमारे पगारों में बहुत तफावत है, वह नहीं होनी चाहिये। बडे और छोटे लोग जो पगार पाते हैं अुसमें १० गुना से ज्यादा तफावत नहीं होनी चाहिये।

अिस तरह से अगर लिव्हिंग वेजेस (Living Wages) देंगे तो करप्शन काफी हद तक दूर हो सकता है। दीगर चीजें हाअुस के सामने रखने की जरूरत नहीं है। अेक और चीज हाअुस के सामने रखना चाहता हूं कि सोशल अेमिनिटीज (Social Amenities) बढाना करप्शन को दूर करने के लिये अेक बहुत बडा जरिया हो सकता है। अिंग्लैंड और दूसरे मुमालिक कोऑपरेटिव्ह कॉमनवेल्थ का रास्ता सामने रखकर आगे बढ रहे हैं। सोवियट यूनियन और चायना में सोशालिजम कायम किया गया है। वहां पर अिस बात के लिये जोर दिया जा रहा है कि तमाम शहरियों के लिये बीमा फंड, बेरोजगारी फंड, और दीगर तरीकों से सोशल कॉमन अमीनिटीज को बढाया जाय। अगर यह किया जाय तो करप्शन के लिये दिल में जो ख्वाहिश रहती ह अुसको मौका नहीं रहता। साथ साथ अिसके लिये हमें अपनी सोसायटी का माहोल भी बदलना सब से ज्यादा जरूरी है। क्रॉअिस्ट से लेकर महात्मा गांधी तक सब ने कहा है कि सत्य और अहिंसा होनी चाहिये, करप्शन नहीं होना चाहिये, लेकिन सोसायटी के हालात को हम दुरुस्त नहीं कर सके हैं क्योंकि अबतक समाजके अंदर बुनियादी तबदीली लाने के बारे में नहीं सोचा गया। अिंडिव्हिजुअल मारल्स (Individual Morals) बिजिनेस मारल्स (Business Morals) और पोलीटिकल मारल्स (Political Morals) अलग अलग हैं। अिस लिये जिस फिल्ड में हम जाते हैं हालात को करप्ट करने की तरफ देखते हैं। शॉर्ट टर्म मेझर्स की ताअीद करते हुअे मजीद क्या होना चाहिये अुसके बारे में मैंने कहा है। लेकिन बेसिकली मैंने कहा कि अनअर्न्ड अिनकम को खतम करना चाहिये, डिसपैरिटी (Disparity) को खतम करना चाहिये, और सोशल अेमिनिटीज को बढाना चाहिये। यह कहा जा सकता है कि डिसपैरिटीज को अेकदम खतम नहीं किया जा सकता। लेकिन सोशल अेमीनिटीज को प्रोव्हाअिड कर के अुसको बहुत हद तक दूर किया जा सकता है। मसलन आपके यहां के कॉंग्रेस के सदर हैं। चूंकि वे अेम. अेल अे. हैं अुनको दो सौ रुपये महीना मिलता है। लेकिन अुतनी आमदनी में वे मोटर नहीं रख सकते। आपने अुनके लिये मोटर का अिंतजाम किया। वह अुनके कारोबार के लिये और पोजीशन के लिये जरूरी है अिसमें शक नहीं है। अिसीको सोशल अेमिनिटीज कहा जाता है। ओहदे के लिहाज से वह देना जरूरी है। अगर आप वह नहीं देंगे तो करप्शन के लिये रास्ता खुल जाता है। अिसीलिये जब डेप्यूटी मिनिस्टर्स के तकर्रुर का सवाल हाअुस के सामने आया था अुस वक्त कहा गया था कि अुनके

लिये मोटरों का अितजाम भी आपको करना पडेगा। आपने अुनको मोटरें दीं। यह अुनके लिये जरूरी था। अगर अिस तरह का अितजाम न किया जाय तो मोटरें लाने का दूसरा कोअी तरीका निकाला जायगा। जैसे डिपार्टमेंटस् की मोटरें अिस्तेमाल की जा सकती हैं। जब मिनिस्टर्स मोटर को झंडा लगाकर रास्ते से चलते हैं तो डेप्यूटी मिनिस्टर्स को भी ख्वाहिश होती है कि अुनके पास भी अेक छोटी सी कार होनी चाहिये। अुसके लिये अितजाम नहीं करेंगे तो डिपार्टमेंट की मोटरें अिस्तेमाल होती हैं। अिस लिये अिन सोशल अेमिनिटीज को जरूर दिया जाना चाहिये। अुसको तर्क करने के माने पैसा बचाना नहीं है बल्कि दीगर तरीकों से करप्शन के लिये रास्ता खुला करना है। हर शख्स की मुल्क के अंदर और कारोबार के अंदर जो पोजीशन है अुसके लिहाज से अुसको सोशल अेमिनिटीज प्रोव्हाअिड करना जरूरी है।

आखिर में मुझे यह कहना है कि हमारी जनता को, नौजवानों को स्कूल्स में और हर अिन्स्टिट्यूशन में यह जो बुनियादी अुसूल हैं अुनको सामने रखते हुअे री-अेजूकेट (Re-educate) करने की जरूरत है। हमनें जिस अॅडमिनिस्ट्रेशन और अुसके स्ट्रक्चर (Structure) को पाया है वह अेक अिम्पीरिअेलिस्ट स्ट्रक्चर है अिसको कभी भूलना नहीं चाहिये। अुसको किन हालात की बुनियाद पर हमने पाया है और किस मजबूरी से हम अुसको रख रहे हैं वह आप सब जानते हैं। लेकिन यह भी हमें याद रखना चाहिये कि अिसको अिसी तरह रखकर करप्शन को खतम करना नामुमकिन है। अिस लिये हमें सब से पहले अिस स्ट्रक्चर को खतम करना पडेगा। हमारे नौजवानों को और सर्विसेस को री-अेजूकेट करना पडेगा। नये डेमाक्रेटिक आयडियल्स अुनके सामने रखने पडेंगे और बगैर काम किये रोटी खाना हराम है यह हर शख्स को जहननशीन कराना पडेगा। जो लोग बिना काम किये खाना चाहते हैं अुनके बारे में हमारे दिल में शिद्दत से हेट्रेड (Hatred) होना चाहिये। जो लोग चाहते हैं कि बिना काम किये बिना मेहनत किये हम अच्छे घरों में रहेंगे, मोटरें रखेंगे, और मजा करेंगे, अुनके बारे में सोसायटी में हेट्रेड होना चाहिये। जो मेहनत करता है अुसके लिहाज से अुसको मिलना चाहिये। किसी को कम मिलेगा, किसी को ज्यादा मिलेगा।

"to everybody according to the quantity and quality of his work."

हम यह नहीं कहते कि हर अेक को सौ रुपये दिये जायें। लेकिन कम से कम सौ रुपये दिये जायें। दूसरों को अुनके काम की क्वॉलिटी और क्वांटिटी देखकर आप चाहें तो, दो सौ दे सकते हैं, चार सौ दे सकते हैं, अुसके बारे में हमें अेतराज नहीं है। लेकिन हमें सोसायटी से डिसपैरिटी निकालना है तो हर अेक के मेहनत का अंदाजा होना चाहिये। फलां खानदान का है अिसलिये अुसको महत्व न दिया जाय। कोअी डिप्लोमेटिक ट्रिक्स करता है तो अुसको रिस्पेक्ट किया जाय यह बात न हो। अैसा जो करते हैं। अुनके लिये समाज में हेट्रेड होना चाहिये। हम कुछ लोगों को नवाबों के खुशामदी कहते हैं क्यों कहते हैं? अैसे लोगों के बारे में हमें घृणा होनी चाहिये। जो बडे खानदानों में पैदा होते हैं अुनकी आवभगत की जाती है अुनको हम अच्छा समझते हैं। अिस तरह समझना बंद करना चाहिये। अैसे लोगों से हमें कहना पडेगा कि आप मेहनत कीजिये अुसी वक्त आपको सोसायटी में रिस्पेक्ट दिया जायगा। अपने पूर्वजों की आमदनी पर जो मजा अुडाते हैं और समाज में रिस्पेक्ट चाहते हैं तो अुन्हें साफ कहा जाना चाहिये कि अिस तरह की रिस्पेक्ट आपको नहीं दी जायगी।

अिस तरह का अेक मेंटल आैट लुक (Mental out look) हम सोसायटी में पैदा नहीं करेंगे. और अेक आयडियल (Ideal) की तरफ सारे समाज को नहीं ले जायेंगे तो करप्शन दूर नहीं हो सकता। करप्शन यह आज की सोसायटी का अेक बाय-प्रोडक्ट (By product) है। वह तभी बंद होगा जब कि अेक आयडियल की तरफ हम पूरे समाज को ले जायेंगे। कॉंग्रेस पार्टी ने अेक आयडियल रखा है। अुस आयडियल को लोगों के सामने दोहराते हुअे, अुसको अुनके जहननशीन करते हुअे अुसके लिये अुनसे अेक सॅक्रिफाअिस (Sacrifice) की मांग करते हुअे, आगे बढेंगे तो करप्शन दूर हो सकता है। ये चंद चीजें मुझे हाअुस के सामने रखनी थीं। आखिर में मुझे कहना है कि आम तौर पर हम रिपोर्ट को सपोर्ट करते हैं। मेरे सजेशन्स को ध्यान में रखते हुअे जल्द से जल्द अिस रिपोर्ट को अमल में लाया जाय यही मुझे अर्ज करना है।

* شری بی - رام کشن راؤ:- مسٹر اسپیکر سر - ایک بڑی اہم رپورٹ اس ایوان میں کئی دن کے بعد پیش ہوئی ہے - یہ رپورٹ نتیجہ ہے ایوان کے اوس تصفیہ کا جسکے ذریعہ گورنمنٹ سے ایک کمیشن مقرر کرنے کی خواہش کی گئی تھی - گورنمنٹ نے اوس خواہش کو قبول کیا اور ایک کمیشن انٹی کرپشن انکوائری کمیشن (Anti-Corruption Enquiry Commission) کے نام سے مقرر کیا - آفیشیلس (Officials) و نان آفیشلس (Non-officials) میں جس حدتک بہترین صلاحیت کے لوگ مل سکتے تھے اور جنکو یہاں کے اڈمنسٹریشن اور اس اسٹیٹ کے حالات کا پورا پورا علم تھا اور ہے اور جن سے امید کی جاسکتی تھی کہ بلا کسی رو و رعایت کے گورنمنٹ کے پاس رپورٹ پیش کرسکینگے اور اپنے سجیشنس (Suggestions) دے سکیں گے اونہیں اس کمیشن میں مقرر کیا گیا - مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے پوری تفصیل سے جانچ کرنے کے بعد ایسی رپورٹ پیش کی جسکا نہ صرف گورنمنٹ نے خیرمقدم کیا بلکہ جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں اس ایوان کے اراکین نے بھی چاہے اس جانب کے آنریبل ممبرس ہوں یا اوس جانب کے آنریبل ممبرس عام طور پر خیر مقدم کیا - میں سمجھتا ہوں کہ اوس معزز کمیشن کے ارکان کے لئے بھی یہ چیز باعث خوشنودی ثابت ہوگی - اس ایوان میں اس رپورٹ پر تفصیل سے چرچا کی گئی اور عام طور پر اس کمیشن کی رپورٹ میں جو چیزیں ہیں اس سے سب لوگ سہمت (सहमत) ہوئے - بہر صورت کمیشن نے جو سفارشات کئے ہیں اون میں سے کونسی سفارشات کس حد تک اور کس طریقے پر عمل میں لائی جاسکتی ہیں اسکا قطعی تصفیہ گورنمنٹ نے ابھی نہیں کیا ہے - گورنمنٹ اس رپورٹ پر غور کرنے کے بعد اسکے امپلیکیشنس (Implications) پر غور کرنے کے بعد کچھ ٹنٹیٹیو (Tentative) نتائج پر پہنچی تھی لیکن مسئلہ اتنا اہم اور پبلک امپارٹنس (Public importance) کا تھا کہ گورنمنٹ نے مناسب سمجھا کہ رپورٹ کو شائع کیا جائے اور اسکی کاپیاں تقسیم کی جائیں تاکہ معزز ارکان کو بھی اپنی رائے کے اظہار کا موقع ملے - اس ایوان کے سامنے رپورٹ کو ڈسکشن (Discussion) کی غرض سے پیش کرتے وقت گورنمنٹ کا مقصد یہ تھا کہ نہ صرف اسکے حسن وقبح یعنی اسکی اچھائیوں اور برائیوں پر بحث کی جائے بلکہ اون

سفارشات کے علاوہ جو اس رپورٹ میں موجود ہیں یا گورنمنٹ کے ذہن میں آچکی ہیں مزید سجیشنس (Suggestions) آنریبل ممبران اسمبلی سے مل سکیں تا کہ اون سے استفادہ کیا جاسکے ۔ گورنمنٹ کا خیال ہے کہ رپورٹ کے مرتب کنندگان نے جو سجیشنس دئے ہیں اور معزز ارکان کی جانب سے جو ٹینٹیٹیو سجیشنس (Tentative suggestions) ملیں انکو نظر میں رکھتے ہوئے کوئی قطعی تصفیہ کرے ۔ اسلئے گورنمنٹ نے کوئی نتیجہ ابتک نہیں نکالا اور اسکو تمام لوگوں کی رائے پر چھوڑتے ہوئے کلکٹیو وزڈم (Collective wisdom) کے حاصل ہونے کے بعد خود کسی نتیجہ پر پہنچنے والی ہے ۔ اگرچیکہ کچھ ٹینٹیٹیو سجیشنس گورنمنٹ نے بھی مرتب کرلئے ہیں جنکا تھوڑا سا ذکر میں اپنی تقریر میں کرنے والا ہوں ۔ اون سے متعلق میں یہ کہونگا کہ وہ نتائج محض ٹینٹیٹیو (Tentative) ہیں ۔ اون تمام آراء کی روشنی میں جو یہاں ظاہر کئے جائینگے ان پر کافی غور کرنے کے بعد گورنمنٹ قطعی نتیجہ پر پہنچیگی ۔ آنریبل ممبرس جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا جنرل ٹینور آف دی ڈسکشن (General tenor of the discussion) جواختیار کیا وہ قابل مبارکباد ہے ، کیونکہ آنریبل ممبرس نے اس پر بحث کرتے ہوئے کرپشن کے اکسٹنٹ (Extent) پر یا کرپشن کی آل پرویڈنگ (All pervading) شکل جو پائی جاتی ہے اور جس پر اس ایوان میں اور باہر بھی ڈسکشن ہوتا ہے اوس سے بحث نہیں کی بلکہ انہوں نے اپنی بحث کو ٹھوس سفارشات کی حدتک محدود رکھا ۔ جیسا کہ چند آنریبل ممبرس نے کہا کہ اون چیزوں سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا ۔ اسکی یونیورسیالیٹی (Universality) ، آل پرویڈنگ کرٹیسیزم (All pervading criticism) وغیرہ پر بحث کریں اور یہ کہیں کہ فلاں جگہ کرپشن ہے ، اوس ڈپارٹمنٹ میں ہے ، یہاں ہے وہاں ہے ، اسطرح کا کرٹیسیزم (Criticism) کوئی کنسٹرکٹیو کرٹیسیزم (Constructive criticism) نہیں ہوتا اور بڑی حدتک اسکو مبالغہ آمیز سمجھا جائیگا ۔ اس وجہ سے اس کو نظر انداز کیا گیا ۔ وہ بڑی طمانیت کی بات ہے ۔ یہ میری رائے ہے ۔ رپورٹ میں اس مسئلہ کے تعلق سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے اوس میں بہت سے سجیشنس بھی دئے گئے ۔ اس میں شک نہیں کہ مسئلہ بہت بڑا ہے ۔ لیکن کرپشن دور کرنے کے لئے کیا کیا تدابیر ٹھیک ٹھیک طور پر اختیار کی جائیں اوسکے متعلق اون کو ۱-۲-۳-۴ ۔ وغیرہ اس نمونہ پر کیٹالاگ (Catalogue) کر کے آئٹم نمبر ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ بنا کر پیش نہیں کیا جاسکتا ۔ یہ مسئلہ ایسا نہیں جسطرح کہ دوسرے مسائل ہوتے ہیں اور جن کو اس طرح کیٹا لاگ کیا جاسکتا ہے ۔ مثلا لینڈ کمیشن کی رپورٹ دیکھئے اوس میں البتہ اس طرح چیپٹر بائی چیپٹر رکھا گیا ہے اور " سمری آف ریکمنڈیشنس " (Summary of recommendations) کو ۱۸-۱۹-۲۰ آئٹم پر تقسیم کر کے تیقن کے ساتھ بتایا گیا کہ کیا کیا کارروائی اختیار کرنی چاہئے ۔ لیکن اینٹی کرپشن میژرس (Anti-Corruption measures) کا مسئلہ ایسا نہیں ہے ۔ وہ ایک بنیادی مسئلہ ہے اور جیسا کہ آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن اور آنریبل لیڈر

آف دی یو- پی - پی - نے کہا وہ ایک بہت بڑا سماجی مسئلہ ہے جس کی گہرائی کا اعتراف
سب کو ہے - اس میں صرف گورنمنٹ سرونٹس کا مسئلہ ہی نہیں آتا بلکہ جیسا کہ
آنریبل لیڈر آف دی یو- پی - پی - نے اپنی فرینک اسپیچ میں بتایا ہے (اور میں اونہیں
مبارکبا باد دیتا ہوں) اور اچھی طرح اس بات کی وضاحت کی ہے کہ کرپشن کا مسئلہ
سرکاری ملازمین اور عہدہ داروں کی حد تک ہی لمیٹیڈ (Limited) نہیں
بلکہ مختلف رنگ اور روپ اختیار کرکے یہ مسئلہ ہماری نان آفیشیل زندگی میں ،
غیر سرکاری زندگی میں ، ہماری سماجی زندگی میں اور ہماری پبلک لائف (Public life)
میں کئی طریقوں سے گھسا چلا آگیا ہے - یہ مسئلہ آفیشیل لائف اور نان آفیشل لائف
میں اسطرح انٹروون (Interwoven) ہے اور اوسکا تانا بانا اسطرح
تیار ہوا ہے کہ اسکو آئسولیٹ (Isolate) کرکے نہیں دیکھا جاسکتا -
اس لئے جب کرپشن کے متعلق کوئی کرٹیسیزم ہو تو وہ محض آفیشیلڈم (Officialdum)
یا سرکاری ملازمین کی حد تک ہی محدود نہیں ہوسکتا - یہ ایک آل پرویڈنگ پرابلم
(All pervading problem) ہے - اوسی حیثیت سے ہم کو غور کرنا چاہئے -
اس لئے جنرل اڈمنسٹریشن کے متعلق جہاں تک کہ گورنمنٹ کا تعلق ہے گورنمنٹ جو
میژرس (Measures) اڈاپٹ (Adopt) کر رہی ہے یا کرسکتی
ہے اوسکا امیڈیٹ افکٹ (Immediate effect) یا فوری نتائج اور اثرات جو
ہونگے وہ محدود ہونگے - اون کا زیادہ تر اثر گورنمنٹ سکٹر (Government Sector)
یعنی گورنمنٹ کے آفیسرس اور ملازمین سرکار میں ایک چینج (Change) کرنے کی
طرف ہی ہوگا - اون کو ایک طرح پر شارٹ ٹرم میژرس (Short-term measures)
کہا جاسکتا ہے - لیکن وہ شارٹ ٹرم میژرس بھی نہیں ہوسکتے - اونکے لئے بھی لانگ
ٹرم پلاننگ (Long-term planning) کرنا ہوگا - جو لانگ ٹرم میژرس
اس کمیشن کی رپورٹ میں بتائے گئے ہیں وہ سارے سماج پر حاوی ہیں - وہ موجودہ
گورنمنٹ سرونٹس کے ڈفرنٹ کیڈرس (Different Cadres) یا گورنمنٹ آفیسرس
کے مال پراکٹیسس (Mal practices) اور کرپشن کی حدتک ہی محدود نہیں -
لانگ ٹرم اور شارٹ ٹرم میژرس یہ دونوں الگ الگ ہوسکتے ہیں - اس کے علاوہ اور
بھی میژرس ہوسکتے ہیں جن کی تفریق کی جاسکتی ہے - ایک تو پریوینٹیو میژرس
(Preventive measures) ہیں اور دوسرے کیوریٹیو میژرس (Curative measures)
ہیں - جسطرح ایک مریض کے علاج کے لئے یہ دونوں طریقے اختیار کئے جاسکتے
ہیں - اس ہاؤس کے آنریبل ممبرس یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کرپشن مرض ڈیپ روٹڈ
(Deep-rooted) ہے - اور سارے سماج میں پھیلا ہوا
ہے - ایک آنریبل ممبر نے یہ بھی کہا کہ یہ مرض ایک چپراسی سے لیکر کیبینٹ کے
منسٹروں تک پھیلا ہوا ہے - میں اس کا جواب دینا نہیں چاہتا - اس کی ڈیپ روٹڈ نیچر
(Deep-rooted nature) سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا - کیبینٹ کے منسٹروں
یا سوپر کیبینٹ (Super Cabinet) کے منسٹروں میں ہی نہیں بلکہ ہوسکتا

ہے کہ آنریبل ممبرس آف دی اسمبلی میں بھی جو خود بھی اس سماج کے کل پرزے ہیں کرپشن ہو - کوئی شخص جرأت کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کرپشن صرف کیبینٹ کے منسٹروں تک ہی محدود ہے اور آنریبل ممبرس آف دی اسمبلی اس سے مبرا ہیں - یا یہ مرض صرف گورنمنٹ کے سرونٹس کی حدتک ہی محدود ہے یا کانگریس پارٹی کی حدتک محدود ہے - یو - پی - پی - یا پی - ڈی - ایف - اس سے مبرا ہے - یہ نہیں ہوسکتا - یہ ایک آل پرویڈنگ (All pervading) مرض ہے - اس کا روپ - شکل اور رنگ بدلتا رہتا ہے - جو شخص جس پوزیشن میں ہے جس ڈھنگ میں ہے - جس قسم کے کرپشن میں انڈلج (Indulge) ہونے کا اوسکو موقع ملتا ہے .....

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—ऑनरेबल चीफ मिनिस्टर अिन्सिन्यूअेशन न करें तो बेहतर होगा।

شری بی - رام کشن راؤ :— میں انسینویشن (Insinuation) نہیں کررہا ہوں - جو انسینویشن کیا گیا اوسکا میں فرینک اڈمیشن (Frank admission) کررہا ہوں -

شری بی - ڈی - دیشمکھ (بھوکردھن - عام) :— ہم نے جو کچھ کہا وہ رپورٹ میں موجود تھا اس لئے کہا -

شری بی - رام کشن راؤ :— رپورٹ میں ہوگا - آنریبل ممبرس آف دی اسمبلی نے اپنی اسپیچ میں اس کا تذکرہ کیا تھا اس لئے میں بھی کہہ رہا ہوں - رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ کرپشن کا نیچر آل پرویڈنگ ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا - یہ بیشک ٹھیک ہے کہ انسینو یشن کسی جانب سے نہیں ہونا چاہئے - میں بھی انسینویشن نہیں کررہا ہوں البتہ اوس چیز کو دھرا رہا ہوں جو رپورٹ میں ہے - ایک آنریبل ممبر آف دی اپوزیشن نے غالباً آنریبل ممبر فرام چار مینار نے (Laughter) میں نہیں جانتا اونکی کانسٹی ٹیونسی کیا ہے انہوں نے جو کچھ کہا اوسکو دھرا رہا ہوں - میں کوئی نئی چیز نہیں کہہ رہا ہوں - یہ ایک آل پرویڈنگ نیچر کا مرض ہے اسکو دور کرنے کے لئے جسطرح لانگ ٹرم میژرس اختیار کرنا چاہئے جس طرح شارٹ ٹرم میژرس لئے جانے چاہئیں اوسی طرح پریونٹیو میژرس (Preventive measures) اور کیوریٹیو میژرس (Curative measures) بھی لینا چاہئے - مجھے افسوس ہے کہ میں ان میژرس کی تشریح تفصیلی طور پر نہیں کرسکتا کیونکہ خود آنریبل ممبرس کو اس پر تفصیلی غور کرکے سجیشنس دینے کا موقع نہیں ملا - اسمبلی کے سیشن کے دوران میں یہ رپورٹ پیش ہوئی ہے اور اس بات کا موقع نہیں ملا کہ اپنے اپنے نقطہ نظر سے مختلف میژرس کو کیٹالاگ کرکے هاؤس میں پیش کیا جاسکے - ابھی لوگوں کے ذهن میں اس کا خاکہ نہیں آیا - گو ہم نے کیبینٹ کی کئی میٹنگس میں اس کی اسٹڈی کی ہے اسکے باوجود ابھی اس کے متعلق ڈیپ اسٹیڈی (Deep Study) کرنے کی

ضرورت ہے - پھر بھی پروینٹیو میژرس کونسے ہوسکتے ہیں اور جن کو اختیار کیا جاسکتا ہے اوسکے متعلق میں کچھ مختصر عرض کرونگا - پروینٹیو میژرس وہ میژرس ہیں جن کو اختیار کرنے سے کرپشن کے مواقع کم ہو جائینگے - کرپشن کے اپر چونیٹیز (Opportunities) کم سے کم ہونگے - جو لانگ ٹرم میژرس ہوسکتے ہیں وہ الگ ہیں وہ سارے سماج پر حاوی ہوسکتے ہیں - عوام کا ہردئے پریورتن (हृदयपरिवर्तन) کرنا یا اونکا اخلاقی معیار بلند کرنا یہ ساری چیزیں اوس میں شامل ہیں اور ان کے متعلق کسی کو اعتراض نہیں ہے یہ بالکل ایکزیم (Axiom) ہے - لیکن کیا ذرائع اختیار کئے جاسکتے ہیں کہ کرپشن کو کم سے کم کیا جاسکے اور اسکولمیٹیڈ کیا جاسکے، یہ دیکھنا ہے - بعض آنریبل ممبرس نے خود اسکو تسلیم کیا ہے کہ اس کو سرے سے اکھاڑا نہیں جاسکتا - کم از کم آنریبل لیڈر آف دی یو - پی - پی - نے اپنی اسپیچ میں اسکو فرینکلی (Frankly) تسلیم کرلیا ہے کہ ہیومن سوسائٹی (Human society) میں کرپشن مختلف رنگ روپ میں موجود رہتا ہے اور اوسکو جڑ سے اکھاڑا نہیں جاسکتا - یہ قریب قریب نا ممکن ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کسی آنریبل ممبر کو اختلاف نہیں ہوسکتا - لیکن ہم کیا کررہے ہیں ؟ ایک آئیڈیل (Ideal) سماج جو کرپشن سے بالکل دور ہو اوسکو قائم کرنے کی جانب ہی ہم بڑھ رہے ہیں - ہم یہ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہوسکے اسکو کم سے کم کردیا جائے - کمپریہینسیو (Comprehensive) اور اکسٹینسیو مینگ (Extensive meaning) میں ہم اس کو کم سے کم کرنا چاہتے ہیں - جتنا کم ہوسکے کم کیا جائے - یہی ہم سب کی کوشش ہونی چاہئے - اس کے لئے ہم تدابیر سوچیں - سرکاری عہدہ داران - پٹیل پٹواری - گرداور - ریوینیو انسپکٹر - پولیس کے عہدہ دار غرض کہیں بھی دیکھئے ہمارا یہ فرض ہے کہ تجربہ کی بناء پر اس چیز کو جانچیں کہ کہاں کہاں کس کس ڈپارٹمنٹ میں ٹمپٹیشن (Temptation) ہوا ہے - کہاں کہاں لالچ کے مواقع ہیں جنکے نتیجہ کے طور پر کرپٹ پریکٹیسس (Corrupt practices) اختیار کرنے کا موقع حاصل ہوتا ہے - ہمارے پروسیجر (Procedure) میں اڈمنسٹریشن میں ، ہمارے رولس (Rules) میں ، ہمارے لاز (Laws) میں ، ریگولیشنس (Regulations) میں ہماری پریکٹیسس (Practices) میں یا ہمارے کنونشنس (Conventions) میں جہاں کہیں بھی ایسے مواقع ہوں جنکی وجہ سے کرپشن پیدا ہوتا ہے اونکو دور کرکے کرپشن کو کم سے کم کرنے کی کوشش کی جائے - یہ پریوینٹیو میژرس ہوسکتے ہیں - ان کے بارے میں بہت زیادہ تفصیل کے ساتھ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے - اور بہت ویالیوایبل سجیشنس (Valuable Suggestions) دئے گئے ہیں - میں مانتا ہوں کہ اور بھی سجیشنس دئے جاسکتے تھے - اون پر خود گورنمنٹ غور کریگی - یہاں عام طور پر یہ کہا گیا کہ کیسس کے ڈسپوزل (Disposal) میں جو ڈیلے (Delay) ہوتا ہے وہ بھی کرپشن کا باعث ہے - میں اسکو تسلیم کرتا ہوں - کسی کیس کے ڈسپوزل میں

جو دیر ہوتی ہے اوسکے اسٹیجس الگ الگ ہوتے ہیں - اس میں ریڈ ٹیپ ازم (Red tapism) کا جو عنصر یا الیمنٹ (Element) موجود ہے اوسکی وجہ سے بھی کرپشن کا زیادہ موقع ملتا ہے - سب سے بڑی کوشش جو میری رائے میں ہوسکتی ہے وہ یہ ہونی چاہئے کہ ریڈٹیپازم کو جتنا ہوسکے کم کیا جائے - وہ مؤاقع جو پیدا ہوتے ہیں اون کو جہاں تک ہوسکے کم کیا جائے - اب آنریبل ممبرس یہ کہ سکتے ہیں کہ یہ مواقع کہاں کہاں ہوسکتے ہیں - آپ نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہےمیں صرف یہ عرض کرونگا کہ ہم صرف سونچ رہے ہیں - اس ایوان میں میں اپنے خیالات ظاہر کررہا ہوں - اسکی تفصیلات کو گورنمنٹ نے ورک اؤٹ (Workout) نہیں کیا ہے - لیکن یہ کہدینا چاہتا ہوں کہ کیبینٹ کا ٹینیٹیٹیو ڈسیشن یہ ہے کہ گورنمنٹ کی مشنری کا جو پروسیجر ہے اوس میں کافی ریفارمس کرنے کی ضرورت ہے - اوسکو ریفارم کرنے سے کرپشن کم ہوسکتا ہے - ہماری کوشش یہ ہے کہ ایسے سجیشنس بھی عمل میں لائیں - ایک آنریبل ممبر غالباً مووور آف دی موشن نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ گورنمنٹ سرونٹس کی جو موو ایبل (Movable) اور اِم‌سووایبل پراپرٹیز (Immovable properties) ہیں اونکی ایک فہرست مرتب کرنی چاہئے - اس کے بارےمیں اسٹرکٹ (Strict) قواعد بنانے چاہئیں - میں اس ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کردینا چاہتا ہوں کہ ام موایبل پراپرٹی کی حدتک تو قانون موجود ہے - ہر آفیسر اور ممبر آف اسٹاف کو اسکی فہرست اپنے اپنے ڈپارٹمنٹ میں داخل کرنا لازم ہے - جب کبھی کوئی گورنمنٹ سرونٹ کوئی نئی جائداد خریدتا ہے تو اوس پر یہ لازم ہے کہ وہ سارے حالات اور بیک گراؤنڈ بتائے کہ اوس نے کس آمدنی سے اسکو خریدا ہے - اس کے لئے قواعد موجود ہیں - مگر اونکو زیادہ اسٹرنجنٹ (Stringent) بنانے کی ضرورت ہے - اسکی ضرورت میں خود سمجھتا ہوں - اسکی جانب ہم اقدام کرسکتے ہیں - لیکن موو ایبل پراپرٹی کی فہرست مرتب کرنا ذرا مشکل کام ہے - اس میں نہ صرف لیبر اور انرجی (Energy) صرف ہوگی بلکہ اوس فہرست کو چک کرنے کے ذرائع بھی حکومت کے پاس نہیں ہیں - کس کس گورنمنٹ سرونٹ کے مکان میں کیا کیا ام موو ایبل پراپرٹی ہے اوس کو چک کرنے کے لئے ایک مشنری قائم کرنا پڑیگا - اور ہم کو یہ بھی دیکھنا پڑیگا کہ جو فہرست گورنمنٹ سرونٹ نے داخل کی ہےاوس کو صحیح مان کر چپ بیٹھ جائیں یا اوس کو چک کریں - اس لئے مو ایبل پراپرٹی کی حدتک یہ معاملہ بڑا مشکل ہے - اس پر بھی میں غور کروں گا کہ کہاں تک اس پر عمل کیا جاسکتا ہے - ایک صاحب نے یہ کہا کہ آنسٹ ملازمین کو ریوارڈ (Reward) دینا چاہیئے - میں تو اس سے متفق نہیں ہوں بلکہ یہ کہوں گا کہ اگر کوئی گورنمنٹ ملازم آنسٹلی (Honestly) اپنے فرائض ادا کررہا ہے تو وہ گورنمنٹ پر کوئی احسان نہیں کررہا ہے - جب تک کوئی شخص آنسٹ (Honest) نہ ہو وہ سرکاری ملازمت میں نہیں رہ سکتا - کسی آنسٹ شخص کو تو نہ کوئی

ریوارڈ قبول کرنا چاھیئے نہ ھی گورنمنٹ کی جانب سے کوئی ریوارڈ اوس کو دیا جانا چاھیئے ۔ اگر ایسا ھو تو اس کے معنی یہ ھوں گے کہ گویا لالچ دی جارھی ھے ۔ کوئی شخص جس کو آنسٹ بنانے کے لئے کسی قسم کی لالچ کی ضرورت ھو وہ اس طرح آنسٹ نہیں بن سکتا ۔ ھاں ایک دوسرے طریقہ پر یہ کہا جاسکتا ھے کہ پرموشن (Promotion) دیتے وقت ، گریڈ بڑھاتے وقت آنسٹ آفیسرس کو بریفرنس (Preference) دینا چاھیئے ۔ لیکن اس کا ارتھ (अर्थ) یہ ھو جائیگا کہ گریڈ اور سینیاریٹی یا دوسرے کنسیڈریشنس (Considerations) جوھیں اون کو پس پشت رکھ کر انٹیگریٹی اینڈ آنسٹی (Integrity and honesty) کو زیادہ امپارٹنس دینا چاھیئے ۔ اگر اس کے اتنے ھی معنے ھیں تو ان محدود معنوں میں اس سجیشن کو قابل غور سمجھتا ھوں ۔ اس سے بڑھکر کوئی رعایت کا مسئلہ پیش نہیں آسکتا ۔ دوسرے ایک ممبر غالباً وہ آنریبل ممبر فار چنا کونڈور تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایک آنریبل ممبر :— پدا کونڈور

شری بی ۔ رام کشن راؤ :— میں چاھتا ھوں کہ اون آنریبل ممبر سے پوچھوں ۔ خیر وہ نہیں فرماتے تو سب لوگ سمجھ گئے ھیں کہ کس آنریبل ممبر کی تقریر کی طرف میں اشارہ کررھا ھوں ۔ انہوں نے بہت سے سجیشنس دئے ھیں ۔ میں تفصیل سے تو نہیں کہتا ۔ انہوں نے کہا کہ اس کمیٹی میں چائنا (China) وغیرہ میں جس طریقہ پر عمل کیا گیا اس پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی ۔ ھوسکتا ھے کہ ان کا اسکوپ آف اسٹڈی (Scope of study) اتنا نہ رھا ھو لیکن بہرحال ایک مجرد علاج کسی ملک میں بھی اختیار نہیں کیا گیا ۔ جہاں پر سختی برتی جاتی ھے وھاں پر کرپشن جلد دور ھوجاتا ھے اور جہاں پر کچھ آربیٹرری میتھڈس (Arbitrary methods) اختیار کئے جاتے ھیں یا جہاں کسی قسم کے رولس مدون ھوئے ھیں یا کانسٹیٹیوشنل طریقہ مقرر کیا گیا ھے وھاں اس کا امکان کم ھے ۔ لیکن بہرحال میں ان سے متفق ھوں کہ ڈیلے کی وجہ سے کرپشن کے بڑھنے کا امکان ھے ۔ اور اس ڈیلے کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاھیئے ۔ میں ان سے اس بارے میں بھی متفق ھوں کہ ٹورس (Tours) کے وقت سربراھی کا انتظام کیا جاتا ھے ۔ میں اس بارے میں عرض کرنا چاھتا ھوں کہ اس کے پراکٹیکل آسپکٹس (Practical aspects) ھمارے تجربہ میں آئے ھیں ۔ میں زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاھتا اس وجہ سے کہ ھمارے ڈس پرس ھونے کا وقت ھو چکا ھے ۔ مجھے آنریبل اسپیکر صاحب سے اجازت مانگنی پڑیگی ۔ اس وجہ سے کہ میرا وقت آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن نے لے لیا ۔ یہ سربراھی وغیرہ کی باتیں ضرور ھیں ۔ لیکن اکثر یہ ھوتا ھے کہ سماج کی ریت کا سوال پیدا ھوجاتا ھے ۔ میں آپ کو یقین دلانا چاھتا ھوں کہ چاھے وہ منسٹر ھوں یا ڈپٹی منسٹرس یا چاھے آفیسرس آف دی گورنمنٹ ھوں جب بھی وہ ٹور پر جاتے ھیں تو انکی سربراھی یا ان کو کھلانے پلانے کا جو انتظام کیا جاتا ھے وھاں کے عہدہ دار

اپنے ماتحتین سے یا دیگر نان افیشلس سے بھی (عہدہ داروں کی حدتک ہی نہیں ہے) چندہ وصول کرکے انکی دعوت کرتے ہیں - ہوسکتا ہے کہ کہیں یہ بھی پریکٹس ہو لیکن دراصل یہ ایک ریت ہمارے پاس پڑی ہوئی ہے - منسٹرس جب وہ دورہ پر جاتے ہیں تو کلکٹر کے گھر میں کھانا کھاتے ہیں ، اس کو اگر کرپشن کہا جائے تو ممکن ہے - لیکن وہ با ضابطہ دعوت کارڈ بھیجتے ہیں - اور نہ صرف منسٹر کو کھانا کھلاتے ہیں بلکہ وہاں پر دوسرے چھ سات آدمی بھی مدعو ہوتے ہیں - اگر اس کو کرپشن کہا جاتا ہے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ابھی منسٹرس اور دوسرے لوگوں کو ہدایت کردوں گا اور کل سے ہم یہ پریکٹس رکھینگے کہ دعوت میں شرکت نہ کریں - لیکن پرسنلی (Personally) میں اس کو کرپٹ پراکٹیسس (Corrupt practices) میں شمار نہیں کرتا - ہاں یہ ضرور ہے کہ جو آفیسر ٹور الونس لیتے ہیں انہیں اپنا آپ انتظام کرنا چاہیئے لیکن سربراہی کی ذمہ داری وہ خود ڈالتے ہیں اور لوگ اس سربراہی کو اکسپٹ (Accept) کرتے ہیں - میں جانتا ہوں کہ یہ تھوڑی سی عادت ہے - اگر یہ چیز ہے تو اسکی بنیاد سماج کی ریت میں ہے - لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ زبردستی دعوتیں دی جاتی ہیں اور اگر ہم قبول نہ کریں تو ناراضگی کا باعث ہوتا ہے - ایک صاحب دعوت دیتے ہیں انکی دعوت کو قبول کرتے ہیں اور دوسروں کی دعوت کو قبول نہیں کرتے تو وہ کہتے ہیں کہ چونکہ آپ کا رجحان اودھر ہے اس لئے آپ اوس طرف گئے - آپ ہمارے فرینڈ (Friend) نہیں ہیں اس لئے ہمارے پاس نہیں آئے - اس قسم کی چیزیں بھی ہیں - یہ ریت اچھی ہے یا بری - اس میں تو اچھائی بھی ہے اور برائی بھی ہے - میں ان چیزوں کے بارے میں جنرلی (Generally) متفق ہوں - اگر یہ کرپشن کا سورس (Source) بن رہا ہے تو اس کو بھی روکنے کی ضرورت ہے - لیکن اس نقطہ نظر سے بھی آنریبل ممبرس غور کریں کہ کیا اس پوائنٹ کو بھی اتنی اہمیت دی جاسکتی ہے ؟ میرا یہ کہنا ہے -

اس کے ساتھ ساتھ میں دوسرے پہلو کی جانب بھی اشارہ کرتا ہوں - حال میں ایک سوال بھی آیا تھا اور اس پر انکوائری کمیشن کی رپورٹ میں بھی غور ہوا ہے - انہوں نے چلتے چلتے اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے - عہدہ داروں کو چندہ جمع کرنے کے لئے کہا جاتا ہے - اس سے بھی کرپشن کا امکان ہوتا ہے - کمیٹی کی اس رائے سے میں متفق نہیں ہوں اور نہ ان آنریبل ممبرس کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں - عہدہ داروں کو سرکاری طور سے کسی پبلک ادارہ کے لئے یا کسی پبلک پرپز (Public purpose) کے لئے چندہ جمع کرنے کی خاص صورتوں میں اجازت دی جاتی ہے اور میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بارے میں اسٹرکٹ رولس (Strict Rules) ہیں کہ کوئی عہدہ دار خاص پرمیشن (Permission) کے بغیر چندہ جمع نہیں کرسکتا - کمیونیٹی پراجکٹس - ڈیولپمنٹ بلاکس - پبلک یوٹیلیٹی کنسرنس (Public utility concerns) کے لئے کلکٹرس کانفرنس میں کہا گیا اور دوسری اور جگہوں پر بھی کہا گیا اور پرائم منسٹر کی بھی ہدایت ہے کہ تم لوگ عوام میں انتھوزیازم

(Enthusiasm) پیدا کرو اور تمہاری جو آفیشل حیثیت ہے اس میں تم اپنے آپ کو پبلک کے خدمت گزار ثابت کرو - ان میں جوش پیدا کر کے ان کا کوآپریشن حاصل کرو - چنانچہ اس هدایت کی تعمیل میں هارے عہدہدار چندہجمع کرتے هیں اور میری نوٹس میں تو اب تک کوئی چیز نہیں آئی کہ کسی سرکاری عہدہدار نے یہ کہاهو کہ تم نے اتنا چندہ نہیں دیا اس لئے تمہارا وہ کام نہوگا - تم هارا ڈس پلیژر (Displeasure) انکر (Incur) کریں گے - اس قسم کی یک مثال بھی سامنے نہیں آئی -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—अेक ही नहीं कअी मिसालें बता सकता हूं। अैसे कअी मिसालें हुअी हैं। अेक शख्स जिसने पैसा जिस काम के लिये नहीं दिया अुसे अॅरेस्ट किया गया। मैंने अुन खुद मुकामात पर जाकर देखा है और आपको बता सकता हूं।

شری بی - رام کشن راؤ :— یہ بالکل غلط انسینویشن ہے - میں دوبارہ ، سہ بارہ اور هنڈرڈ ٹائمس (Hundred times) بھی کہتا هوں - ایسی بات آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن کو بہت ذمہداری کے ساتھ کہنا چاهئے -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—मैंने खुद वहां जाकर दाखलात लिये हैं और मैं गव्हर्नमेंट मशिनरी के सामने अिसे प्रूव्ह करने के लिये तैयार हूं।

شری بی - رام کشن راؤ :— بالکل نہیں - آج تک کوئی شخص نہیں دیا ہے -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—अैसे अेक हीं नही मैं आपको कअी मिसालें बता सकता हूं। अिसी को रोकने के लिये नॉन ऑफिशियल मशिनरी होनी चाहिये।

شری بی - رام کشن راؤ :— بالکل اسکا امکان نہیں ہے - اگر کسی نے آپ کے پاس کمپلینٹ (Complaint) کی ہے تو وہ ملیشس کمپلینٹ (Malicious Complaint) ہے - اگر اوسنے آپ کے پاس بیان دیا ہے تو وہ چندہ سے بچنے کے لئے یا عہدہداروں کو بلاوجہ بدنام کرنے کے لئے بدنیتی سے بیان دیا ہے - میں ایک منٹ کے لئے بھی سکی صداقت کو ماننے کے لئے تیار نہیں هوں - میں کھلے بندوں ایسا کہتا هوں میں اسکو جھوٹ کہنے کے لئے تیار هوں -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—िसके लिये आप अिपारशल अिनक्वायरी कमिटी कायम करें। मैं साबित करने के लिये तैयार हूं।

شری بی - رام کشن راؤ :— یہ بالکل ایسی هی بات ہے جیسے —

Give the dog a bad name and hang him

اسکے سوا کوئی بات نہیں ہے - یہ هوسکتا ہے کہ تھوڑا بہت مارل پریشر (Moral pressure) اگزرٹ (Exert) کیا جاتا هو - اگر ان معنوں میں

اس قسم کا مارل پریشر اگزرٹ کیا جاتا ہے تو میں اسکو کنسیڈ (Concede)
اور اسکو کنڈون (Condone) کرونگا - اس لئے کہ ایک بہت بڑے کاز (Cause) کیلئے
ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اتنے بڑے دولت مند آدمی ہو پانچ دس ہزار کیوں نہیں
دیتے - اس قسم کا پرسیویسیو اٹیٹیوڈ (Persuasive attitude) رہتا ہے -
اگر اس میں مارل پریشر رہتا ہے تو یقیناً میں اسکو کنڈون کرونگا - یہ کہا گیا ہے کہ
رولس میں تبدیلی ہونی چاہئے - لیکن ڈسپلینری ایکشن (Disciplinary action)
کیلئے جو رولس اب تک مدون ہوئے ہیں میں ان سے بالکل متفق ہوں - آج کل
کرپٹ پراکٹیسس (Corrupt practices) کے سلسلہ میں
عہدہداروں کے خلاف جو کیسس چلتے ہیں اون سب کے لئے پہلے ڈپارٹمنٹل انکوائری
(Departmental enquiry) کا ایک اسٹیج رکھا جاتا ہے - اسکی
وجہ سے اس ڈپارٹمنٹ کے بالادست عہدہدار کی جو انکوائری ہوتی ہے اسمیں ہمیشہ
اسکا امکان رہتا ہے کہ بالادست عہدہدار اپنے ماتحت عہدہدار کو بچانے کی کوشش
کرے - اسلئے ڈپارٹمنٹل انکوائری صحیح نتیجہ پر نہیں لیجاتی - اس اعتراض میں بہت
حدتک صداقت ہے اور اس جانب رپورٹ میں بھی توجہ دلائی گئی ہے اور گورنمنٹ
اسپر سریسلی (Seriously) غور کررہی ہے کہ اس ڈفکٹ کو
کس حد تک کم کیا جاسکتا ہے - ٹنٹیٹیولی (Tentatively) گورنمنٹ
نے اپنی جگہ پر تصفیہ کیا ہے - لیکن اسکے ڈیٹیلڈ پروسیجر (Detailed procedure)
کو ہم نے لےڈاؤن (Lay down) نہیں کیا ہے اور ابھی میں
نہیں کہہ سکتا کہ آنے والے پروپوزلس کو موجودہ ڈھانچہ میں کسطرح بٹھائینگے -
لیکن ہم یہ ضرور سوچ رہے ہیں کہ ڈپارٹمنٹل انکوائری کو جو پہلی سیڑھی سمجھی
جاتی ہے اسکو اگر ہوسکے تو سرے سے ہی ختم کردیں تاکہ انکوائری میں کوئی
دشواری نہ ہو اور ڈپارٹمنٹل انکوائری میں جو روڑے اٹکائے جارہے ہیں اسکا موقع
نہو - ایسا جو تجربہ ہمکو ہورہا ہے اسکو آگے چلکر باقی نہیں رکھینگے - ہم ایسی
ہی تدابیر سوچ رہے ہیں - اسطریقہ پر پروسیجرل رولس (Proc.dural rules)
میں تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے - اسکی آوشکتا (आवश्यकता) ہے
تاکہ جو پروسیجر رکھا جائے وہ کم سے کم ہو شارٹ سے شارٹ ہو - اسمیں بھی
ڈیلے نہ ہو - لیکن اسکے ساتھ ساتھ میں ایک چیز ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ
آج جو کوئی بھی پروسیجر یا طریقہ تحقیقات ہم معین کرسکتے ہیں وہ ایسا ہی ہوگا
جیسے دستور کی چار دیواری کے اندر بٹھایا جاسکتا ہو - کانسٹیٹیوشن کے آرٹیکلس ۳۰۹ ،
۳۱۰ اور ۳۱۱ اور اسکے بعد کے بھی مختلف آرٹیکلس ہیں - ان آرٹیکلس کے تحت
پبلک سرویس کمیشن کو بعض اختیارات سونپے گئے ہیں - تفصیلی رولس نہیں ہیں -
تفصیلی رولس بنانا ہر اسٹیٹ گورنمنٹ کا کام ہے - ان رولس میں تبدیلی بھی ہوسکتی
ہے - لیکن ایسی تبدیلی نہیں ہوسکتی جو دستور کے خلاف ہو - اگر دستور کے کسی
آرٹیکل کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو ایسا کوئی چینج ہم پبلک سرویس کمیشن کے

رولس اینڈ ریگولیشنس (Rules and Regulations) میں نہیں کرسکتے -
میں مانتا ہوں کہ لمیٹیشن (Limitation)کم ہے لیکن
ہے ضرور - اسکے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کردینا چاھتا ہوں کہ سنٹرل لیول
(Central level) پر کانسٹی‌ٹیوشن کے آرٹیکلس میں تبدیلی کرنے ، کی نسبت
سوچا جارہا ہے تاکہ گورنمنٹس کو خاص طور پر ڈسپلین قائم کرنے ، ایفیشنسی
بڑھانے اور اپنے ملازمین پر کنٹرول رکھنے کی ضرورت داعی ہو تو اس نقطہ نظر سے
بھی ترمیم کرنے کے لئے گنجائش رہے - غرض یہ کہ جو کچھ کلا سیفیکیشن
(Classification) اپیل اینڈ کنٹرولس رولس (Appeal and Control Rules)
یا کسی اور رولس کے تحت ملازمین کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے ان پر جو
الزامات ہوں اونکی تحقیقات کرنے انکو سزا دینے یا اونکو پروموشنس نہ دینے گریڈس
اور انکریمنٹس روکنے کے لئے یا اور قسم کے پنشمنٹس(Punishments) وغیرہ
دینے کے لئے جو کوئی بھی قواعد اور قانون بناسکتے ھیں وہ دستور کے ڈھانچہ کے اندر
ہونے پا ھئیں - میں اس ھاؤس کو یقین دلانا چاھتا ہوں کہ جس حد تک دستور کے
ڈھانچے میں رھتے ہوئے موجودہ ریگولیشنس (Regulations) میں تبدیلی کی
جاسکتی ہے اور افیکٹیو کنٹرول(Effective Control) اور چیک
(Check) کیا جاسکتا ہےاور جس حد تک پروسیجر کو کرٹیل (Curtail) کیا
داسکتا ہے اس حدتک کریٹل کرنے کی ضرور کوشش کرینگے - یہاں بعض سجیشنس
جیئے گئے - ایوان میں بعض سجیشنس کانسٹیٹیوشنن آف دی کمیشن(Constitution
of the Commission)اور پی - ایس - سی - کے تعلق کو نکالدینے سے متعلق دیئےگئے -
آنریبل ممبر فار سکندرآباد کی رائے میں ایسی‌امنڈمنٹ کی ضرورت ہے کہ پی - ایس - سی -
کو پکچر (Picture) سے ھی ھٹادیا جائے - انکا مطلب یہ ہے
کہ ایک ھی اٹانمس باڈی(Autonomous body) ہو جو ان
مقدمات کا پورا پورا تصفیہ کرسکے - ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے
کے پاس جانے کی گنجائش نہ ہو - اس سے انکا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوالت
نہ ہو - میں اون کےاس مقصد سے متفق ہوں - لیکن مجھےشبہ ہےکہ ہم پی - ایس - سی -
کو پکچر سے کس طرح نکال سکتے ھیں اور اس طرح کیسے رولس بناسکتے ھیں؟
اسٹیٹ کے رولس اور ریگولیشنس پہلے کانسٹی ٹیوشن کے آرٹیکلس کے تابع رھیں گے -
اگر کوئی چیز کانسٹی ٹیوشن کے ڈائرکٹیو (Directive) کے
خلاف ہوتی ہے تو وہ ممکن نہیں - اس لئے کہ پی - ایس - سی - کا وجود ضروری ہے اور
کانسٹیٹیوشن کے الفاظ میں پی - ایس - سی - ایسا کانسٹی ٹیوشنل اور انڈپنڈنٹ آرگنائیزیشن
(Independent organisation) یا انسٹی ٹیوشن
(Institution) ہے جسکو گورنمنٹ کے کنٹرول میں نہ رکھکر اسکے ذمہ
لوگوں کے حقوق کی حفاظت کی گئی ہے - اس کو نظرانداز کرنا شائد بالکل ناممکن

ہے - پھر بھی اس سجیشن پر غور کیا جائے گا کہ اس پر کہاں تک عمل ہوسکتا ہے - لیکن میں یہ صاف صاف عرض کردینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک میں نے بادی النظر میں غور کیا اس کمیٹی کی سفارشات سے جنرل طور پر میں بھی متفق ہوں - جیسا کہ اس آنریبل ہاؤس میں دونوں طرف سے کہا گیا اس کمیٹی کی رپورٹ میں جو اسپیسیفک رکمنڈیشن (Specific recommendation) فورمن انڈپنڈنٹ اینڈ اٹانمس کمیشن (Four men independent and autonomous commission) کا ہے وہ ایک ایسا رکمنڈیشن ہے جس کو ہم بلا سوچے سمجھے اس کے امپلیکیشنس (Implications) پر غور کئے بغیر موجودہ پوزیشن میں اس کو اکسپٹ (Accept) کرنے کے موقف میں نہیں ہیں - اس میں مجھے ایسی بہت سی چیزیں دکھائی دیتی ہیں جو اس کے اکسپٹ کرنے میں خارج ہیں - یہ پی - ایس - سی - اٹانمس باڈی رہنے کے بعد انکوائری کمیشن یا ٹرائیبیونل جو مقرر کیا جائیگا اسکو کس طریقہ پر دوسری اٹانمس باڈی بنایا جاسکتا ہے - اور باوجود اسکے کہ اسکی تائید میں دلائل ہیں لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس کے پریکٹیکل امپلیکیشنس (Practical implications) کیا ہونگے - سب سے بڑا ابجکشن یہ ہے کہ اس میں جو چیز ہے ویسا کمیشن قائم کیا جائے تو اس کو شکایتوں پر کاگنیزنس (Cognizance) کر کے راست انوسٹیگیٹ (Investigate) کر کے ورڈکٹ (Verdict) دینے کا راست اختیار ہے - اسکے معنے یہ ہونگے کہ وہی ایک باڈی انوسٹیگیٹ کریگی - پراسیکیوٹر (Prosecutor) بھی وہی ہوگی اور جج بھی وہی ہوگی - تینوں حیثیتیں اسی انڈپنڈنٹ کمیشن کو حاصل ہوجائینگی - اس قسم کا کوئی کمیشن انویسیج (Envisage) کرنا موجودہ جورسٹک پرنسپلس (Juristic principles) کے تحت اور ان پرنسپلس کے تحت جنکو ہم کانسٹی ٹیوشن کے تحت عمل میں لاتے ہیں بہت مشکل ہے - پریکٹس میں بھی یہ چیز ہم کو زیادہ فائدہ پہونچانے والی نہیں ہے - یہ ہماری انگزائیٹی (Anxiety) ضرور ہے - در اصل اس قسم کے اٹانمس کمیشن کی ضرورت کیوں ہے؟ وہ اس لئے ہے کہ گورنمنٹ کو مداخلت کا موقع نہ ملے یا انوسٹیگیشن میں یا کاگنیزنس میں یا ورڈکٹ دینے میں گورنمنٹ مداخلت نہ کرے - یہ انگزائیٹی ٹھیک ہے - کیونکہ گورنمنٹ کی اس قسم کی مداخلت سے نقصان پہونچ سکتا ہے - میں اس سے متفق ہوں - اس کی مخالفت نہونی چاہئیے - لیکن بدقسمتی سے گورنمنٹ ہی کی ایک مشنری ایسی ہے جو پراسیکیوشن کی مشنری ہوسکتی ہے - جو مواد فراہم کرسکتی ہے - شہادتیں فراہم کرسکتی ہے - ایک انڈپنڈنٹ باڈی کو ڈسٹرکٹ لیول پر قائم کرکے کیا اس کو ہوا پر چھوڑ دیا جائے؟ وہ کہاں سے مواد منگوائے گی؟ کن کو پراسیکیوٹ کرے گی؟ کس قانون کے ڈھانچے میں وہ آئے گی؟ کیا کرمنل پروسیجر کوڈ یا دوسرے جو قوانین نافذ ہیں ان میں وہ بیٹھ سکتی ہے؟ اس پر تفصیل سے غور کرنے کی ضرورت ہے - میں یہ نہیں کہتا کہ اس سجیشن میں کوئی پریکٹیکیبیلٹی (Practicability)

نہیں ہے۔ کمیٹی کاوہ سجیشن میرے سامنے ہے۔ میں اس پر غور کررہا ہوں ۔ لیکن بادی النظر میں
جہاں تک میں نے غور کیا اس قسم کے کمیشن کے قیام میں دشواریاں نظرآتی ہیں ۔
اس لئے ایک انوسٹیگیشن کی مشنری ہونی چاہئے ۔ ایک ٹرائیل (Trial) اینڈ
ڈسپوزل (Trial & disposal) کی مشنری ہونی چاہئے ۔ آپ
انوسٹیگیشن اور ٹرائیل دونوں کو ملا کر ایک ہی باڈی بنا کر اسکو ذمہ دار قرار
دینے کی کوشش کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ پریکٹیکلی اس سے کوئی مفید نتائج
پیدا نہیں ہوسکینگے ۔ اس پرنسپل میں ایک ہی اچھی چیز ہے وہ یہ کہ گورنمنٹ کو
مداخلت کا موقع نہیں ملتا ۔ اچھا صاحب ۔ آخر سزا دینے والا کون ہے ؟ سزا دینے کا
اصول تو یہ ہے کہ اپوائینٹنگ اتھارٹی (Appointing Authority) ہی ڈسمس
(Dismiss) یعنی برطرف کرسکتی ہے ۔ وہ اتنا کس باڈی کے ہاتھ میں
نہیں ہے ۔ اسکو سزا جزا کا اختیار نہیں ہے ۔ آپ کمیشن کو سارے فرائض دیکر اسکو
سوپر گورنمنٹ (Super-Government) باڈی قرار دیکر اس کو
قابل عمل نہیں بنا سکتے ۔ یہ اچھا ہے یا برا، میں اس پر نہیں جاتا ۔ گورنمنٹ کو کسی
جگہ بھی پکچر میں لئے بغیر آپ کام چلا ہی نہیں سکتے ۔ اگر گورنمنٹ میں کرپشن
ہوتو گورنمنٹ ہی اس کو نکالنے کے تدابیر اختیار کرسکتی ہے ۔ آپ اس کو اکسٹرا
گورنمنٹ باڈی بنا ہی نہیں سکتے ۔ افکٹیو مینس (Effective means) بھی گورنمنٹ کے
پاس ہی ہیں ۔ اگر ہمارے پاس زیادہ کرپشن ہے تو ہوگا کم ہے تو ہوگا ۔ اس کرپشن
کو دور کرنے کی تدابیر بھی ہم ہی نکال سکتے ہیں ۔ ہم ہی سہایک (सहायक)
بن سکتے ہیں ۔ گورنمنٹ کے علاوہ کوئی انڈپنڈنٹ مشنری قائم کردیں تو وہ بھی یہی
کریگی کہ کمیشن لکھتا رہیگا کہ فلاں فائیل بھیجدیجئے ۔ سکریٹری داب کر رکھ
لینگے ۔ ایسی صورت میں کمیشن کیا کرے گا ؟ جب گورنمنٹ ٹرایبیونل کے سپرد
کوئی کیس کریگی تو گورنمنٹ کا کام ہوجاتا ہے کہ وہ مواد اور شہادت پیش کرے ۔
اسکی ذمہ داری نہ ہو تو کون شہادت پیش کرے گا ؟ عوام جا کر کیا بیان کرینگے ؟
آخر اس چیز کی جوڈیشیل (Judicial) تحقیقات ہوتی ہے ۔ جوڈیشل
تحقیقات میں کیا چیزیں پیش ہونگی ؟ کسطرح ججمنٹ (Judgment) دیا جائے گا ۔
اس کے لئے کوئی مشنری ہونی چاہئے ۔ لائزان مشینری (Liason machinery)
کا جو سجھاؤ آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن نے دیا میں اسکو رد نہیں کررہا ہوں ۔ لیکن
وہ کس قسم کی لائیزان مشنری ہوسکتی ہے ؟ وہ کیسے افکٹیو (Effective)
بن سکتی ہے ؟ جب تک کہ اس کی تفصیلات معلوم نہ ہوں میں اس کو کنسیڈریشن
سے باہر نہیں کرنا چاہتا اور نہ قبول کرنے کے لئے تیار ہوں ۔ اس لئے کہ پہلے یہ معلوم
ہونا چاہئے کہ وہ کس قسم کی مشنری ہوسکتی ہے ۔ مجھے امید ہے کہ یہاں جو
سجیشنس دئے گئے ہیں انکے علاوہ تفصیلی سجیشن جو پریکٹیکیل اور ورکیبل
(Workable) ہوں دئے جائینگے ۔ ری آرگنائزیشن آف سرویسس
(Reorganization of Services) کی بڑی ضرورت ہے ۔ اور بہت سے سجیشنس دئے گئے ۔

کنٹرا کٹرس کے بارے میں کہا گیا - ڈسپیارٹیز آف سیالیریز (Disparities of salaries)
کے بارے میں کہا گیا - یہ بھی ایک الیمنٹ (Element) ہے -
ڈسپیاریٹی آف سیالیریز مختلف ممالک میں مختلف ہے - انکی بنیادیں الگ الگ ہیں - میں
یہ نہیں کہتا کہ یہاں ڈسپیارٹی آف سیالیریز کو نکالنے کی گنجائش نہیں ہے - میں
اس کے لئے سجیشنس طلب کرونگا - لیکن اس کے بارے میں جو کوششیں دوسرے ممالک
میں کیگئی ہیں میں نے دیکھا ہے کہ اس ضمن میں بہت زیادہ کام تو نہیں ہوا ہے - اس
میں شک نہیں کہ یہ ہمارے سماجی ڈھانچے کا اثر ہے - میں آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن
کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ " سماجی چوکھٹ " کو بدلنے کی کوشش ہر ملک میں
مختلف طریقوں سے کیجاتی ہے - لیکن جن ممالک نے سب سے زیادہ موثر طریقہ
اختیار کیا ہے ہم اون ممالک کو دیکھتے ہیں تو وہاں بھی سیالریز میں ڈسپیارٹی
(Disparity) دکھائی دیتی ہے - وہاں بھی اسے کم کرنے کی شدید گنجائش
ہے - بہر صورت ہم کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے - ہمارے پاس بھی گنجائش ہے
اور ہم اس پر غور کرسکتے ہیں - یہ کہا گیا کہ جو سزائیں ہوتی ہیں انکی پبلسٹی
(Publicity) ہونی چاہئے - سزا پانے والوں کے نام شائع کئے جانے چاہئیں -
یہ سجیشن ہم نے پہلے ہی سے اختیار کیا ہے - اور گورنمنٹ نے اسکو منظور کرکے یہ
احکام دئےہیں کہ ٹریبیونل کے موجودہ ڈھانچے میں جن لوگوں کو سزا دی گئی ہے انکے
نام بغرض اطلاع عام شائع کئے جائیں - اس سوال کو گورنمنٹ نے منظور کرلیا ہے -

بعض آنریبل ممبرس نے کہا کہ کمیشن کے ڈھانچے کو ماڈی فائی (Modify)
کرنا چاہیئے - لیکن اسکی تفصیل جب تک ہمارے سامنے نہ رہے اس کے بارے میں کیا
کہا جاسکتا ہے ؟ آنریبل ممبر فار افضل پور نے کہا کہ اسمیں کچھ ماڈیفیکیشن کیا جانا
چاہیئے - میں تمام آنریبل ممبرس آف دی اسمبلی سے تفصیلی سجیشنس مانگتا ہوں کہ اس
کو کس طرح ماڈیفائی کرنا چاہیئے - ہر ایک آنریبل انڈیویجولی (Individually)
یا کلکٹیولی (Collectively) اپنے سجیشنس دےسکتے ہیں - وہ اپنے

ڈفنیٹ سجیشنس (Definite suggestions) بھیج سکتے ہیں - اس کا امکان موجود
ہے - یہ بھی کہا گیا کہ کورٹ میں پراسیکیوٹ کرنے کا طریقہ گورنمنٹ کو اختیار
نہ کرنا چاہیئے - میں عام طور پر ان کے سجیشنس سے متفق ہوں - کیونکہ کورٹ میں
کیسس کے پیش ہونے سے ثابت ہونا مشکل ہے - اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ کورٹس میں
پرازیکیوٹ کرنا چاہیئے تو میں اس سے متفق نہیں ہوں - اگر ان کا یہ کہنا ہے کہ عام
طور پر پراسیکیوشن کا طریقہ اختیار نہ کرنا چاہیئے بلکہ ٹرایبیو نل کے پاس بھیجنا
چاہیئے تاکہ ڈسپلنری ایکشن لیکر ڈسمس یا برطرف کیا جاسکے تو اس ثانی الذکر
سجیشن سے میں متفق ہوں . . . .

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—उनका सजेशन यह है कि क्रिमिनल केसेस में उन्हें अदालत में खड़ा करना चाहिये। सिर्फ काम से हटानेसे ठीक नही होगा।

شری بی - راؤ کشن راؤ :— ان کا سجیشن یہ ہے کہ چونکہ ایک کیس اتنا اسٹرانگ ہے کہ لا کورٹ میں لیجا کر اس کو پراسیکیوٹ کر کے فوجداری طریقہ پر سزا دلائی جاسکتی ہے تب تو اس کو پراسیکیوٹ کرنا چاہیئے - ایسا نہو تو ٹرائیبیو نل کے پاس بھیجکر ڈسپلنری ایکشن لینا چاہیئے - اس اصول پر تو عمل بھی کیا جارہا ہے - بعض کیسس ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں پرائیمافیس (Prima facie) طور پر ایویڈنس (Evidence) اسٹرانگ ہونے پر بھی ابتدائی عدالت یا سپریم کورٹ سے لوگ چھوٹ جاتے ہیں - اس میں نہ صرف پراسیکیوشن میں سرکاری روپیہ ضائع ہوتا ہے بلکہ اور بھی برے نتائج اس سے پیدا ہوتے ہیں - پرسنلی میں یہ سمجھتا ہوں کہ کرپشن کے کیسس میں فوری سزا کے طور پر ان کو اس جگہ پر نہ رہنے دینا چاہیئے - کوئی ڈس آنسٹ (Dishonest) ہو تو اس کو وہاں ایک منٹ بھی نہ رکھنا چاہیئے وہاں سے پہلے ہٹا دینا چاہیئے - یہ الگ بات ہے کہ فوجداری سزا دلائی جاسکتی ہے، یا نہیں - اگر دلائی جاسکتی ہے تو دلانی چاہیئے - لیکن زیادہ تر کرپشن کو دور کرنے کے لئے لا کورٹ میں لیجانے سے کیسس میں طوالت ہوتی ہے -

چند آنریبل ممبرس نے کہا کہ حکومت کرپٹ آفیسرس (Corrupt officers) کو ڈائرکٹ (Direct) یا ان ڈائرکٹ (Indirect) طور پر پروٹکشن (Protection) دیتی ہے - اس طرح حکومت نیپو ٹیزم (Nepotism) اور فیوریٹیزم (Favouritism) کی ذہنیت پھیلانا چاہتی ہے - میں کہونگا کہ یہ ایک عام تخیل ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ معیار کو بلند کرنے کے لئے ہم کیا کرسکتے ہیں - اسکی ہمیں کوشش کرنی چاہیئے - میں زیادہ دیر اپنی تقریر کو جاری نہیں رکھونگا - صرف پانچ منٹ میں ختم کردونگا - اب میں صرف دو ایک باتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں - جیسا کہ میں نے کہا اب لیڈر آف دی اپوزیشن کے سجیشن کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں - ایک چیز انہوں نے اپنی تقریر میں فرمائی ہے اوس سے مجھے فطرتاً اختلاف ہے - انہوں نے ایک انڈپنڈنٹ کمیشن (Independent commission) کے تقرر کی تائید میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اسکی ضرورت اس لئے ہے کہ منسٹرس عہدہ داروں کے دباؤ میں آجاتے ہیں اور افسروں کو بچانے کے لئے گول مال کرتے ہیں - انکی حمایت اور جانبداری کرتے ہیں اس لئے سب سے زیادہ ضرورت اسکی ہے کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ منسٹرس ان کے دباؤ میں نہ آنے پائیں - اس لئے منسٹروں کا اس کمیشن میں دخل نہ ہونا چاہیئے - اگر عوام یا یہ آنریبل ہاؤس اس سے متفق ہے کہ کرپشن محض اس لئے ہے کہ منسٹرس کرپٹ آفیسرس کی حمایت کرتے ہیں تو اس کا سیدھا سادھا اور ڈائرکٹ نتیجہ یہ ہے کہ آج کی منسٹری کار گزار رہنے کے قابل نہیں ہے کیونکہ وہ صلاحیت نہیں رکھتی ہے - مگر یہ بات سچ ہے یا غلط اس بارے میں اختلاف رائے اور ڈیفرنس آف اوپینین (Difference of opinion) ہوسکتا ہے - کسی کی کچھ رائے ہوسکتی ہے اور کسی کی کچھ - میری رائے ظاہر ہے کہ اس کے برخلاف ہوگی - اب

تک جو کرپشن کے کیسس ہوئے ہیں یا جو ہماری نوٹس میں آئے ہیں وہ منسٹروں کی وجہ سے یا ان کے ناجائز نیپوٹیزم یا فیوریٹیزم کی وجہ سے نہیں ہوئے۔ ٹریبیونل کے فیصلوں یا پی۔ ایس۔ سی۔ کی سفارشات یامنسٹروں کی بدنیتی کی وجہ سے یہ کمزوریاں پیدا نہیں ہوئیں، میں اتنا عرض کرونگا ۔ چنانچہ آنریبل ھاؤس جانتا ھے کہ اس ھاؤس کے منشاء اور مطالبے کے لحاظ سے ایک اتنا بڑا کمیشن مقرر کیا گیا اور اس کے ریکمنڈیشنس (Recommendations) پر اس ھاؤس میں چرچا ہوئی اور اس سے یہ امید اور توقع کی جاسکتی ھے کہ یہ منسٹری گڈ (Good) ہو یا بیڈ (Bad) ہو وہ منسٹری سنسیریٹی (Sincerity) کےساتھ ان ریکمنڈیشنس پر غور کررھی ھےاور ان کو عمل میں لانے کی خواہش رکھتی ھے۔ کم از کم اتنا حسن ظن اتنا موڈیکم آف گڈول (Modicum of good will) اس منسٹری کے بارے میں ھوتو میں سمجھتا ھوں کہ یہ بداعتادی جس کا یہاں اظہار کیا گیا ھے باقی نہیں رھیگی اور آنریبل ممبرس خود محسوس کریں گے کہ یہ بد اعتادی ناموزوں ھے۔ آخرھم بھی اوسی زمرہ میں سے ھیں۔ ان ھی میں سے چنکر آئے ھیں اور آج ایسی خدمت پر فائز ھیں جس کا نہ کوئی پنشن ملنے والا ھے اور نہ کوئی ترقی ملنے کی امید ھوسکتی ھےاور اگر کوئی ترقی کی امید ھو بھی سکتی ھےتو وہ ترقی ھمارے ان عہدہ داروں کے ھاتھ میں نہیں ھے ۔ ایک توقع جو ھوسکتی ھے وہ بھی کہ آئندہ چناؤ میں پھر منتخب کئے جائیں۔ تو ھماری یہ توقع بھی ان عہدہ داروں سے پوری ھونے والی نہیں ھے ۔ اگر ھم پھر چنکر آنے والے ھیں تو وہ ان ھی لوگوں کی وجہ سے آئینگے جنھوں نے ھم کو پہلے چنا تھا ۔ چیف سکریٹری،سکریٹریز ۔ ھڈس آف دی ڈپارٹمنٹس(Heads of the departments) کلکٹر۔ تحصیلدار۔ ریوینیو انسپکٹر۔ یا پٹیل پٹواری ھم کو چنکر لانے والے نہیں ھیں . . .

کئی آنریبل ممبرس :— پولیس والوں کے ھاتھ میں تو ھے نا ۔

شری بی ۔ رام کشن راؤ :— پولیس کے ھاتھ میں اور نہ ھمارے پاس کوئی ایسا ھتیار ھے جس کا دباؤ ڈالکر ھم نے ووٹ حاصل کئے ھیں ۔ ھمارا دوبارہ چناؤ صرف اسی پر منحصر ھے کہ اپنے چننے والوں کے سامنے جائیں اور ان سے یہ کہیں کہ ان پانچ سال میں جتنی خدمت ھم سے آپ کی ھوسکتی تھی ھم نے کی ھے آپ کے تکالیف کو دور کرنے کے لئے ھم نے حتی المقدور اپنی قوت کے مطابق کام کیا ھے ۔ اگر آپ ھم کو پھر آئندہ پانچ سال کے لئے خدمت کا موقع دیں تو اس سے بہتر خدمت کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس سے بڑھکر کوئی اور دوسرا ھتیار ھمارے پاس نہیں ھے ۔ نہ انڈر گراؤنڈ (Underground) ھے نہ اپر گراؤنڈ (Upperground) ۔

جو آنریبل ممبرس اس وقت اوس جانب بیٹھے ھوئے ھیں کسی وقت خوش قسمتی سے انہیں اس جانب بیٹھنے کا موقع ملے تو مجھے یقین ھے ، بالکل یقین ھے کہ وہ کوئی ایسی بڑی کار گزاری اس بارے میں کر کے نہیں دکھا سکیں گے جس کے کرنے کی ھم میں قابلیت نہیں ھے ۔ ھوسکتا ھے کہ باتیں بہت زیادہ کریں ....

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—आपको यह गलतफहमी है।

شری بی - رام کشن راؤ :- بہر صورت میں کچھ زیادہ کہنا نہیں چاھتا -

لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہ بھی سجیشن دیا کہ تمام گورنمنٹ سرونٹس کو ٹریڈ یونین سمجھکر ان کے ریپریزنٹیٹیوز (Representatives) کو بلا کر ایک کمیشن قائم کیا جائے - یہ اتنا ڈینجرس پروپوزیشن (Dangerous proposition) ھے کہ میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا - نہ اس کی تردید کرسکتا ھوں اور نہ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت سمجھتا ھوں - اگر وہ ان تمام لوگوں کو اس میں شامل کرنا چاھتے ھیں اور فیکٹری لیبرس کے معیار پر لانا چاھتے ھیں تو میں اون سے خواھش کرونگا کہ وہ ان سفارشات پر اوس وقت عمل کریں جب ملک کے نظم و نسق کی ذمہ داری خوش قسمتی سے ان پر عائد ھو - میں اس پر عمل کرنے سے قاصر ھوں - دراصل یہ ایک آیڈیل (Ideal) ھے - آیڈیل سوسائیٹی (Ideal society) کو قائم کرنے کے لئے ھم قدم اٹھا رھے ھیں - انسانی سماج جس کنڈیشن (Condition) میں ھے اوس کے نظر کرتے ھمیں سوچنا چاھیئے کہ ھم ترقی کے راستے پر جارھے ھیں یا پیچھے کی طرف جارھے ھیں - میں کہونگا کہ ھم اخلاقی حیثیت سے مادی حیثیت سے اور ھر حیثیت سے ترقی کے راستے پر گامزن ھیں -

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—डिस्ट्रिक्ट और हेडक्वार्टर लेवल पर मुख्तलिफ पार्टियों की अेक लियाझान कमेटी कायम की जाय, जिसकी सिफारिश की गयी है। जिसके बारे में क्या ख्याल है?

شری بی - رام کشن راؤ :- میں نے کہا ھے کہ جب تک اس قسم کی لیزان مشنری (Laison machinery) کے متعلق گورنمنٹ کے پاس تفصیلی سجیشنس پیش نہوں میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا - وہ لیزان کمیٹیز (Laison Committees) کس غرض کے لئے رھینگی اس پر غور کئے بغیر میں کچھ نہیں کہہ سکتا - جب اسکی تفصیلات پیش ھوں گی تو میں بعد میں اس پر غور کرسکتا ھوں - اتنا عرض کرنے کے بعد مجھے آشا ھے کہ آنریبل ممبرس اس بارے میں ڈیفینٹ اینڈ کانکریٹ سجیشنس (Definite and Concrete suggestions) گورنمنٹ کے پاس بھیجیں گے - اس کے بعد گورنمنٹ اپنے عہدداروں سے پراکٹیکل سجیشنس (Practical suggestions) لیکر اس پر غور کریگی - اگر اس طرح کے ڈیفینیٹ اور کانکریٹ سجیشنس آنریبل ممبرس کی طرف سے مجھے ملینگے تو میں انہیں ھارٹلی ویلکم (Heartily welcome) کرونگا - جو سجیشنس ایسے ایسے ھونگے جو پراکٹیکیبل (Practicable) ھوں اور دستور کے ڈھانچے میں بٹھائے جاسکتے ھوں تو ضرور ایسے ڈیفینٹ (Definite) اور

کانکریٹ میژرس (Concrete measures) اختیار کئے جائینگے جن سے کرپشن کا مرض جلد سے جلد دور ہوجائے -

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Thursday, the 23rd September, 1954.
